نوائے افغان جہاد

جمادی الاوّل ۱۴۳۵ھ
مارچ 2014ء

۱۵ فروری ۱۹۸۹ء
روس کے ماتھے پہ ذلت کا نشان

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُواْ وَالْحَمْدُ لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

غرض ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی اور سب تعریف اللہ رب العالمین ہی کو (سزاوار ہے)

اب امریکہ کی باری ہے

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اپنے بعد آنے والے خلیفہ کے لیے وصیّت

''میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں کہ وہ ان کا حق پہچانے اور ان کی عزت واحترام کا خیال کرے......جو انصار 'دارِ ہجرت اور دارِ ایمان یعنی مدینہ منورہ میں مہاجرین سے پہلے رہتے تھے ان کے بارے میں بھی اسے وصیّت کرتا ہوں کہ وہ ان کے نیک آدمیوں سے قبول کرتا رہے اور ان کے بُروں کو معاف کرتا رہے......میں اسے شہریوں کے بارے میں بھی بھلائی کی وصیّت کرتا ہوں کیونکہ یہ لوگ اسلام کے مددگار لوگوں میں سے ہیں، (فرض زکوۃ وصداقت کا) مال جمع کرنے والے (اور امیر کو لاکر دینے والے) اور دشمن کے غصہ کا سبب بننے والے ہیں، ایسے شہریوں سے صرف (ضرورت سے) زائد مال ان کی رضامندی سے لیا جائے......اور میں اسے دیہاتیوں کے بارے میں بھی بھلائی کی وصیّت کرتا ہوں کیونکہ یہ لوگ عرب کی اصل اور اسلام کی جڑ ہیں۔ وہ خلیفہ ایسے دیہاتیوں کے جانوروں میں صرف کم عمر جانور لے اور ان سے لے کر ان کے فقیروں میں تقسیم کردے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان دیہاتیوں کے لیے جو عہد و ذمہ داری خلیفہ پر عائد ہوتی ہے وہ اسے پوری طرح ادا کرے، ان دیہاتیوں کے بعد والے علاقہ میں جو (دشمن اور کافر) رہتے ہیں ان سے یہ خلیفہ جنگ کرے اور ان دیہاتیوں کی طاقت سے زیادہ کا ان کو مکلّف نہ بنائے''۔

(نسائی، ابن حبان، بیہقی وابن ابی شیبہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۷، شمارہ نمبر ۳

جمادی الاوّل ۱۴۳۵ھ — مارچ 2014ء

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

’’ مجاہد کی ایذا رسانی سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی ایذا کی وجہ سے ایسے ہی غضب ناک ہوتے ہیں جیسے اپنے رسولوں کی ایذا رسانی کی وجہ سے غضب ناک ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ مجاہدین کی دعا انبیائے کرام کی طرح قبول فرماتا ہے‘‘۔ (ابن عساکر)

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

Nawaeafghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع ’نظام کفر اور اس کے پیروؤں کے زیر تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام نوائے افغان جہاد ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

اداریہ

یہی تھے پاسبان جو کل حرم سے باوفا ٹھہرے، یہی اہل محبت آج بھی درد آشنا ٹھہرے!

اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو ''کُنتُمۡ خَيۡرَ أُمَّةٍ'' کہہ کر 'خیر الامم' کے منصب پر فائز فرمایا، اس بہترین امت کو انسانیت کا جو ہر گردانتے ہوئے اس کے ذمے جو فریضہ عائد کیا وہ بھلائی کے لیے امر و تبشیر اور برائی کے لیے نہی ونکیر ہے......ایمان باللہ کو اوامر ونہی کی اس عمارت کی بنیاد قرار دیا اور مسلمانوں کی اجتماعی وانفرادی زندگی کے لیے مکمل لائحہ عمل' اس حکمِ ربی کی صورت میں امت کو عطا کر دیا گیا...... جب تک امت مسلمہ اپنے رب کے بتائے ہوئے ایمان وعمل کے نقوش پر کاربند رہی' اقوام وملل پر اجتماعی طور پر بھی غالب وحاوی رہی اور انفردی طور پر بھی مسلمانوں کے زریں وبے داغ کرداروں کی صورت میں تاریخ انسانی کے ماتھے پر ایسے دُر وگوہر فروزاں ہوئے جو نہ اِس سے پہلے اُسے نصیب ہوئے نہ اِس کے بعد ہی دیکھنے کو ملے......تب وحی کی تعلیمات کی روشنی دلوں کو منور کرتی، اخلاق وکردار کو سنوارتی تھی اور شریعت مطہرہ کی حاکمیت معاشرے کو راستی وانصاف پر قائم رکھتی تھی......افراد کی سطح پر دیکھیں تو موحدین اور اہل اللہ کا ایسا پاکیزہ صفت گروہ تھا کہ جن کے اعمال وافعال شریعت کے سانچے میں اس انداز میں ڈھلے کہ 'اولئک مقربون' کی الٰہی بشارتوں کے وہ حق دار قرار پائے......معاشرے کی سطح پر دیکھیں تو شریعت کی فرماں روائی اور انذار وتبشیر کے پورے نظام کی بدولت وہ نا صرف نصرت الٰہی سے نوازے گئے بلکہ کفر وشرک کے نظاموں کے مقابلے میں رب کا لشکر قرار پائے اور 'اولئک حزب اللہ' کہلائے......صدیوں سے اللہ کی زمین کو ظلم وفساد سے بھر رکھنے والے ایرانی ورومی طواغیت کی ''سپر پاورز'' کا اللہ کی اس سپاہ نے قلع قمع کیا......ان بندگان خدا کو اُن کے رب نے ایسی تمکنت عطا فرمائی کہ مدینہ منورہ سے شمالی ومشرقی افریقہ تک، دمشق سے خراسان، ترکستان اور سندھ وہند تک، بغداد سے شمال مغربی افریقہ کے ساحلوں، مشرق بعید اور یورپ کے کناروں تک حاکمیتِ توحید کو قائم کرنے اُنہیں توفیق عطا فرمائی......

عروج وکمال کا یہ سفر اُس وقت تک جاری رہا جب تک امت نے وحدانیت الٰہی کے سبق کو یاد رکھا، تمسک بالقرآن والسنۃ کو محور زندگی بنائے رکھا اور دنیاوی لذتوں اور آسائشوں کے مقابلے میں اللہ کے راستے میں جہاد وقتال کو مقصد حیات کی حیثیت دیے رکھی، تب تک امت مسلمہ سربلندی، وقار اور سرفرازی واستیلا کی منازل طے کرتی چلی گئی......لیکن جب اہل ایمان کے دلوں میں رفتہ رفتہ مرضِ وہن سرایت کرتا چلا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کے مطابق ''اندھیری رات کی مانند فتنے'' پروان چڑھتے چلے گئے...... یہاں تک کہ بارہ صدیوں تک شرق وغرب میں حاکمیت توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کا نظام قائم کرنے والے اپنی ہی زمینوں اور اپنے ہی گھروں میں اجنبی قرار پائے......امت کو حاصل تمکنت اور غلبہ' ماضی کا حصّہ بنا، حال کی دنیا میں مسلمانوں کے خلاف یہود ونصاریٰ اور مشرکین وملحدین کی چیرہ دستیاں اکناف واطراف میں پھیل گئیں...... مسلمانوں کی یہ حالت بلاوجہ نہیں ہے......جب شریعت کے عطا کردہ پیمانوں کے مطابق زندگی گزارنے کی بجائے نفسانی وشیطانی خواہشات کی تسکین پر مُصر رہا جائے، لہو ولعب کے چسکوں کو پورا کرنے کے لیے خونِ مسلم کا سودا کرنے سے ذرہ بھر نہ چونکا جائے......معروف کو منکر بنا کر مطعون سمجھا اور باعث ملامت گردانا جائے، منکر کی تشنیع وشناعت کی بجائے اُسے معروف کا درجہ دے کر اُس کے تشہیر وپرچار کے لیے کمر کس لی جائے، اہل ایمان کی جان، مال اور عصمت کے درپے کفار کی کاسہ لیسی اور غلامی کو کامیابی کی ضمانت سمجھا جائے، مقدسات اسلام کی رکھوالی کی بجائے اُن کی حرمت پامال کرنے والوں کی صف اول میں جگہ پا کر سینہ ٹھونکتے ہوئے ''شدت پسندی ودہشت گردی'' کے خلاف محاذ سجایا جائے تو دنیا وآخرت کے خساروں کے علاوہ کچھ اور کیونکر ہاتھ آ سکتا ہے!

ایسے میں خسر الدنیا والآخرۃ کی اس بیع وشراء سے انکار کر کے اسلاف واکابر کے اُجلے ستھرے کرداروں کو اپنانے والے 'محسنینِ امت' آج بھی تاریک راتوں اور اندھیرے راستوں کو ایمان، ایقان، توکل، تقویٰ، انابت اور للّٰہیت کی درخشندگی وتابانی سے روشن کر رہے ہیں۔ یہ تعداد میں قلیل ہیں، وسائل وذرائع سے تہی دامن ہیں، اپنی دعوت کے ابلاغ میں ہزار ہا قدغنیں برداشت کر رہے ہیں، اپنے خلاف پھیلائے گئے زہریلے اور بے بنیاد پروپیگنڈوں کا توڑ کرنے کے مواقع سے محروم ہیں......لیکن اس کے باوجود دنیا بھر میں باطل نظام کی کمر توڑنے اور طواغیت کی سرکوبی وگوشمالی میں مصروف ہیں اور نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے دیے گئے مژدۂ خلافت علی منہاج النبوۃ کو عملی طور پر برپا کرنے میں ہمہ وقت مصروف ہیں......ظلمتوں کی عمل داری کو قائم رکھنے اور مخلوق خدا کو وحشت وحیوانیت کی شیطانی گرفت میں جکڑ رکھنے کے لیے دنیا بھر کے ابلیسی لشکر' داعیانِ دین وخلافت کو اپنے لیے حقیقی خطرہ گردانتے ہوئے ان کے خلاف صف آرا ہیں......ایمان اور کفر ونفاق کے خیمے گاڑے جا چکے ہیں اور ان کے مابین تقسیم نمایاں تر ہو رہی ہے...... یہ اولیائے رحمٰن اور محافظینِ شیطان کے دو گروہ ہیں جن کے مابین پوری دنیا میں معرکہ آرائی جاری ہے...... ہمارے خطے میں اس میدان میں مجاہدینِ طالبان ایک صف میں ہیں اور نیٹو افواج اپنے ''فرنٹ لائن اتحادی'' سمیت مخالف صف میں! ان دونوں لشکروں میں سیاسی، عسکری اور معاشی طور پر مضبوطی ایک سمت ہے تو ایمان، صبر واستقامت کی توفیق کے ساتھ نصرتِ الٰہی دوسری جانب......دنیاوی طاقت کے گھمنڈ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ وتوکل کے درمیان افغانستان میں جو جنگ ساڑھے بارہ سال سے جاری ہے اُس میں فتح وآبرومندی سے سرفراز ہوتا لشکر کسی سے پوشیدہ نہیں......اب جس جنگ میں ۵۰ صلیبی افواج اپنی بے پناہ جنگی استعداد اور بھیانک ٹیکنالوجی کے باوجود شکست خوردگی پر مجبُور ہوئیں، اُسی جنگ کو پاکستانی فوج ''ایمان، تقویٰ، جہاد' کے پہناوے اتار کر ''صلیبی ہراول دستے'' کا یونی فارم پہن کر لڑنے اور جیتنے کے عزم سے شمالی وزیرستان کا رخ کر رہی ہے......شمالی وزیرستان کے پہاڑ اور وادیاں 'خراسانی' مزاج وفطرت ہی کی حامل ہیں جن کے متعلّق ایک امریکی جنرل نے کہا تھا ''وہاں پہاڑ لڑتے ہیں اور چٹانیں آگ برساتی ہیں''......افغانستان میں کفر کی افواج کو شکست فاش دینے والے' وزیرستان میں غلامانِ صلیب سے کیونکر مغلوب ہوں گے؟ ساڑھے بارہ برس قبل ائمۃ الکفر چند ہفتوں میں کابل ''کلیئر'' کروانے کے ''مشن'' پر نکلے تھے، اب ہراول دستے کا سردار ''چند ہفتوں میں شمالی وزیرستان کلیئر کروالیں گے'' کی ہانک لگا رہا ہے......اے کاش! کہ باغی وطاغی انسان قبر کے اندھیروں میں جانے سے پہلے اُس کی ہولنا کیوں سے ڈر جائے اور اے کاش! کہ سرکشی وعدوان کے نشے میں چُور جرنیل نور جہاں کے نغموں سے ''ایمان گرمانے'' کی بجائے کابل وقندھار میں مات کھائے صلیبی لشکروں ہی کی حالت زار کو بغور دیکھ لیں! اے کاش!

اعمالِ صالحہ کی توفیق

شیخ ابو دجانہ پاشا حفظہ اللہ

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ و علیٰ آلہ و صاحبہ و من والاہ امابعد!

ایمان باللہ کے بعد اپنے بندوں پر اللہ سبحانہ تعالیٰ کی سب سے عظیم نعمت اطاعت اور اعمالِ صالحہ کی توفیق نصیب ہونا ہے۔ یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی اپنے بندے سے محبت اور اس سے راضی ہونے کی علامات میں سے ایک بڑی علامت ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ جس کو اپنا محبوب بناتے ہیں اسے اعمالِ خیر کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں اور نافرمانیوں اور گناہوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ یہ محض اللہ سبحانہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے ہی ممکن ہے اور اس میں بندے کی کسی محنت یا قوت کو دخل نہیں ہے۔ جیسا کہ شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

وَمَا تَوْفِيقِىٓ إِلاَّ بِاللّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ(ھود:۸۸)

''مجھے توفیق کا ملنا اللہ ہی (کے فضل) سے ہے میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں''۔

لہٰذا اگر کسی مسلمان کو نیک عمل کی توفیق اور اس میں ترقی نصیب ہو جائے تو اس کے لیے لازم ہے کہ اس نعمت پر اللہ سبحانہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اگر خدانخواستہ وہ اس توفیق سے محروم ہے تو یہ بہت تشویش ناک صورت حال ہے۔ ایسے شخص کو چاہیے کہ اپنے رب تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرے اور اس کی رضا کے حصول اور اس کی حدود پر عمل کے لیے کوشش کرے۔ امید ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اسے اس ہلاکت سے نجات دلا کر دوبارہ وہ توفیق عطا فرما دیں گے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی برائی سے محفوظ رکھیں۔

اگرچہ اطاعت اور اعمالِ صالحہ کی عدم توفیق بہت خطرناک ہے اور اس پر ہر انسان کو اپنے نفس کے محاسبے اور توبہ کی ضرورت ہے لیکن اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ انسان انہی گناہوں اور غیر شرعی کاموں میں مشغول رہے جو اس توفیق کے چھن جانے کا سب سے بڑا سبب ہیں۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان بعض گناہوں کو بہت ہلکا سمجھتا ہے اور وہ بہت سہولت سے اس سے سرزد ہو جاتے ہیں لیکن اسے اس بات کا اندازہ نہیں ہوتا کہ یہی گناہ اس کے نیکی کی توفیق سے محروم ہونے کا سبب ہوتے ہیں اور شاید آگے چل کر اس کی ہلاکت کا باعث بھی بن جائیں (العیاذ باللہ)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

ان العبد لیتکلم بالکلمة من رضوان اللہ لا یلقی لھا بالا یرفعه اللہ بھا درجات، وان العبد لیتکلم بالکلمة من سخط اللہ لا یلقی لھا بالا یھوی بھا فی جھنم](اخرجه البخاری)

''ایک بندہ اللہ کی رضا کا کوئی کلمہ کہتا ہے اور اس کی طرف خاص توجہ نہیں کرتا، لیکن اس کی وجہ سے اللہ اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ ایک اور بندہ اللہ کی ناراضی کا کوئی کلمہ کہتا ہے جس کی طرف وہ کوئی خاص توجہ نہیں کرتا، لیکن اس کی وجہ سے وہ دوزخ میں جا گرتا ہے''۔

یہ معلوم حقیقت ہے کہ جو شخص اپنے نفس کو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی اطاعت اور اپنے محاسبے اور اصلاح میں مشغول نہیں کرتا تو اس کا نفس لازماً نافرمانی اور مضر اعمال میں مشغول ہو جاتا ہے۔ جیسے لوگوں کی عصمت پر حرف اُٹھانا اور ان کے عیوب اور کمزوریوں کو تلاش کرنا اور اس کے ساتھ اس سے اعمالِ صالحہ کی توفیق بھی چھن جاتی اور وہ مہلکات میں پڑ جاتا ہے (العیاذ باللہ)۔ اس کی وضاحت کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قول کافی ہے، فرمایا:

الربا ثلاثة و سبعون بابا ایسرھا مثل ان ینکح الرجل امه، و ان اربی الربا عرض الرجل المسلم(ابن ماجہ، حاکم)

''سود کے ستر درجے ہیں سب سے کم درجے کا گناہ اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے۔ اور سب سے بڑا سود یعنی زیادتی یہ ہے کہ بندہ اپنے بھائی کی عزت پر دست درازی کرے''۔

چنانچہ کسی انسان کی تباہی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ لوگوں کی عیب جوئی، غیبت یا ان کی عزت اور حرمت کو پامال کرنے جیسے گناہوں کا مرتکب ہو جن کو شیطان نصیحت و اصلاح کا لباس پہنا کر اس کے لیے خوشنما بنا دیتا ہے۔

بلاشبہ کسی مسلمان کا حال ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس کا حال تو ایسا ہونا چاہیے: '' **طوبیٰ لمن شغله عیبه عن عیوب الناس** ''(الدیلمی)۔ انسان کے اپنے عیوب ہی اسے مشغول رکھنے کے لیے کافی ہونے چاہئیں۔ اسے چاہیے کہ وہ دوسرے کے عیب تلاش کرنے سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح اور تزکیہ پر توجہ دے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان جہاں موجود ہو اپنے ماحول کی حسبِ استطاعت اصلاح بھی نہ کرے بلکہ یہ تو ایک دینی فریضہ ہے اور مسلمان جہاں بھی ہوتا ہے اپنے گردوپیش کی حتی الوسع اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن مطلوب یہ ہے کہ اس کا طریقہ اور انداز ذاتِ باری کی رضا کے مطابق اور حقیقی اصلاح کا باعث ہو۔

16 جنوری: صوبہ پکتیکا..................ضلع سرحوضہ..................بارودی سرنگ دھماکہ..................ایک نیٹو ٹینک تباہ..................4 نیٹو فوجی ہلاک

میادینِ جہاد کے شرکا جن سے ہم مخاطب ہیں وہ بھی ان مسائل سے بری نہیں ہیں، کیوں کہ وہ بھی بشر ہیں اور ان سے بھی غلطیاں اور کوتاہیاں ہو جاتی ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ شیاطین، مجاہدین کے درمیان پھوٹ ڈلوانے کی زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض اوقات انہیں سلامتی اور قیامت کے دن اللہ کی رضا کے حصول کے راستے سے ہی منحرف کر دیتے ہیں۔ بلاشبہ جہاد کے میدانوں میں خیر ہی غالب ہوتی ہے لیکن پھر بھی نصیحت و تذکیر ضروری ہے۔ کیوں کہ مجاہد یا غیر مجاہد کوئی بھی معصوم نہیں ہے۔ یہ ہمارے بھائیوں کا ہم پر حق ہے کہ ہم اس خیر کی نصیحت ان کو کریں جو ہم ان کے لیے پسند کرتے ہیں۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میدانِ جہاد میں پہنچ جانا ہی ان کے تمام گناہوں کی مغفرت کے لیے کافی ہے۔ وہ مزید اعمالِ صالحہ کے لیے کوشش یا ان میں ترقی کی حاجت محسوس نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو محض شیطان اس دھوکے میں ڈال دیتا ہے۔ کیوں کہ مومن تو ہمیشہ ایسے اعمال کی توفیق کا محتاج رہتا ہے جن سے اسے اللہ سبحانہ تعالیٰ کا قرب اور رضا حاصل ہو جائے اور وہ اپنے رب کی ناراضگی اور غضب سے بچ جائے اور جو کوئی اللہ سبحانہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے پرواہ ہو جائے تو وہ بتدریج تباہی میں پڑ جاتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

لہٰذا میرے عزیز بھائی! ہمیشہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی رضا اور توفیق کے حریص رہیے اور خبردار کبھی اس غلط فہمی میں نہ پڑیں کہ صرف میدانِ جہاد میں موجودگی آپ کے لیے جنت کے حصول اور آگ سے نجات کی ضامن ہو جائے گی۔ بلکہ وہ اعمالِ صالحہ جو مومن کے دل میں اپنے رب کے خوف کی بڑھوتری کا باعث نہ بنیں وہ اس کے لیے وبال ہوتے ہیں۔ مومن کا حال تو یہ ہوتا ہے جیسے حق سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ Oأُوْلَئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ (المومنون: ۶۰، ۶۱)

''اور جو دے سکتے ہیں وہ دیتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی ان کے لیے آگے نکل جاتے ہیں''۔

احمد، ترمذی اور ابنِ ماجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''والذین یؤتون ماآتو و قلوبھم وجلۃ'' کیا یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو زنا یا چوری کرے یا شراب پیئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اے صدیقؓ کی بیٹیؓ! بلکہ یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو روزہ رکھے، صدقہ دے اور نماز پڑھے اور اس بات سے خوف زدہ ہو کہ اس کا عمل قبول ہوا یا نہیں''۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جہاد کے ان میدانوں کو خیر کے کثیر مواقع سے نوازا ہے۔ جس میں محاذوں پر قتال بالنفس، رباط فی سبیل اللہ، جہاد اور اہلِ جہاد کی خدمت، دعوت الی اللہ اور خیر کے متعدد ایسے اور کام شامل ہیں جن سے یہاں بسنے والے بخوبی واقف ہیں۔ تو عزیز بھائی! آپ کو چاہیے کہ ان مواقع سے فائدہ اٹھانے اور خیر کے ان کاموں میں آگے بڑھنے کی بھرپور کوشش کریں۔ اپنے نفس کی نگرانی اور محاسبہ جاری رکھیں۔

اگر آپ خود کو ان اعمالِ صالحہ اور ابوابِ خیر سے محروم پائیں تو فوراً اپنے رب کی طرف رجوع کریں اور ان گناہوں کی مغفرت کے لیے اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا و استغفار کریں جو آپ کی اس محرومی کا سبب ہیں۔

محترم بھائی! اپنی مختصر زندگی اور قلیل وقت کی حفاظت کریں اور اسے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کریں۔ بے شک یہی ایک چیز آپ کے لیے نفع بخش ہے، اس کے علاوہ سب کچھ مضر ہے۔ اس بات سے ڈریں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ کی جگہ کسی اور کو لے آئے اور آپ کو اپنی رضا کے کاموں میں استعمال نہ کرے۔ کہیں آپ کا سارا جہاد، ہجرت و غربت، مجاہدین کی عزتوں کے درپے، لوگوں کے عیوب ٹٹولنے، قیل و قال اور وقت کے ضیاع میں ہی گزر جائے اور آپ کا نفس آپ کو مفید کی بجائے مضر چیزوں میں مشغول کر دے۔

بھائی! اجتماعیت اور صحبتِ صالحہ سے جڑے رہیے! بے شک یہی اس راستے کا سب سے بڑا معاون ہے۔ بھیڑیا ہمیشہ ریوڑ سے بچھڑی ہوئی بھیڑ پر ہی جھپٹتا ہے۔ جہاد ایک اجتماعی عبادت ہے اور آپ کے لیے لازم ہے کہ آپ اہلِ خیر و اصلاح سے جڑے رہیں تا کہ اس عظیم عبادت کی ادائیگی میں وہ آپ کے اور آپ ان کے مدد و معاون بنیں۔ بری صحبت سے خبردار رہیے کہ وہ ہمیشہ انسان کو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی اطاعت سے ہٹا کر معصیت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ برے رفقا کی پہچان اہلِ بصیرت کو ہی ہوتی ہے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی بندے کو اس کی توفیق نصیب کرتے ہیں۔

یاد رکھئے کہ میدانِ جہاد کی طرف ہجرت، اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت اور آزمائش ہے۔ خبردار کہیں آپ اس کے کفران اور ناشکری کے مرتکب نہ ہو جائیں۔ ہم نے آپ کو اس کے تشکر اور کفران دونوں کے دروازوں سے آگاہ کر دیا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہم سب کو ہر برائی سے عافیت میں رکھیں۔

ہم اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں اپنی رضا کے کاموں کی توفیق عطا کرے اور اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ نیکیوں کی توفیق دے ان سے محروم نہ کرے، اپنے دین کا کام لے لے اور معزول نہ کرے۔

و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

☆☆☆☆☆

17 جنوری: صوبہ لوگر...... ضلع محمد آغا...... ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ...... ایک امریکی ٹینک تباہ...... 6 امریکی فوجی ہلاک

قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ماحول بنانے میں عورت کا بڑا کردار:

ہماری مائیں اور بہنیں اگر کم از کم یہ طے کر لیں کہ ہمیں اپنے گھر کا ماحول بنانا ہے تو کوئی مشکل نہیں۔ جب سلطانہ چاند بی بی ایک رات میں قلعہ کی دیوار بنا سکتی ہے اور عورت ہو کر دشمنوں کے منہ پھیر سکتی ہے تو کیا تم صرف اپنے گھروں کا ماحول نہیں بدل سکتیں! اس عورت کی زندگی سے آج ہمیں سبق لینا چاہیے، ہم ماحول ماحول کا رونا رو کر جو سمجھ میں آئے وہ کریں تو جہنّم سے بچاؤ کی کیا شکل ہوگی؟ اس لیے پہلے تو آ ض یہ طے کر لیں گے کہ ہم کو ماحول بدلنا ہے اور دیکھو! اگر مائیں او بہنیں آمادہ ہو جائیں تو ماحول بدل سکتا ہے کیونکہ جس بات پر یہ تیار ہو جاتی ہیں تو مرد بھی ان کی مانتے ہیں۔

ہم ہندوستان میں دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے لڑکے کی شادی اجتماع میں رکھنا چاہتا ہے (بہت سے تو برکت کے لیے اور بہت سے اس لیے کہ پیسہ کم خرچ ہوگا، اجتماع میں شادی رکھتے ہیں، نیز اس میں اس کو بلاؤ، اس کو بلاؤ' اس مصیبت سے بھی نجات ہے، بس اجتماع ہو رہا ہے اسی میں نکاح کر دو) تو عورتیں کہتی ہیں کہ یہ شادی ہے یا جنازہ ہے؟ نہ اس میں گانا ہے نہ کوئی رسم ہے اور نہ ہی کسی قسم کی چہل پہل ہے نہ یہ ہے اور نہ وہ ہے، یہ کیا ہے؟ ہمیں ایسی شادی نہیں چاہیے، اجتماع میں شادی نہیں ہوگی، یہیں ہوگی۔ چنانچہ وہ مجبور کرتی ہیں اور ان کی بات میں ایسی تاثیر ہوتی ہے اور ان کی تقریر کچھ ایسی دل پذیر ہوتی ہے کہ وہ منا کے ہی رہتی ہیں۔ کہتی ہیں جس دن شادی ہوگی اس دن ماں کے یہاں چلی جاؤں گی مجھے یہاں رہنا ہی نہیں، یہ کوئی شادی ہے یا جنازہ؟ کہ اس میں کچھ خوشی نہیں، سرور نہیں، تو عورت جس بات پر اڑ جاتی ہے وہ منوا کر ہی رہتی ہے۔ اس کا مشاہدہ ہم کرتے رہتے ہیں۔

اب اگر ہماری مائیں اور بہنیں آج یہ طے کر لیں کہ ہم کو آج کے گندے اور بے پردگی کے ماحول میں پردہ کا ماحول بنانا ہے، لادینی کے ماحول میں دین داری کا ماحول بنانا ہے، بے نمازی پن کے ماحول میں نماز کا ماحول بنانا ہے، تلاوت اور علم کا ماحول بنانا ہے۔ اگر ہماری مائیں اور بہنیں اس مجلس میں یہ طے کر لیں تو گھر اور معاشرے کا نقشہ بدل جائے گا اور چند سال میں تو پوچھو مت......! میں نے ساؤتھ افریقہ میں دیکھا، دنیا کے اور ملکوں میں دیکھا، امریکی ممالک، ویسٹ انڈیز میں، کینیڈا میں اور کئی جگہوں پر دیکھا کہ جن عورتوں نے یہ طے کر لیا کہ ہم کو شرعی لباس کے ساتھ زندگی گزارنا ہے، یہ ان کے لیے مشکل نہیں رہا اور وہ کر رہی ہیں۔

میں تو ایک بات اور کہتا ہوں جو سننے کے لائق ہے کہ آج کے دور میں لوگ ننگے پھرنے سے نہیں شرماتے، لباس بھی کیسے کیسے نکلے! وہ ایک موٹی پتلون نکلی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ بھینس چاٹ گئی ہو وہ جتنی بھی پرانی ہو جائے اتنی اچھی سمجھتے ہیں اس کے دھاگے لٹک رہے ہیں، پوچھو کیوں؟ تو کہتے ہیں کہ فیشن ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ایک فیشن نکلی تھی کہ بالکل نیا رومال بھی گر جائے تو نیچے جھک کر نہیں لے سکتے۔ ایسے ہی ایک اور فیشن تھی، اس کی شکل یہ تھی کہ پچاس ہزار پیوند لگے ہوئے ہیں، گو پیوند لگانا سنت ہے مگر وہ تو ہمیں انسلٹ معلوم ہوتا ہے نا! اس میں ہماری پوزیشن ڈاؤن ہوتی ہے! لیکن جب یہی پیوند یورپ کے راستے سے ہمارے پاس آیا تو اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور وہ بہت شان دار لباس معلوم ہونے لگا۔ حالانکہ یوں بے ڈھبے جا بجا پیوند لگی پتلونیں پہننے والا اچھا خاصا بندر بلکہ بھوت معلوم ہوتا ہے، پھر بھی پہنتے ہیں۔

الغرض یورپ کے لوگ جو کرتے ہیں ہم اس پر گویا ایمان لے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ماڈرن کلچر ہے یعنی ویری نائس کلچر، ویری گڈ کلچر، بہت اچھا اور بڑا خوب صورت کلچر، یہ ڈریس بہت اچھا، فلاں چیز بہت اچھی! حالانکہ ہمارے لیے فخر کی بات تھی کہ ہم جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے اور ان کو اپنا رہنما سمجھ کر ان کے پیچھے چلتے تو ہمارے لیے فلاح تھی، باقی ان ننگوں کے پیچھے چلنے میں ہمارے لیے کامیابی نہیں ہے!

سانپوں کا پٹارا:

پردہ کا ماحول بنائیے، دینی ماحول بنائیے اور عورتوں کو چاہیے کہ پابندی سے شریعت پر عمل کریں۔ یہ گھر میں ٹی وی کی صورت میں جو بلا یعنی سانپوں کا پٹارا ہے، اسے اپنے گھروں سے نکال دیں، اس میں مردوں کا قصور بھی ہے۔ آپ جانتے ہیں سانپ بہت خوب صورت نظر آتا ہے مگر آپ اس کو ہاتھ لگائیں یا گلے لگالیں کہ آؤ بہت پیارا معلوم ہوتا ہے تو طبیعت خوش کر دے گا۔ اس میں زہر ہوتا ہے اس میں ہلاکت ہوتی ہے تو ٹی وی کے ان مناظر میں بھی صحت کے لحاظ سے اور آنکھوں کے لحاظ سے عجیب عجیب خرابیاں ہیں۔ چنانچہ نئی نئی ریسرچ سامنے آتی جا رہی ہے کہ ٹی وی دیکھنے میں انسانی بدن کے لیے کیا کیا نقصانات ہیں۔ اس پر باقاعدہ ریسرچ ہو رہی ہے مگر بس ٹی وی کا ایک ماحول بنا ہوا ہے جس کی وجہ سے ٹی وی کے نقصانات ہمیں نظر نہیں آتے۔

میں پوچھتا ہوں کہ کون سی مصیبت آتی ہے، اگر ٹی وی آپ کے گھر میں نہ ہو

17 جنوری: صوبہ ہرات.............ضلع کرخ.............مجاہدین نے فائرنگ کر کے میر ولی جان قتل کر دیا

اور رہا ٹائم پاس! تو......انا للہ! کیا مسلمان کے لیے سوال پیدا ہوتا ہے ٹائم پاس کا؟ مسلمان کے پاس قرآن ہے، حدیث ہے، فقہ ہے، دینی باتیں ہیں، تسبیح ہے، فکر آخرت ہے، اللہ اللہ ہے، انسانی کی ہمدردی، ان کی خیر خواہی، ان کے لیے دعائیں، علم، بچوں کی تربیت، گھر کے کام، شوہر کی خدمت وغیرہ وغیرہ ہزار کام ہیں۔ بقول شاعر

ہزار کام ہیں دنیا میں داغ کرنے کے
جو کچھ نہیں کرتے کمال کرتے ہیں

اور آج لوگ کہتے ہیں کہ ٹائم پاس نہیں ہوتا اس لیے ٹی وی چاہیے اور کہتے ہیں اب یہ زندگی کا جزو ہے، ماحول ہی ایسا ہے اس کے بغیر تو نہیں چلتا ہے......کہاں نہیں چلتا؟ آؤ کر کے تو دیکھو!

ہم تو ڈوبے ہیں صنم:

میں اپنی ماؤں اور بہنوں سے کہوں گا، سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں:

﴿قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو جہنّم کی آگ سے بچاؤ۔ دیکھو! آج اگر آپ کا بچہ کوئی پکڑ کر آگ میں ڈال دے تو کیا آپ دیکھ سکتی ہو؟ تو کل قیامت کے دن ان گناہوں کے نتیجہ میں وہ جہنّم میں جلے گا تو اسے تم کیسے برداشت کرو گی؟ نیز ان بچوں کی بدعملی کی وجہ سے جب ان کو سزا ہوگی تو ان کی تربیت نہ کرنے کے گناہ میں والدین بھی ماخوذ ہوں گے۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم
تم کو بھی لے ڈوبیں گے

کیا ہم واقعتاً صحیح مسلمان ہیں؟

اس لیے ضرورت ہے اس بات کی کہ مسائل دین کی تعلیم ہو، اخلاق کی تربیت ہو، گھروں کا ماحول ٹھیک ہو، اور جہاں جہاں اپنی زندگی میں کمزوریاں ہیں ان پر انگلی رکھیں اور زندگی کا جائزہ لیں۔ دیکھیں کہ کیا ہم واقعتاً صحیح مسلمان ہیں؟ اس پر سوچنا شروع کریں یہ جائزہ لیں گے تو اندازہ ہوگا کہ صرف دو چار چیزیں ہیں جو ہمارا اسلام ہے گویا اُس نے مسلمان کا ایک ٹائٹل لگا رکھا ہے باقی اس کے بعد اور چیزیں چوپٹ، ہماری زبان پاکیزہ نہیں، ہماری غذاؤں میں حلال وحرام کا خیال نہیں، ہمارے حالات ٹھیک نہیں، خیالات درست نہیں، ہمارے اوقات نیک کاموں میں نہیں گزرتے، اندازہ لگایئے ہم کہاں جارہے ہیں؟ کیا یہی مسلمانی ہے؟

علاجِ روح کی فکر:

اور دیکھو! ایک بات سن لو! امام غزالی رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر انسان کے جسم میں کوئی مرض لگ جائے اور وہ اس کا علاج نہ کرائے تو لوگ کہتے ہیں کہ کیسا نادان ہے، حالانکہ اس نے دھیان نہیں دیا تو یہ بیماری کب تک ہے؟ موت تک، بڑی سے بڑی بیماری ہوجائے، ٹی بی ہوجائے، کینسر ہوجائے اور چاہے کچھ ہوجائے لیکن موت پر سب ختم ہوجائے گا......اور فرمایا انسان کی روح میں اگر روگ لگ جائے تو اس روگ پر جو تکالیف جھیلنی پڑیں گی وہ بہت طویل اور لمبے عرصے کے لیے ہوں گی۔ یہ زیادہ خطرے کی بات ہے مگر یہ ساری بیماریاں اندر ہیں کبھی فکر نہیں ہوتی کہ ان روگوں کا علاج کریں، اپنی اصلاح کریں اور اس طرف دھیان دیں۔ ظاہر بات ہے کہ ساری چیزیں ضعف ایمان کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔

ہر ذمہ دار سے سوال ہو گا:

پہلا کام ہے دین کا ضروری علم حاصل کرنا اس کے بعد دین کا ماحول بنانے کی فکر اور اسی فکر میں اپنی اولاد کی تربیت اور اگر اولاد کی تربیت نہیں کی تو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الا کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیته

ہر بڑے سے پوچھ ہوگی چھوٹے کے بارے میں، ماں سے بیٹے کے بارے میں، باپ سے اولاد کے بارے میں، بھائی سے چھوٹے بھائی کے بارے میں، سب سے سب کے متعلّق سوال ہوگا کہ ان کے کیا حق ادا کیے؟ اور قیامت کا دن وہ ہوگا جس کے بارے میں فرمایا:

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ Oوَأُمِّهِ وَأَبِيهِ Oوَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ
(عبس: ۳۴۔۳۶)

''اس دن بھائی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے''۔

ماں باپ سے لوگ بھاگیں گے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن اگر کوئی پہچان والا مل گیا تو آدمی گھبرائے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ڈرے گا کہ کہیں کسی حق کا مطالبہ نہ کرے کہ اس کے کسی حق میں کوتاہی ہوئی اور یہ گردن پکڑ لے تو پہچان والوں کو دیکھ کر آدمی بھاگے گا۔ اس لیے کہ ایک آدمی ممبئی یا کلکتہ میں رہتا ہے تو آپ کا اس سے کوئی تعلّق نہیں ہے تو وہ آپ سے کیا مطالبہ کرے گا؟ اور جو رشتہ دار ہیں، رات دن ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے ہیں ان کے حقوق بھی اسی قدر ہیں اور ان سب کا ادا کرنا بڑا مشکل ہے۔ اس لیے جتنا زیادہ تعلّق یہاں ہوگا اتنی ہی زیادہ وحشت اور گھبراہٹ وہاں ہوگی۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

17 جنوری: صوبہ قندہار......ضلع خاکریز......بارودی سرنگ دھماکہ......ایساف ٹینک تباہ......3 صلیبی فوجی ہلاک

زہد وورع کو لازم پکڑو!

مولانا سید ابو بکر غزنوی رحمہ اللہ

اگر ذاکر ہر وقت کیف اور لذت میں رہے تو اس میں غرور اور کبر پیدا ہو جائے اور ابلیس کی طرح راندۂ درگاہ ہو۔ یہ بے کیفی بھی اس کی ربوبیت ہے کہ اس بے کیفی کی حالت میں انسان کو اپنی اوقات معلوم ہوتی ہے اور اس میں عجز و نیاز پیدا ہوتا ہے:

بہ دُرد و صاف تُرا حکم نیست دَم درکش

ہر آنچہ ساقی ما ریخت عین الطاف است

تم دم سادھے رہو اور ساقی سے مت کہو کہ مجھے تلچھٹ پلاؤ یا مئے صافی دو۔ ساقی کی شفقت پر ایمان لاؤ، وہ جو کچھ تیرے پیالے میں ڈالتے ہیں، عین لطف و کرم ہے۔ یہ فراق اور وصل کی منزلیں، یہ بڑے لوگوں کی باتیں ہیں۔ ایک عارف کہتا ہے:

ہمی نم بس کہ داند ماہ رُویم

کہ من نیز از خریداران اُویم

فرماتے ہیں کہ ''میں تو اسی طات پر وجد میں ہوں کہ میرا محبُوب جانتا ہے کہ میں بھی اس کے طلب گاروں میں ہوں، اصل بات اس کے آستانے پر جم کر بیٹھنا ہے اور اس کے ذکر میں لگے رہنا ہے''۔ غالب کہتا ہے:

اس فتنہ خو کے دَر سے اب اٹھتے نہیں اسؔد

اس میں ہمارے سر پر قیامت ہی کیوں نہ ہو

دیکھو، غالب رند ہو کر کیسی استقامت کی بات کہہ گیا۔ تُف ہے ہم پر اللہ کے عاشق ہونے کا دعویٰ کریں اور اتنی استقامت بھی نہ دکھلا سکیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ امام صاحب تہجد کے وقت دعا فرماتے تھے: **رحم الله أبا الهيثم**..... ''یا اللہ! تو ابوالہیثم پر رحم فرما''۔

مجھے بڑا رشک آیا کہ یہ کون ہے، جس کے لیے اس قدر الحاح اور عاجزی سے دعا فرماتے ہیں۔ ایک دن جرأت کر کے پوچھ لیا کہ یہ ابوالہیثم کون ہے؟ فرمایا: جب مجھے دُرّے لگنے والے تھے اور مجھے جیل خانے کی طرف لے جا رہے تھے اور ضمیر فروش مولویوں نے آ آ کر مجھے تحریفیں کر کر کے آیتیں سنائیں اور کہا کہ کس نے اتنی ضد اور ہٹ کی ہے اے احمد، جو تم کر رہے ہو۔ امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بھی کچھ ڈانواں ڈول ہونے لگا تھا، اس وقت ایک ڈاکو میرے سامنے آیا، جس کا بازو کٹا ہوا تھا، اس نے کہا: احمد! میں ڈاکہ زنی کی پاداش میں کئی بار جیل جا چکا ہوں۔ میں جب رہا ہوا ہوں، سیدھا ڈاکہ ڈالنے کے لیے گیا۔ میرا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر بھی ڈاکہ ڈالتا رہا، اب میرا بازو کاٹ دیا گیا اور میں اب پھر ڈاکہ ڈالنے کے لیے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا: احمد! میری یہ استقامت شیطان کے راستے میں ہے۔ حیف ہے تجھ پر اگر خدا کے راستے میں اتنی بھی استقامت نہ دکھا سکو۔ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں استقامت کا پہاڑ بن گیا، اس کے لیے دعا کرتا ہوں: رحم اللہ اَبا الہیثم

سودا قمارِ عشق میں خسرو سے کوہ کن

بازی اگر چہ لے نہ سکا، سر تو کھو سکا

کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز

اے رُوسیاہ! تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

پس اس کے آستانے پر جم کر بیٹھنا، اس کی غلامی پر ناز کرنا، توحید و ادب کو یکجا کرنا، مرکزیت کو قائم کرنا، اپنے بزرگوں کی تصنیفات کو زندہ کرنا اور اپنی درسگاہوں سے جو بانجھ ہو گئی ہیں، جو بنجر ہو گئی ہیں، نکاسی کا سامان کرنا، یہ ہیں کام کرنے کے دوستو! اس بات کے لیے سر جوڑ کر بیٹھنا کہ نکاسی کیسے ہوگی؟ درسگاہون سے اہل قلم کیسے نکل سکتے ہیں؟ مبلغ کیسے پیدا ہو سکتے ہیں؟ مقرر کیوں کر پیدا کیے جائیں؟ ورنہ قحط ہوتا چلا جائے گا دوستو! نہ کوئی اہل قلم ملے گا، نہ مقرر ملے گا، نہ قاری ملے گا، نہ محدث ملے گا، بانجھ ہوتی چلی جائے گی یہ زمین، اگر تم الیکشنوں میں لگے رہے، دوستو! یہ باتیں ہیں کرنے کی۔ مرکزیت کو قائم کرنا۔ روح کی پوری گہرائیوں سے اس کے ساتھ وابستگی کو محسوس کرنا۔ جو شخص اللہ اللہ نہیں کرتا ہے، اس کے دل کا کھوٹ نہیں جاتا ہے۔ اس کو مرکز کے ساتھ وہ وابستگی نہیں ہو سکتی ہے جو اللہ والوں کو اپنے مرکز سے ہوتی ہے۔

یادِ رفتگان:

یہ درس گاہ حضرت صوفی عبداللہ صاحب نوراللہ مرقدہ کی یادگار ہے۔ وہ کس قدر اللہ اللہ کیا کرتے تھے۔ اللہ نے انہیں کیسی عزت بخشی۔ تم الیکشن لڑ لڑ کر ذلیل ہوئے، وہ اللہ کے ذکر میں فنا ہو کر معزز ہوئے۔ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے دل پر عجیب کیفیت طاری ہے۔ مجھے یاد ہے کہ پچھلی مرتبہ جب میں یہاں تقریر کرنے لگا، تو اس وقت کوئی اور صاحب جلسے کی صدارت کر رہے تھے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ غلبہ حال میں بھاگے ہوئے آئے اور صاحب صدر سے منت کی کہ اب میں صدارت کروں گا۔ کرسی صدارت پر بیٹھ گئے اور ان پر جذب کی حالت طاری تھی، میں گفتگو کر رہا تھا اور ان کا چہرہ تمتما رہا تھا۔

(بقیہ صفحہ ۱۶ پر)

18 جنوری: صوبہ قندوز..................صدر مقام قندوز شہر..................مجاہدین کی کاروائی..................5 پولیس اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی

باطن کے تین تباہ کن گناہ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ العالی

ایک سبق آموز واقعہ:

مومن کے دل کے اندر نہ کسی کا بغض ہونا چاہیے، نہ کینہ اور نہ ہی حسد ہونا چاہیے۔اس پر ایک عجیب واقعہ یاد آیا جو احادیث طیبہ میں آتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بشارت دی کہ:

''ابھی ایک شخص آئے گا، تم اگر جنتی آدمی کو دیکھنا چاہو تو اسے دیکھ لینا''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سب لوگ متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔اتنے میں دیکھا کہ ایک انصاری صحابی جو زراعت پیشہ تھے، ان کے باغات وغیرہ تھے، وہاں کام کرتے تھے۔وہ آئے اور ان کے تازہ تازہ وضو کی وجہ سے داڑھی میں سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔وہ اُلٹے ہاتھ میں چپل لیے ہوئے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر بیٹھ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور پھر سلام کر کے چلے گئے۔

دوسرے دن پھر مجلس ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اگر کسی کو جنتی شخص دیکھنا ہو تو وہ ابھی آنے والے شخص کو دیکھ لے، وہ جنتی ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہوشیار ہو کر بیٹھ گیا کہ آج کے دن کو صحابہ تشریف لائیں گے؟ تھوڑی دیر میں کیا دیکھتا ہوں کہ جو صحابی کل آئے تھے وہی تشریف لا رہے ہیں، اسی طرح آرہے ہیں جس طرح کل آئے تھے اور پھر اسی طرح واپس چلے گئے۔تیسرے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ جس کسی کو جنتی شخص دیکھنا ہو تو اسے دیکھ لے جو ابھی آئے گا۔دیکھا تو ہی پہلے دن والے صحابی تشریف لا رہے ہیں۔اسی طرح جیسے پہلے اور دوسرے دن آئے تھے۔

دو اہم سنتیں:

یہاں ان صحابی کے عمل سے دو اہم باتیں معلوم ہوئیں۔ایک تو یہ کہ جوتا بائیں ہاتھ میں لینا چاہیے، دائیں میں نہیں لینا چاہیے۔یہی سنت طریقہ ہے کہ دایاں ہاتھ اچھے اچھے کاموں کے لیے ہے جب کہ بایاں ہاتھ بُرے اور ادنیٰ کاموں کے لیے ہے۔جیسے استنجا کرنا، ناپاکی کو دھونا، جوتا لینا اور گندگی میں ہاتھ ڈالنا وغیرہ۔اسی لیے وہ انصاری صحابی اس سنت پر عمل پیرا تھے۔

دوسرے وضو کرنے کے بعد پانی پونچھنا اور نہ پونچھنا دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں تو دونوں سنتوں پر عمل کر سکتے ہیں۔سردیوں میں پونچھ لیا کریں اور گرمیوں میں نہ پونچھا کریں۔تو وہ صحابی اسی سنت پر عمل پیرا تھے کہ وضو کرنے کے بعد انہوں نے اپنا چہرہ صاف نہیں کیا اس لیے داڑھی سے ہلکے ہلکے پانی کے قطرے گر رہے تھے جیسے تازہ تازہ وضو میں گرتے ہیں۔اس طرح سے وہ آئے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جستجو:

حاضرین میں سے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ' جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں عبادت گزار مشہور تھے' وہ ان انصاری صحابی کے پیچھے چل دیے اور راستے میں ان سے کہا کہ میرے والد صاحب نے میری کچھ کھٹ پٹ ہوگئی ہے اور میں نے تین دن گھر نہ جانے کی قسم کھالی ہے۔اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے ہاں تین دن گزار لوں، جب قسم پوری ہو جائے گی تو میں گھر چلا جاؤں گا۔انہوں نے کہا کہ ہاں کوئی بات نہیں آجاؤ!

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ تین دن تک ان کے گھر میں رہے اور ان کی ہر نقل وحرکت کا جائزہ لیتے رہے اور دیکھتے رہے کہ ان کا دن کس طرح گزرتا ہے اور رات کیسے گزرتی ہے۔تین دن بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ ظاہری طور پر ان کا کوئی عمل نظر نہیں آرہا جس کی بنیاد پر تین دن تک انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت حاصل کی ہے۔صبح سے شام تک وہ اپنی زمین پر کام کرتے رہتے جب کہ نماز کے وقت سب کام چھوڑ کر اطمینان وسکون سے نماز پڑھتے اور پھر اپنے کام میں لگ جاتے۔سارا دن کوئی گناہ کی بات نہیں کرتے تھے۔اول تو بولتے ہی نہیں تھے اور بولتے تھے تو بھلائی ہی کی بات بولتے تھے۔

دو سنہری عمل:

ہمارے لیے اس واقعہ میں بہت بڑا سبق ہے کہ ہم اپنی زبان کو جو بے خوف وخطر اور بے لگام استعمال کرنے کے عادی ہیں، جس کے نتیجے میں بڑے بڑے گناہ ہماری زبان سے صادر ہوتے ہیں۔یہ طریقہ درست نہیں، یہ نبی اکرم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ نہیں ہے۔آپ صلی اللہ

18 جنوری: صوبہ لوگر.................ضلع برکی برق.................بارودی سرنگ دھماکہ.................ایک ٹینک تباہ.................4 نیٹو اہلکار ہلاک

علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یا تو اچھی بات کہو ورنہ خاموش رہو۔ وہ صحابی اس پر عمل پیرا تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تین دن تک ان کے ساتھ رہا وہ بولتے نہیں تھے، جب بھی بولتے تھے تو کوئی نہ کوئی اچھی بات بولتے تھے۔ بس ہر مومن کو یہی کرنا چاہیے، میں یہ نہیں کہہ رہا کہ بس زبان پر تالا لگا دو، جب بولو تو سبحان اللہ کہو اور الحمدللہ کہو۔ میری گذارشات کا مقصد یہ ہے کہ گناہ کی باتیں اور بے کار باتیں زبان سے مت کرو۔ فضول باتیں، فضول بحثیں اور لایعنی گفتگو ہمارے معاشرے میں عام ہیں، اس سے بچیں۔ ہاں جائز اور مباح باتیں کرنے میں مضائقہ نہیں۔

بہرحال ایک عمل ان کا یہ دیکھا کہ وہ نماز کے وقت نماز پڑھتے تھے اور وہ خاموش رہتے تھے اور بولتے تھے تو کام کی بات کرتے تھے۔ ان کا دن اس طرح گزرتا تھا پھر رات کو وہ گھر آتے اور عشا کے بعد کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر فوراً بستر پر چلے جاتے اور پھر ساری رات صبح صادق تک سوتے ہی رہتے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے ان تین دن میں ان کو تہجد کے لیے بھی اٹھتا ہوا نہیں دیکھا، جب کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں تہجد نہ پڑھنا عجیب سمجھا جاتا تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ صحابی ہو اور تہجد نہ پڑھے! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی گو تہجد فرض نہیں تھی لیکن وہ تہجد گزار تھے۔ لیکن ان صحابہ کو تین دن تک انہوں نے دیکھا کہ ساری رات سوتے رہے البتہ کبھی رات کو آنکھ کھلی تو لیٹے لیٹے اللہ اللہ کر لی، اللہ اکبر، سبحان اللہ والحمدللہ کہہ لیا اور پھر نیند آ گئی پھر سو گئے، جیسے ہی فجر کی اذان ہوئی فوراً کھڑے ہو گئے۔

حقیقتِ حال کی وضاحت:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین دن کے بعد ان انصاری صحابی کو اصل بات بتلائی کہ تین دن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے الگ الگ تین مجلسوں میں تمہارے جنتی ہونے کی بشارت سنی۔ ایسی بشارت میں نے کسی اور صحابی کے لیے نہیں سنی۔ تو میں آپ پر رشک کرنے لگا کہ یہ صحابی کیسے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں تین دن تک الگ الگ مجلسوں میں جنتی ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں کہ جنتی ہے بلکہ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ کسی کو دیکھنا ہو تو دیکھ لو! کہ جنتی ایسا ہوتا ہے۔ اللہ اکبر! تو میرے دل میں یہ آیا کہ آپ کے اعمال کا جائزہ لوں کہ وہ کون سے اعمال ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ میں بھی وہ عمل کر لوں۔ بس اس لیے میں آپ کے گھر آیا تھا تو تین دن کی تحقیق کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ بظاہر آپ کو کوئی خاص اور بڑا عمل نہیں اور بشارت اتنی بڑی ہے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ کو اتنی بڑی بشارت کس وجہ سے ملی ہے۔

جنت ملنے کی بشارت:

انصاری صحابی نے جواب میں کہا کہ اے عبداللہ! حقیقت یہ ہے کہ جتنا تم نے مجھے دیکھا ہے میں اتنا ہی عمل کرتا ہوں، میں اس سے زیادہ عمل نہیں کرتا۔ اور انہوں نے سلام کیا اور چل دیے، تھوڑی دور جانے کے بعد ان انصاری صحابی نے دوبارہ آواز دی یا عبداللہ! آؤ مجھے ایک بات اور یاد آ گئی اور وہ یہ ہے کہ میرا عمل تو اتنا ہی ہے جتنا تم نے مجھے کرتے دیکھا ہے لیکن میرے دل میں دو باتیں ہیں، ایک تو میرے دل میں کسی مسلمان سے کوئی حسد نہیں ہے۔ میں دل سے ہر مسلمان کا خیر خواہ اور بہی خواہ ہوں، میں ہر مومن کی ہمدردی اپنے دل میں رکھتا ہوں، دوسرے کسی مسلمان سے میرے دل میں کینہ نہیں ہے، میرا دل کینے سے صاف اور پاک ہے۔ بس یہ بات مجھے یاد آ گئی جو میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت! یہی تو وہ چیز ہے جس نے آپ کو یہ اعلیٰ درجہ عطا فرمایا ہے اور یہی وہ عمل ہے جس نے آپ کو یہ بشارت سنوائی ہے۔

جائزہ لینے کی ضرورت:

یہی وہ عمل ہے جس سے اچھے اچھے لوگ خالی ہیں، بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے دل اس بلا سے پاک ہوتے ہیں۔ عابدوں میں بھی، زاہدوں میں بھی، تاجروں میں بھی، زراعت پیشہ لوگوں میں بھی، عورتوں میں بھی، مردوں میں بھی بغض اور حسد کی آگ بھڑکی ہوئی ہے، اللہ بچائے!

جنتی بننے کا طریقہ:

دیکھیے! ان صحابی میں ظاہری عمل تو اتنا نہ تھا لیکن ان کے دل کے اندر کسی سے بغض، کینہ اور حسد نہ تھا تو اس کے نتیجہ میں اللہ پاک نے ان کو کتنی بڑی بشارت عطا فرمائی۔ یاد رکھو! یہ بشارت ہمیں بھی مل سکتی ہے اگر ہم بھی اس پر عمل کریں اور اپنے دل کو پاک وصاف رکھیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنے دل میں جھانکیں، اگر خدانخواستہ بغض و کینہ یا حسد کی بیماری کا گناہ موجود ہو تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں۔

دعا کریں کہ اے اللہ! ہمارے قلب کو صاف فرما کہ کسی سے ہمارے دل میں بغض، کینہ یا حسد نہ ہو۔ اس طرح اپنے دل کو صاف رکھیں اور ہر مسلمان کی دل سے خیر خواہی چاہیں، اور اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کریں کہ اے اللہ! ہمیں بھی اور اس کو بھی عافیت عطا فرما، آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمدلله رب العالمين

☆☆☆☆☆

18 جنوری: صوبہ خوست .... ضلع صابری .... بم دھاکہ .... نیٹو فورس کا ایک ٹینک تباہ .... 5 اہل کار ہلاک .... 1 زخمی

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اللہ ہی کی خاطر محبت اور نفرت

شاہ معین الدین احمد ندوی رحمہ اللہ

الحب فی اللّٰہ:

اسلام ایک رشتہ اتحاد تھا جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دُور دُور سے کھینچ کر لاتا تھا اور ایک دائمی محبت کے سلسلہ میں منسلک کر دیتا تھا۔ مہاجرین و انصار دونوں کا خاندان الگ تھا، سلسلۂ نسب الگ تھا، طرز معاشرت الگ تھا، لیکن یہ صرف اسلام کا تعلق تھا جس نے دونوں کو اس قدر متحد کر دیا کہ دونوں بھائی بھائی ہو گئے اور مال میں، جائیداد میں، وراثت میں ایک دوسرے کے شریک ہو گئے۔ اسی کا نام الحب فی اللہ ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہر فرد اسی محبت کے نشہ میں چُور تھا۔ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ "میرے دو بھائی تھے اور میں ایک سے صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے محبت اور دوسرے سے صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بغض رکھتا تھا"۔

حضرت مجاہدؒ کا بیان ہے کہ ایک صحابی نے پیچھے سے میرا شانہ پکڑ کر کہا کہ "میں تم سے محبت رکھتا ہوں" انہوں نے کہا کہ جس ذات خدا کے لیے تم مجھ سے محبت رکھتے ہو میں بھی اسی ذات کے لیے تم سے محبت رکھتا ہوں۔

یہ حب فی اللہ ہی کا نتیجہ تھا کہ جو لوگ کوئی نیک کام کرتے تھے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان سے محبت ہو جاتی تھی۔ ایک بار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو بولے کہ تم نے ایسے شخص کا ذکر کیا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو اور ان میں سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیا، اسی دن سے میں برابر ان کو محبُوب رکھتا ہوں۔

ایک بار قبیلہ بنو تمیم کا صدقہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میری قوم کا صدقہ ہے اور یہ لوگ دجال کے مقابلہ میں سب سے قوت تر ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عرب کے قبائل میں کوئی قبیلہ مجھے اس قبیلہ سے زیادہ مبغوض نہ تھا لیکن جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نسبت یہ کلمات سنے وہ مجھے محبُوب ہو گیا۔

البغض فی اللّٰہ:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمہ تن محبت تھے، اس لیے ان کے نزدیک بغض سے زیادہ کوئی چیز مبغوض نہ تھی تاہم اللہ کی محبت میں انہوں نے دوروں کی محبت کو بھلا دیا تھا۔ وہ اگر محبت کرتے تھے تو اللہ ہی کے لیے اور بغض رکھتے تھے تو اللہ ہی کے لیے۔

بیٹا ہر شخص کو محبُوب ہوتا ہے لیکن اگر وہ اللہ سے محبت نہیں رکھتا تو اس سے کوئی عاشق خدا محبت نہیں رکھ سکتا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ابتدائی ایام میں اسلام نہیں لاتے تھے۔ اس لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ ان کو وراثت نہ دوں گا۔

بی بی سب کو محبُوب ہے لیکن اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے ایسی محبُوب چیز کو بھی مبغوض بنا دیا تھا۔ ایک صحابی کی بی بی (ام ولد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا کرتی تھی۔ وہ اس کو بار بار سختی کے ساتھ منع کرتے تھے، لیکن وہ اس حرکت سے باز نہیں آتی تھی۔ اس کے ساتھ ان کے تعلقات جس قسم کے تھے ان کو خود انہوں نے اس طرح بیان کیا ہے

لی منهاابنان معثل اللولويتين و كانت بی رفيقته

"اس سے میرے دو بچے موتی کی طرح تھے اور وہ میری ہمدم تھی"

لیکن ایک بار رات کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہہ رہی تھی، انہوں نے سن لیا اور دفعتاً تمام تعلقات کو بھول کر کلہاڑی اٹھائی اور اس کا پیٹ چاک کر دیا۔

حضرت ابن مکتوم ایک یہودیہ کے مہمان ہوئے، وہ اگرچہ ان کی خاطر مدارت کرتی تھی لیکن اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا بھی کہتی تھی۔ اس لیے انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔

اعزہ احباب سے کس کو محبت نہیں ہوتی لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اللہ کے لیے ان سب کی محبت کو خیر باد کہہ دیا تھا۔ اسیرانِ بدر گرفتار ہو کر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فدیہ لے کر رہا کرنے کا مشورہ دیا لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو ان سب کی گردن مارنے کا اختیار عطا فرمائیے۔ علی رضی اللہ عنہ عقیل کی اور میں اپنے ایک عزیز کی گردن اڑا دوں کیونکہ یہ لوگ ائمۃ الکفر ہیں۔

☆☆☆☆☆

19 جنوری: صوبہ پکتیا .... ضلع وضوز دران .... مجاہدین کی ہیوی مشین گن سے فائرنگ .... ایک امریکی جاسوس طیارے کو مار گرایا

اکرام کیسے کیا جائے؟

مولانا عبدالعزیز غازی دامت برکاتہم العالیہ

ثرید کا اہتمام:

ثرید کا اہتمام کیا کریں، آج کل ثرید کی سنت چھوڑ دی گئی ہے۔ بہت سارے معدے کے امراض ثرید کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہورہے ہیں۔اس لیے ثرید کا اہتمام کریں۔شوربے والے سالن کی بات ہی کچھ اور ہے۔خوب شوربے والے سالن کا اہتمام کریں، بہت زیادہ خشک اور روغن والے سالن جو بنائے جاتے ہیں معدے کے لیے نقصان دہ ہیں،اس سے گھر کی مالی حالت بھی کمزور ہوجاتی ہے ،اس لیے خوب شوربے والا سالن بنائیں اور خشک سالنوں سے پرہیز کریں،کبھی کبھی پکا لیا تو اور بات ہے۔ باقی لوگ کیا کہیں گے اس کی پرواہ نہ کریں،لوگ ہمیں کسی طرح معاف نہیں کریں گے۔اللہ تبارک وتعالیٰ کو راضی کرنے کی فکر میں لگے رہیں۔

سادگی اختیار کریں:

اللہ والے سادگی اختیار کرتے ہیں،اس میں عزت ہے۔اگر عزت تکلّفات والے کاموں میں ہوتی ،مرغن غذاؤں میں ہوتی تو اللہ والوں کی عزت ہی نہ ہوتی کیوں کہ ان کے ہاں تو لنگر چلتا ہے۔معلوم ہوا کہ عزت ان تکلّفات والے کاموں میں نہیں ہے،مرغن غذاؤں میں نہیں ہے،عزت اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس لیے سادگی کا اہتمام کریں اور سادہ کھانے کی ترتیب بنائیں۔

کھانے کا ذوق پوچھیں:

یہ بھی ضروری ہے کہ جب آپ کسی کی دعوت کرتے ہیں تو اس کا ذوق پوچھ لیں کہ کس قسم کا کھانا مہمان کو پسند ہے،کون سی چیزیں پسند کرتے ہیں۔بعض دفعہ میزبان بہت سارے تکلّفات کرلیتا ہے لیکن مہمان ان کو پسند نہیں کرتا،عورتوں کی محنت لگی، پھر کھانا بھی اس کے کام نہ آیا۔لہٰذا آپ اس سے اس کا ذوق پوچھ لیں کہ آپ کس قسم کا کھانا پسند کریں گے کون سا سالن پسند کرتے ہیں،مرچ نمک کیسا پسند کرتے ہیں۔اس لیے مہمان کا ذوق ضرور پوچھ لیں پھر اس کے بعد کھانا تیار کیا جائے تو اس سے زیادہ راحت اور آسانی ہوگی۔

مہمان تھکا ہوتو!

مہمان تھکا ہوا ہو تو اس کے لیے آرام کرنے کی جگہ کا انتظام کرنا بھی اکرام ہے۔اس کے لیے مناسب جگہ کا انتظام کیا جائے ، رہائش کا انتظام کیا جائے۔بعض دفعہ مہمان سفر سے آتا ہے، پیسے بھی ہوتے ہیں،کھانا بھی کھایا ہوتا ہے لیکن آرام کی جگہ میسر نہیں ہوتی۔اس کے لیے جگہ کا انتظام کردینا بہت بڑا اکرام ہے۔خاص طور پر ایسے وقت جب انسان کو شدید نیند آئی ہو اور جگہ نہ مل رہی ہو۔پرانے زمانوں میں مسافر خانے ہوتے تھے،آج کل مسافر خانے نہیں رہے تو اس لیے اگر کوئی مہمان آئے تو اس سے اس کی خوشی ضرور پوچھ لی جائے پھر اس کی ترتیب بنادی جائے۔

مہمان کو اچھی نصیحت کرنا:

اگر مہمان آیا ہے اور آپ کے پاس وسائل نہیں ہیں کہ اس کا اکرام کریں تو اچھی نصیحت کردیں،نیکی کی بات کہہ دیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کریں ،اس سے ان کا ایمان تازہ ہوگا اس طرح کرنا بھی مہمان کا بہت بڑا اکرام ہے۔

مہمان بوڑھا ہو:

مہمان اگر بوڑھا ہو سفر سے تھکا ہوا ہے ایسی صورت میں ان کا جسم دبانا بھی اکرام ہے۔اگر وہ ضرورت محسوس کرے، یہ اور بات ہے کہ اگر وہ خود کہے کہ مجھے ضرورت نہیں ہے لیکن اگر وہ ضرورت محسوس کرے تو اسے دبائیں تاکہ اس کی تھکاوٹ اتر جائے اور اسے راحت ہو۔

مہمان کا اکرام صرف اور صرف اللہ کی رضا کی خاطر ہو:

مہمان کا اکرام اس لیے نہ کریں کہ لوگ کہیں گے ''واہ بھئی واہ'' بڑا سخی ہے۔بلکہ مہمان کا اکرام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرنا چاہیے۔اگر کوئی پوچھے کیوں اکرام کررہے ہیں تو آپ کہیں کہ اللہ راضی ہوجائے اور ہمارا کوئی مقصد نہ ہو۔صرف اور صرف اللہ کی رضا کی خاطر مہمان کا اکرام کرنا چاہیے۔

دعوتوں اور تقریبات کے اندر مستورات کو پہلے کھانا دیں:

دعوتوں اور تقریبات میں مستورات کو پہلے کھانا دیں۔عام طور پر دعوتوں اور تقریبات میں یہ ہوتا ہے کہ عورتوں کو کھانا بعد میں دیتے ہیں۔عورتوں کے ساتھ بچے بھی ہوتے ہیں، بچوں کو بھوک زیادہ لگتی ہے اور برداشت بھی کم کرتے ہیں۔اس لیے بہت ہی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔لہٰذا اہتمام یہ ہونا چاہیے کہ عورتوں کو پہلے کھانا دیا جائے کیوں کہ مرد حضرات قربانی کرسکتے ہیں،وہ بڑے ہیں وہ جفاکش ہیں،ان کے اندر ہمت اور حوصلہ زیادہ ہے۔اور شریعت کا حکم یہ ہے کہ کمزوروں کی کمزوری کو مدنظر رکھا جائے۔اس لیے اگر کوئی دعوت اور تقریب ہو تو اس میں عورتوں کو پہلے کھانا دیں،اس کے بعد مرد حضرات کو دیں۔

☆☆☆☆☆

اے امت مسلمہ! آؤ جہاد کی طرف

شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ

دسمبر ۲۰۰۸ء میں غزہ پر اسرائیل کی جارحیت کے تناظر میں محسن امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کا پیغام

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، اس سے استعانت طلب کرتے ہیں اور گناہوں سے معافی مانگتے ہیں۔اپنی خواہشات کے شر اور اُن کے بُرے انجام سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔بے شک جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے۔اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

میری عزیز امت مسلمہ! میں اِس کٹھن مرحلے پر غزہ کی صورت حال پر اپنا ردِّعمل محض لعن طعن کی صورت میں ظاہر نہیں کرنا چاہتا، بلکہ آپ سے ایک اہم بات کہنا چاہتا ہوں جس کے ذریعے ہم وہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں جو ہم سے چھن گیا......اس کا مقصد کسی بادشاہ یا شہزادے کی خوشامد کرنا نہیں، نہ ہی کسی وزیر یا غلام کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔اور نہ ہی یہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا کوئی رعب قبول کرنا ہے......جی ہاں! وہی سلامتی کونسل جو کہ فلسطین، عراق، افغانستان، صومالیہ، کشمیر اور چیچنیا کے مظلوم مسلمانوں میں خوف و ہراس پھیلانا چاہتی ہے...... میں وہ حق بات کہنا چاہتا ہوں جس کا مقابلہ کرنے کی کوشش پوری کفری دنیا کر رہی ہے اور ہمیں مٹانے کے لیے اسے ہمارے عقیدے، ہمارے منہج اور ہماری زندگیوں سے مٹانا چاہتی ہے......میری مراد ''جہاد فی سبیل اللہ'' ہے! جس کے ذریعے بیت المقدس کو واپس لیا جا سکتا ہے۔

وائے ناکامی! کہ القدس کا تقدس پامال کر دیا گیا اور مسلمان اپنے فریضہ جہاد سے غافل ہیں۔اے امت مسلمہ! یاد رکھیے کہ فلسطین کو آزاد کرانے کی ابتدائی کوششوں کی ناکامی کی وجہ یہ تھی کہ آزادی کی یہ جنگ ان لوگوں کی سرکردگی میں لڑی گئی کہ جو بذات خود امت مسلمہ کے خائن حکمران ہیں کہ جنہوں نے امت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی۔ ۱۹۴۸ء کی جنگ میں امت کی ناکامی کے اسباب کو پراَسرار بنا دیا گیا۔حیرت تو تب ہوتی کہ اگر وہ جنگ ہم جیت جاتے لیکن ہم بھلا فاتح ہو ہی کیسے سکتے تھے، جن حکمرانوں نے اس جنگ کی ذمہ داری اس وقت کے اردن کے حقیقی حکمران برطانوی جنرل فلپ پاشا کے سپرد کر دی......

کوئی قوم بھلا کیسے فاتح ہو سکتی ہے جب کہ اس کی فوج کا سربراہ ہی اُس کا دشمن ہو۔جزیرۃ العرب میں عملی طور پر انگریز جنرل فلپ حکمران تھا اور لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے اسے حاجی عبداللہ فلپ کا نام دے دیا گیا۔اس موضوع پر اگر کوئی بھی برطانوی دستاویزات کا مطالعہ کرے تو اس پر یہ حقیقت آشکار ہو گی کہ ہمارے لوگ کتنے بے خبر تھے۔آج بھی وہی دھوکے باز چہرے اور نام تبدیل کر کے امتِ محمد علی صاحبھا السلام کے رہنما بنا دیے گئے ہیں۔آج مسلمان دنیا میں ہر جگہ ایک پال بریمر (عراق میں سابق امریکی سول منتظم) موجود ہے، چاہے وہ منظر عام پر ہو یا خفیہ طور پر......اور اس کے ساتھ علاوی (عراقی وزیر اعظم) بھی موجود ہے جن کا کام بس کفار کے احکامات کی تعمیل کرنا ہے......اور ہر ملک میں ایک سیستانی (عراق میں شیعہ عالم) اور طنطاوی (شیخ الازہر) موجود ہے جن کی حمایت کے لیے سرکاری مولویوں کے گروہ موجود ہیں......اور ایسے مصنفین، دانش ور، صحافی اور رپورٹر بھی موجود ہیں جو صلیبیوں کی جارحانہ کارروائیوں کو ہماری اسلامی سرزمین پر جائز قرار دیتے ہیں۔ ہمارے خائن حکمرانوں نے ذرائع ابلاغ کے ذریعے اُمت کو مسلسل دھوکے میں رکھا ہوا ہے جب کہ علمائے حق کا دور دراز دیہاتوں میں خطبہ جمعہ بھی ان حکمرانوں کو گوارا نہیں۔

مسئلہ فلسطین کو کھٹائی میں ڈالنے والی اہم اور پہلی وجہ آزادی کے خالی خولی نعرے ہیں جو کہ اصل نصب العین (یعنی جہاد کے ذریعے ارض مقدس کی آزادی اور خلافت کا قیام) سے نظر ہٹا دیتے ہیں......اس کی بڑی مثال مسلمانوں کے خائن حکمرانوں اور اُن کے وزرا کی ہے جنہوں نے امت کے اس اہم ترین مسئلے کو حل کرنے کے لیے اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل پر اعتماد کیا ہے...... درحقیقت یہ رویہ اپنے نصب العین سے فراموشی اور اپنی ذمہ داری سے دست برداری کا ہم معنی ہے۔اسی طرح کا رویہ بعض علما و مبلغین اور مذہبی تنظیموں کا بھی جو مسلمانوں کے خائن اور مرتد حکمرانوں سے فلسطین میں مجاہدین کی حمایت کا مطالبہ کرتے ہیں۔یہ طرزِ عمل صرف اور صرف مزید شہادتوں کا سبب بن رہا ہے اور ارض مقدس، مسلمانوں سے مزید دور ہوتی چلی جا رہی ہے......کوئی بتائے کہ ہم اپنے دشمنوں کے ایجنٹوں سے کس طرح بھیک مانگ سکتے ہیں؟ کیا یہ لوگ اتنے عشروں سے بھیک مانگ مانگ کر اُکتائے نہیں؟ وہ شخص جو مصیبت میں اپنے دشمن سے مدد مانگتا ہے اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی جھلسا دینے والی گرمی کے مقابلے کے لیے آگ کی مدد چاہے۔

اپنی ذمہ داریوں سے روگردانی کا ایک رویہ یہ بھی ہے کہ اسلامی تحریکوں کے

20 جنوری: صوبہ لوگر......ضلع برکی براق......باروی سرنگ دھماکہ......ایک امریکی ٹینک تباہ......4 امریکی فوجی ہلاک......3 زخمی

رہنما،حکمرانوں سے فلسطین کی آزادی کے لیے جہاد کی اجازت مانگتے ہیں یا لوگوں کے مطالبات لے کرحکمرانوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ بے کارر کے ان دھندوں سے یہ لوگ اپنی تحریکوں کے پیروکاروں کو دھوکہ دیتے ہیں اور انہیں گمراہ کرتے ہیں......اسلامی تحریکوں کے ایسے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ اپنے بھائیوں کو سچ سچ یہ بتا دیں کہ وہ امت کی ذمہ داری کا بارگراں اٹھانے سے معذور ہیں۔ کفار عالمی اور مقامی سطح پر ہر اس شخص کو ظلم کا نشانہ ضرور بضرور بنائیں گے جو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے آواز بلند کرتا ہو، جو امت کے نوجوانوں کی توانائیوں کو گلی کوچوں میں غیر مسلح مظاہروں میں ضائع کرنے کی بجائے ان کو جہادی قافلوں کی صورت تیار کرتا ہے تاکہ وہ صیہونی صلیبی اتحاد اور علاقے میں موجود ان کے ایجنٹوں سے محض اللہ کی رضا کے لیے لڑیں۔

مصلحت کے شکار ان رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنے باہمت اور باصلاحیت بھائیوں کو موقع دیں کہ وہ اس مشکل وقت میں اسلامی تحریکوں کی رہنمائی کریں تاکہ وہ اپنا دینی فریضہ سرانجام دے سکیں۔ان میں سے جو جہاد کو فرض اولین نہیں سمجھتا، تو اسے دوسروں کو موقع دینا چاہیے اور پاسبانِ حرم کو گمراہ نہیں کرنا چاہیے۔ مسجد اقصیٰ اور ارض فلسطین کی آزادی کے تمام بھٹکے راستوں کے درمیان ایک ہی صراط مستقیم ہے اور وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ۔ ہمارے مالک اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں کفار کی جارحیت کو روکنے کا طریقہ کچھ یوں بیان فرمایا ہے:

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ لاَ تُكَلَّفُ إِلاَّ نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَسَى اللّهُ أَن يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ وَاللّهُ أَشَدُّ بَأْساً وَأَشَدُّ تَنكِيْلاً(النساء:۸۴)

''پس اللہ کی راہ میں لڑو،تم اپنی ہی جان کے ذمہ دار ہو اور مومنوں کو جنگ کے لیے ابھارو۔بعید نہیں کہ اللہ کافروں کا زور توڑ دے۔اللہ کا زور سب سے زیادہ زبردست اور اس کی سزا سب سے زیادہ سخت ہے''۔

چنانچہ دشمن سے لڑنے کے لیے لوگوں ترغیب دے کر کفار کی جارحیت کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔آپ یہ کہہ کر اپنی ذمہ داریوں سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے کہ اس ساری صورتحال کی ذمہ داری حاکم وقت یا علمائے کرام پر عائد ہوتی ہے بلکہ یہ اپنی ذمہ داریوں سے سراسر فرار کا رویہ ہے۔اس سلسلے میں شریعت کا حکم بہت واضح ہے۔ جہاد کے فرض عین ہونے کی صورت میں ہر مسلمان پر جان و مال سے جہاد کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ جب تک کہ جہاد،فرض کفایہ کے درجے میں داخل نہ ہو جائے۔آپ بغیر کسی حکمران کی مدد کے صہیونی طاقتوں کے خلاف لڑ سکتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر کفار کو شکست دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔اس بات سے قطع نظر کہ ان کی اکثریت صلیبی،صیہونی اتحاد کے ساتھ مل کر آپ کے خلاف برسرپیکار ہے۔

عزیز امت مسلمہ! میں ایک بار پھر یقین دلاتا ہوں کہ اللہ کا راستہ آپ کے لیے بہت آسان ہے۔اگر آپ سیدھی راہ پر چلنا چاہیں اور اللہ پر توکل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں اور تمام برائیوں سے بچے رہیں۔ یہاں میں ثبوت کے طور پر دو واقعات پیش کرتا ہوں کہ مسلمان کیسے بے سروسامانی اور اپنی صلاحیتوں میں سے صرف کچھ صلاحیتیں صرف کر کے کفار کو شکست دے سکتے ہیں؟

پہلا واقعہ سوویت یونین کی افغانستان میں شکست ہے جو اللہ کی شان اور لوگوں کی کوششوں سے کسی ملک کی فوجوں کی مدد کے بغیر ہی ممکن ہوئی اور اس کی اجارہ داری تمام دنیا سے ختم ہوئی اور وہ ہمیشہ کے لیے تاریکیوں میں ڈوب گیا۔سو تمام تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہیں!

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد،غلیظ امریکہ اس کھیل کا واحد کھلاڑی بن کر اُبھرا۔اس نے اپنی پالیسیاں تمام دنیا پر مسلط کیں اور ہمارے حکمرانوں نے پہلے سے بھی بڑھ کر سرِتسلیم خم کر دیا۔بے حمیت و بے غیرت حکمرانوں کی انہی حرکات کی وجہ سے فلسطین میں صیہونیوں کو پاؤں جمانے کی مزید شہ ملی۔اُس وقت آپ کے بھائیوں نے دنیا کی اس مغرور ترین طاقت اور وقت کے ہٹلر کے خلاف اعلانِ جہاد کیا۔اس دیوہیکل گینڈے کے سینگ توڑ کر رکھ دیے اور اس کے بلند و بالا میناروں کو ملبے کا ڈھیر بنا دیا۔جس کے نتیجے میں دشمن غصّے میں پھٹ پڑا اور اپنا زعمِ باطل قائم رکھنے کے لیے پوری دنیا سے مجاہدین کے رہنماؤں کو ڈھونڈنے لگا،خواہ وہ زندہ ہوں یا پہلے ہی اپنی مراد پا چکے ہوں۔درحقیقت امریکہ کی مثال بدر کے محاذ سے بے شمار ساز وسامان کے باوجود ذلت اٹھانے والے 'قافلہ ابوجہل' کی سی ہے جو سبق سیکھنے سے انکار کر دیتا ہے۔پس ہم ہی نے اللہ کے جود وکرم سے امریکہ اور اس کے حواریوں کا غرور خاک میں ملایا ہے۔

جب جنگ کا میدان گرم ہوا اور دشمن نے ہم پر حملہ کیا
تو جواباً انہیں جو جواب ملا وہ تلوار ہی کا جواب تھا

الحمدللہ آج مجاہدین کے حملوں کی بدولت امریکہ کی انسانی،سیاسی اور معاشی بنیادیں کھوکھلی ہو چکی ہیں۔وہ معاشی تباہی کے اس دہانے پر پہنچ گیا ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے ملک سے بھی بھیک مانگ رہا ہے،اب اس کے دشمن اس سے خوف زدہ نہیں اور دوستوں میں بھی اس کی کوئی وقعت نہیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

20 جنوری:صوبہ میدان وردک..................صدر مقام میدان شہر..................مجاہدین کی کارروائی..................3 نیٹو اہلکار ہلاک

امام کے ہمراہ گزرے ایام

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

شیخ اسامہؒ کے افغانستان کے علما اور خاص طور پر مجاہد علما کے ساتھ بہت مضبوط مراسم تھے......ارضِ افغانستان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا یہ مظہر ہے کہ وہاں کثرت سے علما بلکہ مجاہد علما پائے جاتے ہیں......جب بھی افغان علما کے ساتھ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے تعلقات کی بات ہوگی تو شیخ یونس خالص رحمہ اللہ کا ذکر لازمی آئے گا، جو کہ عالم بھی تھے اور مجاہد بھی......

اگر چہ شیخ یونسؒ کے ساتھ شیخ اسامہؒ کا تعلّق کافی پرانا تھا، تاہم اس کی مضبوطی کا ایک اہم ترین مظہر شیخ یونس خالصؒ کا شیخ اسامہؒ کو جلال آباد میں اُس وقت پناہ دینا تھا جب آپ کو سوڈانی حکومت نے سوڈان سے بے دخل کیا، اللہ اُسے اُس انجام سے دوچار کرے جس کی وہ مستحق ہے......سوڈانی حکومت کے اُن اقدامات اور شیخ اسامہؒ کے ساتھ اُن کی احسان فراموشی کے متعلّق ان شاءاللہ علیحدہ عنوان کے تحت گفتگو کریں......بہر حال شیخ یونسؒ نے شیخ اسامہؒ کا فقید المثال استقبال کیا اور اُن کا بہترین اکرام کیا......مجھے یاد ہے کہ جب ایک مرتبہ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ، جلال آباد میں شیخ یونس خالص رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور اُن سے عرض کی کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اعلام میں آپ کے نام سے آپ کا کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں......اس پر شیخ یونسؒ نے فرمایا کہ شیخ! اس میں میری اجازت کا کیا سوال؟ اگر جہاد کو اس کی ضرورت ہے تو بلا تردد آپ جو کرنا چاہیں کریں، مجھ سے اجازت لینے کی آپ کو کوئی ضرورت نہیں!

اسی طرح شیخ اسامہؒ نے ہمیں بتایا کہ پاکستان میں شیخ یونس خالصؒ کے پاس سعودی سفیر آیا اور کہا کہ '' آپ نے اسامہ بن لادن کو پناہ دے رکھی ہے، جب کہ آپ کو معلوم نہیں کہ وہ کتنا خطرناک آدمی ہے جو دہشت گردی میں ملوث ہے''......اور اسی طرح کی فضول باتوں سے اُن کے کان بھرنے لگا......شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے ہمیں خود بتایا کہ اس پر شیخ یونس خالص نے جواب دیا کہ '' اے میرے بھائی! اگر بلادِ حرمین سے جانور بھی ہمارے پاس آتے تو ہم اُنہیں پناہ دیتے، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم مجاہدین کو پناہ نہ دیں''۔ اس واضح جواب نے اُسی خالی ہاتھ ناکام و نامراد واپس لوٹنے پر مجبُور کر دیا......

شیخ یونس خالص کے ساتھ اسی طرح آخری دم تک شیخ اسامہ رحمہ اللہ کا بہترین تعلّق قائم رہا......آپ ان کو ہمیشہ اچھی نصیحت کیا کرتے تھے، شیخ اسامہ بن لادنؒ جلال آباد سے قندھار منتقلی کے بعد ایک مرتبہ جب جلال آباد آئے تو شیخ یونس خالص سے ملاقات کے لیے گئے، جس میں مَیں بھی اُن کے ہمراہ تھا......اس موقع پر شیخ یونس خالص نے نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ

''اے اسامہ! ذرا محتاط رہنا، کیونکہ درہم و دینار کے پجاری بہت بڑھ گئے ہیں۔ سو اپنی نقل و حرکت میں انتہائی محتاط رہنا اور ماسوائے آزمودہ لوگوں کے کسی پر اعتماد نہ کرنا''......

مجھے شیخ یونس رحمہ اللہ کی یہ نصیحت ابھی تک یاد ہے......اس کے بعد افغانستان پر حالیہ صلیبی جنگ کا آغاز ہو گیا، جب کہ اُس وقت شیخ یونس خالص اس قدر بیمار تھے کہ تقریباً مفلوج ہو کر رہ گئے تھے، اُن کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی اور صحت بھی نہایت ابتر تھی......لیکن اُس خراب صحت کے باوجود اُن کا دل ایمان اور جہاد کے جذبے سے زندہ تھا، اُنہوں نے ایک ویڈیو بیان بھی جاری کیا جس میں افغان قوم اور امت مسلمہ کو امریکی غاصبوں کے خلاف جہاد کی دعوت دی......اللہ تعالیٰ اُن پر اور تمام علمائے مسلمین پر اپنی رحمت کی بارش برسائیں......آمین۔

اسی طرح شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے جہادی علما کے حلقے میں ایک نام فضیلۃ الشیخ جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کا بھی ہے، اللہ تعالیٰ اُنہیں صحت و عافیت سے نوازیں اور اُنہیں جہاد اور اسلام کے لیے اثاثہ بنائیں......آپ کا یہ تعلّق بہت پرانا اور بالکل ابتدائی جہادی دور سے تھا......اور شیخ اُن کے ہمراہ فتحِ خوست، فتحِ کابل اور دیگر فتوحات کے معرکوں میں بھی شریک رہے......کچھ عرصہ قبل جب ہمارے بھائی شیخ مصطفیٰ ابوالیزید رحمہ اللہ علیہ شہید ہوئے تو شیخ جلال الدین حقانی نے شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور بندۂ فقیر کے نام خط بھی بھیجا......اور شیخ اسامہ کو اس طرح مخاطب کیا کہ '' میرے محبُوب مجاہد بھائی اسامہ بن لادن کے نام!''......اللہ تعالیٰ شیخ اسامہ کو اپنی رحمتوں سے نوازے، آمین۔

اسی طرح افغانستان کے جن علما سے شیخ اسامہ کا تعلّق تھا اُن میں سے ایک مولوی عبداللہ ذاکری بھی ہیں، یہ نام عام طور پر مشہور نہیں ہے لیکن افغانستان میں وہ اچھی طرح مشہور و معروف ہیں (مولوی عبداللہ ذاکری رحمہ اللہ کو ۲۹ جنوری ۲۰۱۴ء کو کوئٹہ میں افغان اور پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کی مشترکہ سازش کے نتیجے میں شہید کر دیا گیا [ادارہ])۔ مولوی عبداللہ ذاکری اتحاد العلماء افغانستان کے صدر تھے، افغانستان میں آپ کی بڑی نیک نامی اور بڑا رعب و احترام تھا......آپ کا تعلّق ذاکر نامی ایک بستی سے ہے جو کہ قندھار میں قریۃ العرب کے نزدیک ہی تھی، جس کے بارے میں مَیں پہلے عرض کر چکا ہوں......یہ بڑی سادہ سی بستی تھی اور شیخ کا گھر بھی بڑا سادہ سا تھا، لیکن اُن لوگوں میں ان کا

20 جنوری: صوبہ ہلمند......ضلع گرم سیر......بارودی سرنگ دھماکہ......کمانڈر سمیت 6 افغان فوجی ہلاک

ادب واحترام بہت زیادہ تھا......

شیخ اسامہ بن لادنؒ اکثر اُن کی طرف جایا کرتے تھے، ایک دفعہ میں بھی آپ کے ساتھ گیا......شیخ اسامہ اُن سے نصیحت اور مشورے مانگا کرتے تھے اور شیخ عبداللہ ذاکری بھی اُن کی خیر خواہی میں کسی بخل سے کام نہیں لیتے تھے......شیخ ماشاءاللہ، عالی ہمت اور حمیت وجلال والی شخصیت کے مالک تھے، اُنہوں نے جزیرۃ العرب پر صلیبی قبضے کے خلاف بیان بھی جاری کیا تھا اور اس پر افغانستان کے بہت سے علما کے دستخط بھی تھے......اللہ تعالیٰ اُنہیں خیر کی توفیق عطا فرمائیں اور اُن پر زندگی میں بھی اور اُس کے بعد بھی اپنی رحمت کا سایہ فرمائیں......

اسی طرح جب شیخ اسامہ کا علما کے ساتھ تعلّق کی بات آتی ہے تو جو نام ذہن میں آتے ہیں اُن میں سے ایک فضیلۃ الشیخ استاد محمد یاسر رحمہ اللہ بھی ہیں، اللہ اُن پر ڈھیروں رحمتیں نازل فرمائے......میں یہاں امت مسلمہ سے عمومی طور پر اور مجاہدین اور شیخ استاد یاسر رحمہ اللہ علیہ کے گھرانے سے خصوصی طور پر اُن کی وفات پر تعزیت کرنا چاہوں گا......شیخ یاسر رحمہ اللہ علیہ پاکستان کی خائن خفیہ ایجنسیوں کی قید میں تھے، پھر اسی دوران میں آپ کی وفات کی خبر نکل آئی حالانکہ پاکستانی ایجنسیوں کی یہ پوری کوشش تھی کہ کسی طرح اس خبر کو نکلنے سے روکا جا سکے......

لیکن پھر بھی یہ خبر نکل گئی، ابھی تک آپ کی وفات کا اصل سبب معلوم نہیں ہے کہ آیا آپ کو قتل کیا گیا ہے یا لاپرواہی برتی گئی ہے یا پھر آپ کو علاج کی سہولیات نہیں دی گئیں......لیکن جو کچھ پاکستانی ایجنسیوں کے ایجنٹ کرتے ہیں اور عنقریب اس سے پردہ اٹھے گا، یہ پاکستان کے دامن پر سیاہ دھبہ اور پاکستانیوں کی تاریخ میں ایک سیاہ باب ہے......جو کچھ حکومت پاکستان اور اس کی فوج اور ایجنسیوں نے کر دکھایا، وہ ایسی خیانت ہے کہ مسلمانوں کی پوری تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی...... یہ خیانت' جو یہ چند ٹکوں کے لیے کرتے ہیں' اللہ کے حکم سے اِنہی پر عذاب اور وبال بنے گی......اور بے شک اللہ تعالیٰ مفسدین کے اعمال کی اصلاح نہیں کرتا، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّواْ عَن سَبِيلِ اللّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُواْ إِلَى جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ (الانفال: ۳٦)

''جو لوگ کافر ہیں اپنا، مال خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکیں۔ سو ابھی اور خرچ کریں گے مگر آخر وہ (خرچ کرنا) ان کے لیے (موجب) افسوس ہوگا۔ اور وہ مغلوب ہو جائیں گے اور کافر لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے''۔

شیخ یاسر رحمہ اللہ پاکستانی جیلوں میں شہید ہوئے اور حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی جیلوں میں جس طرح کے المناک واقعات پیش آتے ہیں وہ بچوں کو بوڑھا کر دینے کے لیے کافی ہیں! اسی طرح پاکستانی جیلوں کے اندر شہید ہونے والوں میں ملا عبیداللہ اخوند رحمہ اللہ بھی ہیں، جو کہ امارت اسلامیہ کے سابق وزیر دفاع تھے...... پاکستانی ایجنسیوں نے اُن کی شہادت کی خبر کو بھی چھپانے کی کوشش کی تھی......لیکن اُن کی خبر بھی رُک نہیں سکی، اُن کی شہادت کے کئی سال بعد اب تک اُن کا جسد اُن کے لواحقین کو سپرد نہیں کیا گیا......

پاکستانی جیلوں میں قیدیوں کا قتل اب ایک عام سی بات بن چکی ہے...... سیکڑوں لوگ اب تک قتل کیے جا چکے ہیں اور عین ممکن ہے کہ یہ تعداد ہزاروں تک کو جا پہنچتی ہو کیونکہ کوئی بھی اصل تعداد نہیں جانتا، اُنہیں قتل کر کے اُن کی لاشیں سڑکوں پر پھینک دی جاتی ہیں......انٹرنیٹ پر جاری ہونے والی وہ وڈیو فلم آپ کی نظر سے بھی گزری ہو گی جس میں پاکستانی فوجی کچھ لوگوں کو بغیر کسی عدالتی کارروائی کے سرِعام قتل کر رہے ہیں، حتیٰ کہ اس پر منافق امریکی وزیر خارجہ کو بھی مذمتی بیان جاری کرنا پڑ گیا جو کہ خود اس قتلِ عام کا حکم دینے والوں میں سے ہے......

بہرحال شیخ محمد یاسرؒ اللہ اُن پر ڈھیروں رحمتیں نازل فرمائے' شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے دوستوں میں سے تھے......اور اُن کا یہ تعلّق روس کے خلاف افغان جہاد کے وقت سے تھا......جیسا کہ میں نے اپنی کتاب التبریہ میں بھی شیخ یاسر کی سیرت کے ذیل میں ذکر کیا ہے کہ آپ رحمہ اللہ علیہ جہاد افغانستان کے بالکل اولین قافلہ سالاروں میں سے تھے......

آپ جامعہ کابل میں سیاسیات کے طالب علم تھے، پھر جب جہاد شروع ہوا تو آپ پاکستان ہجرت کر گئے اور پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں زیر تعلیم رہے......پھر آپ مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو گئے اور کابل میں قائم مجاہدین کی حکومت میں آپ وزیر داخلہ کے منصب پر بھی خدمات سرانجام دیتے رہے......پھر جب آپ نے وہاں فساد کا دور دورہ دیکھا تو اُن سے علیحدہ ہو گئے اور درس وتدریس میں مشغول ہو گئے......پھر جب امارت اسلامیہ افغانستان کی حکومت قائم ہوئی تو آپ اُن کی تائید کرنے والوں میں سے ایک تھے......

جب صلیبی حملے کے آثار ظاہر ہونے لگے تو شیخ یاسر' جو کہ اُس وقت بوڑھے ہو چکے تھے اور تقریباً پچاس سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے' آپ تورابورا میں پہاڑ کی چڑھائی چڑھ ہمارے پاس پہنچے جب کہ ابھی امریکی بمباری کا آغاز نہیں ہوا تھا......شیخ اسامہ کے ساتھ آپ کافی دیر بیٹھے رہے، شیخ یاسر نے کہا کہ ''میری خواہش یہ تھی کہ میں بیت المقدس میں شہید ہوں، پھر جب جہادِ افغانستان ختم ہوا اور میں بیت المقدس نہ پہنچ پایا تو مجھے سخت رنج ہوا لیکن اب جب کہ صلیبی حملے کا آغاز ہو گیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس سبب سے میری بیت المقدس میں شہید ہونے کی خواہش بھی پوری ہو جائے''......اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ

21 جنوری: صوبہ میدان وردک.................ضلع سید آباد.................مجاہدین کے حملے.................4 سیکورٹی اہل کار ہلاک.................3 آئل ٹینکر تباہ

وہ آپ کو شہدا کا اجر اور مقام عطا فرمائے......

اسی طرح آپؒ نے کہا کہ ''میں پاکستان میں رہتا تھا اور وہاں تدریس کے فرائض سرانجام دیا کرتا تھا لیکن اب یہاں افغانستان میں مجاہدین کے مابین رہنے کے علاوہ میری اور کوئی جگہ نہیں''۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے اُنہیں بہت سی عملی نصیحتیں بھی کیں......ان شاء اللہ، وقت آنے پر ہم اُنہیں نشر بھی کریں گے......شیخ اسامہ کو اللہ تعالیٰ نے جہاد کے حوالے سے عجیب بصیرت دے رکھی تھی......شیخ اسامہ نے اُن سے کہا کہ ''اس مرحلے میں آپ اپنی کوششوں کو اعلام کی جانب مرکوز کریں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمِ دین اور اسلوبِ دعوت سے نواز رکھا ہے......سو آپ اپنی جہد کو اعلام کی جانب مرکوز کریں''......

اس کے بعد شیخ محمد یاسر رحمہ اللہ نے ٹی وی چینلوں پر گفتگو کا سلسلہ شروع کیا، اس کے بعد جب امریکہ داخل ہوا تو آپ اپنی ہجرت کے مقام پاکستان سے بڑے پیمانے پر اعلامی امور کی جانب متوجہ رہے......جو لوگ افغانستان کی خبروں پر توجہ رکھتے ہیں اُنہیں شیخ یاسر کی الجزیرہ کے ساتھ گفتگو یاد ہوگی اور جو لوگ شیخ کو خفیہ اور پوشیدہ رہنے کا مشورہ دیا کرتے تھے، شیخ اُنہیں کہتے کہ

> ''میری نسبت یہ اعلامی کام شہیدی کارروائی کے مترادف ہے، میں اپنے آپ کو فدائی سمجھتا ہوں کیونکہ مجھے کوئی اور اس بوجھ کو اٹھاتا اور اس محاذ کو سنبھالتا نظر نہیں آتا، اب اگر اس کی پاداش میں اگر مجھے شہید کر دیا جائے یا قید کر دیا جائے تو میرے لیے یہی فدائی کارروائی ہے''......

پہلے آپ کابل میں گرفتار ہوئے، پھر آپ کو کابل کی حکومت کے ساتھ قیدیوں کے تبادلے میں رہا کر دیا گیا......رہائی کے فوری بعد اُنہوں نے پھر سے دعوت کا محاذ سنبھال لیا، پاکستان اور افغانستان میں مجاہدین کے مابین آپ کے دعوتی کام کو بڑی پذیرائی ملی......اس کے بعد آپ پھر سے گرفتار ہو گئے......اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ پر رحمت کا سایہ فرمائے اور ہمیں خیر پر ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھا فرمائے، آمین۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: زہد و ورع کو لازم پکڑو!

اس رُخِ آتشیں کی شرم سے رات
شمع مجلس میں پانی پانی تھی

حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ بیمار ہوئے تو ان کی عیادت کے لیے میں لاہور سے لائل پور (فیصل آباد) آیا۔ انہوں نے میرے ساتھ مل کر دعا کی اور بہت دیر تک دعا کرتے رہے۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ حضرت سید مولا بخش کوموی رحمہ اللہ بھی وہاں موجود تھے، ان کے ساتھ الگ بیٹھ کر دعا مانگنے کا شرف بھی مجھے حاصل ہوا۔ یہ آخری دعا تھی جو حضرت کوموی رحمہ اللہ نے میرے ساتھ مانگی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ان کے ساتھ میری یہ آخری دعا ہے تو میں دعا کو اور لمبا کرتا۔

جب حرمین سے واپسی ہوئی تو جدہ میں حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ دو منٹ کے لیے ملاقات ہوئی۔ خیریت پوچھی اور پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ یہ آخری دعا تھی جو حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ میں نے مانگی اور مجھے علم نہیں تھا کہ وہ میرے ساتھ آخری دعا مانگ رہے ہیں۔

دیکھیے! یہ قافلہ کس تیزی سے رخصت ہو رہا ہے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ رخصت ہوئے، حضرت کوموی رحمہ اللہ رحلت فرما گئے، مولانا عبداللہ رحمہ اللہ بھی وفات پا گئے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں کسی عہدے کی ہوس نہ تھی اور اس کے باوجود عہدوں کی ہوس کرنے والوں سے زیادہ معزز تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو مثبت انداز میں دین کا کام کرتے رہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو اپنے مشن میں فنا ہوئے، یہ وہ لوگ تھے جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

> تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوّاً فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَاداً (القصص : ۸۳)
>
> ''آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لیے مختص کر دیا ہے جو روئے زمین پر منصب کی بلندی اور فساد نہیں چاہتے ہیں''۔

آپ نے غور فرمایا کہ اس آیت میں لفظ عُـلُـوّاً استعمال کیا اور اب تو ہر شخص کو یہ لَت پڑی ہے کہ وہ ناظم اعلیٰ ہو۔ ناظم اعلیٰ کا لفظ بھی عُلُوّ سے ہے اور یہ وہی بیماری ہے جس کا قرآن ذکر کر رہا ہے۔ جن لوگوں کو ناظم اعلیٰ بننے کی ہوس ہے، وہ یُـرِیـدُونَ عُلُوّاً کے زمرے میں شامل ہیں۔ اور جو اڑنگا پٹخنی دھینگا مشتی میں لگے ہیں، وہ فَسَـــاداً کے زمرے میں شامل ہیں۔ یاد رکھو! جو اپنے آپ کو خدا کی راہ میں فنا کرتا ہے، خدا سے بقا بخشتے ہیں، اس کو سچی اور دائمی عزت عطا فرماتے ہیں۔

آیئے! ہم اب سب مل کر دعا کریں کہ خدا ان سب کی قبروں کو نور سے بھر دے اور جو باتیں ہم نے کہی ہیں، ان پر مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

☆☆☆☆☆

21 جنوری: صوبہ لوگر.........ضلع برکی براق.........مجاہدین کا ایک فوجی چوکی پر حملہ.........6 فوجی ہلاک.........2 زخمی

مسلمانوں کے بازاروں میں بم دھماکوں سے متعلّق شیخ عطیۃ اللہ کا فتویٰ

’خونِ مسلم کی حرمت‘ کے نام سے ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے جس میں گاہے بگاہے مجاہدین کی قیادت کی طرف سے آنے والے بیانات شائع کریں گے۔ مجاہدین کے لیے اس موضوع کی بہت زیادہ اہمیّت اس لیے بھی ہے کہ وہ تو اپنی جنت کے لیے مارتے اور مرتے ہیں......اگر ناحق خون کر کے جنت کو جہنّم میں بدل لیں تو اس سے بڑا خسارہ کیا ہوگا؟

جذبات و احساسات پر بھی انسان جوابدہ ہے:

فرحت اور خوشی سے ملتے جلتے احساسات اور اس کے مقابلے پر غم وحزن، دکھ ،افسوس اور ان کے علاوہ دیگر تمام افعال؛ جن کا تعلّق دل سے ہے وہ بھی حکم الٰہی کے تابع ہیں اور انسان کو ان کا بھی جواب دینا ہوگا۔ یہ افعال ایک جامع قاعدے ''الحب و البغض'' (دوستی ودشمنی) کے تحت شمار کیے جاتے ہیں۔

ایک مسلمان پر فرض ہے کہ اسکے تمام جذبات و احساسات شریعت کے مطابق اور اس کے تحت ہوں۔ وہ اسی چیز سے محبت کرتا ہو جس سے اللہ محبت رکھتا ہے، اور اسی میں وہ خوشی اور راحت محسوس کرتا ہو جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اسے ناپسندیدہ ہو، وہ اس سے غم زدہ، پریشان اور کبیدہ خاطر ہوتا ہو۔ اہلِ علم نے اس موضوع کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہاں ہم ان میں سے چند امور کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

جہاں تک فرحت اور خوشی کا تعلّق ہے، تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو یہ حکم ہے کہ وہ اس کی رحمت وفضل پر خوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ بِفَضْلِ اللّـهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُواْ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (یونس: ۵۸)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دیجیے یہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس پر خوش ہوں، یہ ان چیزوں سے بہت بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس کے احسانات دنیا وآخرت میں اس کے خصوصی فضل سے ہیں اور یہ کون ومکان اور یہ زیرنگیں کی ہوئی ساری دنیا محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و عنایت، اس کا احسان اور اس کی رحمت سے ہے۔ اسی سے بندۂ مؤمن کو خوش ہونا چاہیے۔ یہاں خوشی سے مراد دل کی فرحت ونشاط ہے جو کہ اس بات کی متقاضی ہے کہ زبان وقلب اور اپنے اعمال سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ قرآن وسنت میں ''فرح'' کا لفظ اکثر وبیشتر مذمت کے سیاق میں استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے:

''فَلَمَّا نَسُواْ مَا ذُكِّرُواْ بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُواْ بِمَا أُوتُواْ أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُون (الانعام: ۴۴)

''پھر جب انہوں نے وہ نصیحت بھلا دی جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے، حتیٰ کہ جب وہ ان چیزوں پر اترانے لگے جو انہیں دی گئی تھیں تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا پھر وہ ناامید ہو کر رہ گئے''۔

اور فرمایا:

إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُواْ قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِن قَبْلُ وَيَتَوَلَّواْ وَّهُمْ فَرِحُون''(التوبہ: ۵۰)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر آپ پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے معاملے میں پہلے ہی احتیاط برتی تھی اور وہ خوشی خوشی لوٹ جاتے ہیں''

مزید فرمایا:

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَى فَبَغَى عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ (القصص: ۷۶)

''بے شک قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا، پھر اس نے ان پر ظلم کیا، اور ہم نے اسے اس قدر خزانے دیے تھے کہ بلاشبہ اس کی چابیاں طاقتور مردوں کی جماعت کو تھکا دیتی تھیں، یاد کرو! جب اس کی قوم نے اس سے کہا: تو اِترا مت! بے شک اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔

اور فرمایا:

فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلاَفَ رَسُولِ اللّهِ وَكَرِهُواْ أَن يُجَاهِدُواْ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَقَالُواْ لاَ تَنفِرُواْ فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرّاً لَّوْ كَانُوا يَفْقَهُون(التوبہ: ۸۱)

''جو لوگ پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے

21 جنوری: صوبہ ننگرہار.............ضلع بٹی کوٹ.............بارودی سرنگ دھماکہ.............4 امریکی اور 3 افغان فوجی ہلاک

اپنے بیٹھ رہنے پر خوش ہوئے اور انہیں برا لگا کہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور انہوں نے کہا کہ سخت گرمی میں کوچ نہ کرو! اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجیے! جہنّم کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش! وہ یہ بات سمجھتے''۔

اور فرمایا:

وَلَئِنْ أَذَقْنَا الإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَؤُوسٌ كَفُورٌ۔وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاء بَعْدَ ضَرَّاء مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّيْ إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ۔إِلاَّ الَّذِيْنَ صَبَرُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ أُوْلَئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيْرٌ(هود: ۹۔۱۱)

''اور اگر ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھائیں' پھر وہ اس سے چھین لیں' تو وہ بڑا ناامید، بڑا ناشکرا ہو جاتا ہے۔اور اگر ہم اسے ضرر پہنچنے کے بعد نعمتوں کا مزہ چکھائیں تو وہ ضرور کہے گا! مجھ سے سختیاں دور ہو گئیں۔بے شک وہ اس وقت اتراتا اور فخر کرجاتا ہے۔مگر جن لوگوں نے صبر کیا اور نیک عمل کیے، انہی کے لیے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے''۔

اور فرمایا:

اللّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقَدِرُ وَفَرِحُواْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِيْ الآخِرَةِ إِلاَّ مَتَاعٌ(الرعد: ۲۶)

''اللہ جسے چاہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہے نپا تلا دیتا ہے اور وہ دنیا کی زندگی پر اتراتے ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کی نسبت حقیر متاع ہی تو ہے''۔

اور فرمایا:

لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ(الحديد: ۲۳)

''تاکہ تم اس چیز پر غم نہ کھاؤ جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اور تم اس پر نہ اتراؤ جو وہ تمہیں عطا کرے اور اللہ کسی اترانے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا''۔

قرآنِ حکیم میں عمومی طور پر جس 'فرح' (خوشی) کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد وہ خوشی ہے جو کہ سرکشی کے زمرے میں ہو۔جو عجب، خود پسندی اور غرور و تکبر کی طرف لے جانے والی ہو۔ایسی خوشی ایک مومن کو زیب نہیں دیتی، پسندیدہ خوشی البتہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے مومن بندوں کی کفار کے مقابلے میں مدد و نصرت پر ہو۔یا مسلمانوں کے ساتھ زیادہ بغض و عداوت رکھنے والے اور انہیں زیادہ نقصان پہنچانے والے کافروں کے مقابلے میں کسی کم ضرر پہنچانے والے کافر کی مدد و نصرت پر ہونے والی خوشی ہو۔جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ۔بِنَصْرِ اللَّهِ يَنصُرُ مَن يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ (الروم: ۴۔۵)

''اس غلبے والے دن مومن بھی خوش ہوں گے......اللہ کی نصرت پر......اللہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ نہایت غالب، بہت رحم والا ہے''۔

اور فرمانِ نبوی ہے:

من سرته حسنته و سائته سيئته فهو المؤمن(رواه الترمذی)

''جس کو اس کی نیکی خوشی میں ڈالے اور اس کا گناہ اس کو پریشان کردے تو وہ مومن ہے''۔

رہا افسوس اور مایوسی کا معاملہ تو قرآن میں اس کا ذکر ممانعت ہی کے زمرے میں ہوتا ہے۔اگرچہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی لطف و کرم سے یہ حکماً جائز اور مباح ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم میں متعدد مقامات پر غم کرنے سے منع فرمایا ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلاَّ بِاللّهِ وَلاَ تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلاَ تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ''(النحل: ۱۲۷)

''اور اے نبی! آپ صبر کریں اور آپ کا صبر کرنا بھی اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کفار پر غم نہ کھائیں، اور نہ ہی آپ اس پر تنگی میں مبتلا ہوں جو وہ مکر کرتے ہیں''۔

اسی طرح فرمایا:

لاَ تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجاً مِّنْهُمْ وَلاَ تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ(الحجر: ۸۸)

''اور ہم نے کفار کی کئی جماعتوں کو جو فوائدِ دنیوی سے نوازا ہے آپ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھئے اور نہ ان کے حال پر تاسّف کریں اور مومنوں سے خاطر اور تواضع سے پیش آیئے''۔

اور فرمایا:

وَلاَ تَهِنُوا وَلاَ تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِيْنَ(آل عمران: ۱۳۹)

''اور تم سستی نہ کرو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو''۔

جو بات ہمیں اس کے جواز کی دلیل فراہم کرتی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے واقعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و

عمل، اور ایسے مواقع پر دیگر انسانوں جیسا فطری رویہ ہے۔ یہ روایت صحیحین اور سنن میں موجود ہے۔ جسے یہاں ہم امام بخاریؒ سے نقل کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسیف القینؒ...... جو کہ صاحبزادۂ رسول 'ابراہیمؓ کے رضائی والد تھے' کے گھر گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیمؓ کو بوسہ دینے لگے۔ کچھ ہی دیر بعد جب ہم ان کے پاس گئے تو ابراہیمؓ اپنی آخری سانسوں میں تھے۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بھر آئیں۔ سیدنا عبداللہ بن عوفؓ فرمانے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ بھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابن عوف! یہ تو رحم کی علامت ہے''۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور دل غمگین ہے لیکن پھر بھی ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو، البتہ اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر غمگین ہیں''۔

بسا اوقات تقدیر کے ایسے معاملات اور مسلمانوں کے مصائب و آلام پر غم کا اظہار پسندیدہ بھی ہے اور یہی رویہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہے۔ اگر چہ عمومی طور پر افسوس اور مایوسی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ ایمان کو منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلاَ تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ (المائدہ: ٦٨)

''تو آپ ان کافروں کے حال پر افسوس نہ کیجیے''۔

اور فرمایا:

فَلاَ تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ (المائدہ: ٢٦)

''سو آپ ان فاسقوں کے حال پر افسوس نہ کیجیے''۔

اور فرمایا:

مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِيْ الْأَرْضِ وَلَا فِيْ أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِيْ كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيْرٌ .لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (الحدید: ٢٢۔٢٣)

''کوئی مصیبت زمین میں اور خود تم پر نہیں پڑتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے اور یہ کام اللہ کو آسان ہے۔ تاکہ جو تم سے فوت ہو گیا ہے اس کا غم نہ کھایا کرو! اور جو تم کو اس نے دیا ہو اس پر اترایا نہ کرو! اور اللہ کسی اترانے اور شیخی بگھارنے والے کو دوست نہیں رکھتا''۔

مسلمانوں کے بازاروں اور عام لوگوں پر ہونے والے دھماکوں سے متعلق:

جہاں تک مسلمانوں کے بازاروں اور عام لوگوں پر ہونے والے دھماکوں کا معاملہ ہے تو ان کا باطل، فساد، ظلم و سرکشی، زیادتی اور شریعت اسلام سے خارج ہونا بالکل واضح امر ہے اور ہر خاص و عام اس بات سے اچھی طرح واقف ہے۔ ایسے دھماکوں میں بے گناہ مسلمانوں کو ہدف بنایا جاتا ہے اور ناحق خون بہایا جاتا ہے۔ ایسے واقعات میں بیسیوں مسلمان قتل اور بیسیوں زخمی ہوتے ہیں، مسلمانوں کی کثیر املاک تباہ ہوتی ہیں اور جس کرب اور تکلیف کا ان کو سامنا کرنا پڑتا ہے وہ سب اس کے علاوہ ہے۔

خونِ مسلم کی حرمت:

شریعتِ مطہرہ میں خونِ مسلم کی حرمت اور اس کے بارے میں احکامات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ بلاشبہ اس کی حرمت کو پامال کرنا شرک باللہ کے بعد عظیم ترین گناہوں میں سے ہے۔ قتلِ ناحق کی شناعت اور ناپسندیدگی اللہ عزوجل نے اپنی کتاب اور احکامات میں تکرار اور وضاحت کے ساتھ بیان کی ہے۔ اور واضح کیا ہے کہ یہ گناہ گاروں، بدکرداروں، سرکشوں اور رب العالمین سے بغاوت کرنے والوں کا طریق ہے۔ اس کی حرمت بیشتر مقامات پر شرک کے فوراً بعد وارد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبردار کیا ہے کہ کسی جان کو بغیر حق کے قتل کرنا کسی صورت جائز نہیں! ہاں البتہ حق کے ساتھ ہو تو یہ واجب شرعی اور حکمِ الٰہی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بھی واضح فرمایا کہ ایک جان کا قتل کرنا ایسا ہے گویا کہ پوری انسانیت کو قتل کر دیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِيْ الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعاً (المائدہ: ٣٢)

''اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا یعنی بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا زمین میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے تو اس نے گویا تمام انسانیت کو قتل کیا''۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

21 جنوری: صوبہ قندوز..........ضلع امام صاحب..........مجاہدین سے ایک جھڑپ..........7 افغان پولیس اہل کار..........4 اربکی فوجی ہلاک

پاکستانی حکمرانوں کے کفر وارتداد کے بنیادی اسباب

شیخ ابویحییٰ اللیبی رحمہ اللہ

۲۔نفاذِ شریعت سے انکار اور کفریہ قوانین کی ترویج:

پاکستان کی عمر ساٹھ سال سے زائد ہوچکی ہے...... یہ سوال پوچھنا ہر مسلمان کا حق بنتا ہے کہ اتنی طویل مدت کے دوران میں پاکستان میں کتنی حدود نافذ ہوئیں؟ کتنے شرعی قوانین کی تطبیق ہوئی؟ کیا کوئی صاحب عقل یہ بات تسلیم کرسکتا ہے کہ ایک ایسی ریاست جس نے تین بڑی جنگیں لڑی ہوں، جس کی محض بری فوج کی تعداد ہی پانچ لاکھ سے زائد ہو...... وہ ریاست اس بات کی ''استطاعت'' نہیں رکھتی کہ شریعت کے مطابق فیصلے کرنے والی عدالتیں قائم کرسکے؟ پھر یہی ریاست جو ساٹھ سال گزرنے کے باوجود ایک شرعی عدالت تک قائم نہ کرسکی، انسانوں کے بنائے ہوئے کفریہ قوانین نافذ کرنے کے لیے ایک مکمل عدالتی نظام کھڑا کردیتی ہے اور اس کے لیے درکار جج (اور وکلا) بھی دھڑا دھڑ فراہم کرنے کا ایک بھرپور انتظام کرلیتی ہے؟ اس کے بعد تو کوئی احمق ہی یہ عذر تسلیم کرسکتا ہے کہ پاکستانی حکمران شریعت نافذ کرنے کی قدرت نہیں رکھتے......!!!

شرعی قوانین کے سامنے سر جھکانے سے انکار اور خودساختہ قوانین کا ترویج ونفاذ سلف وخلف کے تمام علما کے نزدیک بالاتفاق کفر ہے۔ اس حوالے سے بعض اقوال بطور نمونہ یہاں نقل کیے جارہے ہیں۔ اللہ رب العزت اپنی مقدس کتاب میں فرماتے ہیں:

فَلاَ وَرَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُونَ حَتَّیَ یُحَکِّمُوکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لاَ یَجِدُواْ فِیْ أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُواْ تَسْلِیْماً (النساء:۶۵)

''تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں تجھے فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ بھی تو کرے اس پر اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کردیں''۔

علامہ ابوبکر جصاص حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وفی هذه الآیة دلالة علی أن من ردشیًامن أوامرالله تعالیٰ أوامررسوله صلی الله علیه وسلم فهوخارج من الاسلام،سواء رده من جهة الشک فیه،أومن جهة ترک القبول ،والامتناع من التسلیم ،وذلک یوجب صحة ماذهب الیه الصحابة فی حکمهم بارتدادمن امتنع من أداء الزکاة وقتلهم وسبیی ذرا اریهم لأن الله تعالیٰ حکم بأن من لم یسلم للنبی صلی الله علیه وسلم قضائه وحکمه فلیس من أهل الایمان(احکام القرآن للجصاص:۳/ ۱۸۱)

''یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک بھی حکم کو رد کرے وہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے...... خواہ اس بنیاد پر رد کرے کہ اسے خود اس حکم (کے درست ہونے) میں شک ہو، (یا پھر شک تو نہ ہو) لیکن پھر بھی اس حکم کو ماننے اور اس کے آگے سر جھکانے سے انکاری ہو۔ اسی سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس موقف کی صحت ثابت ہوتی ہے جو انہوں نے زکوۃ دینے سے انکاری لوگوں کے خلاف اختیار کیا اور ان پر ارتداد کا حکم لگاتے ہوئے انہیں قتل کرنا اور لونڈی وغلام بنانا جائز ٹھہرایا...... کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم صادر فرمادیا ہے کہ جو شخص (اپنے تمام معاملات میں) حکم دینے اور فیصلہ کرنے کا حق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کی شریعت) کے حوالے نہیں کرتا وہ اہل ایمان میں سے نہیں''۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَفَحُکْمَ الْجَاهِلِیَّةِ یَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّهِ حُکْماً لِّقَوْمٍ یُوقِنُونَ(المائدة:۵۰)

''(اگر یہ اللہ کے نازل کردہ قانون سے منہ موڑتے ہیں تو) کیا پھر جاہلیّت کا فیصلہ چاہتے ہیں، اور یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہے''۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

ینکر تعالی علی من خرج عن حکم الله المحکم المشتمل علی کل خیر، الناهی عن کل شر،وعدل الی ماسواه من الآراء والأهواء والاصطلاحات،التی وضعهاالرجال بلامستندمن شریعة الله ،کماکان أهل الجاهلیة یحکمون به من الضلالات والجهالات، مما یضعونها بآرائهم وأهوائهم، وکمایحکم به التتارمن السیاسیات الملکیة المأخوذة عن ملکهم جنکزخان،الذی وضع لهم الیَساق،وهوعباره عن کتاب

مجموع من أاحكام قداقتبسهاعن شرائع شتی، من اليهودية والنصرانية والملة الاسلامية،وفيها كثير من الاحكام اخذها من مجردنظره وهواه،فصارت فی بنيه شرعاً متبعاً،يقدمونهاعلى الحكم بكتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم .ومن فعل ذلک منهم فهو كافر يجب قتاله،حتى يرجع الى حكم الله ورسوله ،فلايحكم سواه فی قليل ولا كثير

''یہاں اللہ تعالیٰ اُس شخص پر گرفت کرتے ہیں جو اللہ کے ان محکم احکامات سے روگردانی اختیار کرے جو ہر خیر پر مشتمل اور ہر شر سے روکنے والے ہیں، پھر ان احکاماتِ الٰہیہ کو چھوڑ کر اُن آرا وخواہشات اور اصطلاحات کی پیروی کرنے لگے جنہیں انسانوں نے وضع کیا ہو اور جن کی پشت پر کوئی شرعی دلیل بھی نہ ہو۔ یہ شخص بالکل دورِ جاہلیّت کے ان لوگوں کی مانند ہے جو اپنی آرا وخواہشات پر مبنی گمراہیوں اور جہالتوں کی روشنی میں فیصلے کرتے تھے، یا ان تاتاریوں کی مانند جو اپنے بادشاہ چنگیز خان کی وضع کردی کتاب 'یاسق' کو فیصلہ کن مانتے تھے۔ یہ کتاب مختلف شریعتوں سے اخذ کردہ احکامات کا مجموعہ ہے، کچھ احکام یہودیت سے ماخوذ ہیں، کچھ نصرانیت اور اسلام سے، اور بہت سے احکام محض اس کے ذاتی نظریات وخواہشات کے نمائندہ ہیں۔ یہ مجموعہ اس کی اولاد کے نزدیک ایسی لائق تقلید شریعت کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جسے یہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔ پس ان میں سے جو شخص بھی ایسا کرے وہ کافر ہے اور اس سے قتال کرنا واجب ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی طرف لوٹ آئے اور ہر چھوٹے بڑے معاملے میں انہی کو حاکم جانے''۔

اسی طرح امام ابن کثیر رحمہ اللہ، چنگیز خان کی وضع کردہ کتاب ''یاسق'' کے کچھ قوانین کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وفی ذلک كله مخالفة لشائع الله المزلة على عباده الأنبياء عليهم الصلاة والسلام،فنم ترک الشرع المحكم المنزل على محمد بن عبدالله خاتم الانبياء وتحاكم الى غيره من الشرائع المنسوخة كفر ،فكيف بمن تحاكم الى الياسق وقدمها عليه؟ من فعل ذلک كفر باجماع المسلمين (البداية والنهاية: ۱۳/ ۱۳۹)

''یہ تمام قوانین ان شریعتوں کی مخالفت سے پُر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر نازل فرمائیں۔ پس جو شخص بھی خاتم الانبیاء محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ محکم شریعت کو چھوڑ کر اپنے فیصلوں کے لیے کسی منسوخ شدہ شریعت کی طرف گیا، اس نے کفر کیا۔ (پس جب رب ہی کی نازل کردہ کسی سابقہ شریعت کو فیصل ماننا بھی کفر ہے) تو پھر ''یاسق'' جیسی (خودساختہ) کتاب کی طرف فیصلے لے کر جانا اور اسے شریعت محمدی پر مقدم جاننا کتنا سنگین جرم ہوگا؟ بلاشبہ جو شخص بھی ایسا کرتا ہے ماس کے مرتکبِ کفر ہونے پر امت کا اجماع ہے''۔

علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان الأمر فی هذه القوانين الوضعية واضح وضوح الشمس، هی كفربواح،لا خفاء فيه ولامداورة، ولا عذرل أحدممن ينتسب للاسلام- كائناًمن كان-فی العمل بها، أو الخضوع لها أواقرارها، فليحذرامر ولنفسه،وكل امريءٍ حسيبٌ نفسه ،ألافليصدع العلماء بالحق غير هيابين وليبلغوا ماأمروا بتبليغيه غيرموانين ولامقصرين(عمدة التفسير : ۴/ ۱۷۴)

''یقیناً ان ''وضعی قوانین'' (خودساختہ قوانین) کا معاملہ اظہر من الشمس ہے۔ ان قوانین کا کفر یہ ہونا اتنا واضح اور بیّن امر ہے جس میں کسی شک و تردد کی کوئی گنجائش نہیں۔ پس اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرنے والے کسی بھی شخص کے لیے..... خواہ ہو کوئی بھی ہو...... ان قوانین پر عمل کرنے، ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے یا انہیں ماننے کا کوئی جواز نہیں۔ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اس فتنے سے بچنے کی فکر کرے اور ہر شخص خود ہی محاسبہ کرنے کے لیے کافی ہے۔ بالخصوص علمائے کرام کی یہ ذمہ داری ہے کہ آج وہ ہر خوف اور خطرے سے بے پرواہ ہو کر حق بات اعلانیہ کہہ ڈالیں اور کسی تاخیر و تقصیر کے بغیر اللہ کے احکام لوگوں تک پہنچائیں''۔

اب ہر مسلمان کو اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ کیا اس وقت پاکستان میں جو قوانین رائج ہیں..... خواہ وہ سیاسیات سے تعلّق رکھتے ہوں یا اقتصادیات سے، جنگوں اور سزاؤں سے متعلّق ہوں یا بین الاقوامی تعلقات سے...... کیا یہ اسلامی شریعت کے عطا کردہ قوانین ہیں؟ اگر یہ شرعی احکام و قوانین نہیں تو پھر آخر کیا ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ کس طرح لوگوں پر لاگو کیے گئے ہیں؟ کون ہے جو انہیں نافذ وجاری کرتا ہے؟ کس نے لوگوں کو مجبور کر رکھا ہے کہ وہ انہیں تسلیم کریں؟ رحمٰن کی نازل کردہ شریعت کو پس پشت پھینک کر شیطان کی شریعت پر رضامندی آخر کیوں؟ ذرا قلب ونظر کے دریچے کھول کر حالات کا جائزہ لیجیے، آپ کو جواب ڈھونڈنے میں زیادہ محنت نہیں کرنا پڑے گی، واللہ المستعان!

☆☆☆☆☆

21 جنوری: صوبہ قندہار.......... ضلع پنجوائی.......... بارودی سرنگ دھماکہ.......... ایک افغان ٹینک تباہ.......... 13 افغان فوجی ہلاک

اتحادِ امت......اوّلین ترجیح

شیخ ابوعبیدہ المقدسی رحمہ اللہ

اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی تعلیم دیتے ہیں جیسا کہ شیخ الاسلامؒ نے مجموعہ الفتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ شریعت کا دارومدار، مصالح کے حصول اور مفسدات کی روک تھام اور تدارک کے فریضے کی ادائیگی پر ہے۔ چنانچہ اگر کسی چھوٹے فائدے کی قربانی سے امت کے لیے کوئی بڑی خیر حاصل ہوسکتی ہو یا کسی چھوٹے مفسد کو برداشت کر کے کسی بڑے فتنے سے بچا جا سکتا ہو تو ایسا کرنا شرعاً جائز ہے۔ بلاشبہ ہر ذی عقل مسلمان اس بات سے واقف ہے کہ اس وقت امت مسلمہ کو بالعموم اور میدانِ ہجرت و جہاد میں موجود اہلِ ایمان کو بالخصوص باہم متحد اور شیر وشکر کرنا اضل ترین فریضہ ہے۔ جس کے لیے دین کا درد رکھنے والے ہر مسلمان کو اپنی تمام کوششیں بروئے کار لانی چاہئیں۔ یہی وہ الفت ہے جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی رحمت وعطا کے نزول اور سفر کی آسانی کا سبب بنے گی اور اسی کی برکت سے اللہ سبحانہ تعالیٰ سفینہ جہاد کو خائنین کی چالوں اور کفار کی سازشوں کے منجدھار سے نکال کر منزلِ مقصود تک پہنچا دیں گے۔

اگر ہم ارشاداتِ نبویہ کا بغور مطالعہ کریں تو ایسی متعدد روایات ملتی ہیں جن میں مسلمانوں کی باہمی الفت کو بڑھانے اور ابھارنے کی تلقین وتاکید ملتی ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آسانی پیدا کرو، مشکل میں نہ ڈالو اور خوش خبری پھیلاؤ، منافرت نہ پھیلاؤ''۔

امام نوویؒ اس روایت کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حدیثِ مبارکہ میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کے عظیم الشان فضل وعطا اور رحمتِ واسعہ کی تبشیر کا حکم دیا گیا ہے اور اس تبشیر کے بغیر محض مختلف عذابوں اور وعیدوں کے ذکر سے منافرت پھیلانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ مزید اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ اسلام کے قریب آنے والے، بچپن سے بلوغت میں داخل ہونے والے اور گناہوں سے تائب ہونے والوں کے ساتھ شدت کی بجائے محبت والفت کا رویہ اختیار کیا جائے اور انھیں آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ اطاعت کی طرف لایا جائے اور بتدریج امورِ اسلام کی ذمہ داری ڈالی جائے۔ جب نئے داخل ہونے والے یا طالبِ ہدایت کے لیے آسانی کا رویہ اختیار کیا جائے تو اس کے لیے اطاعت آسان ہو جاتی ہے اور غالب نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دین میں ترقی کرتا ہے۔ لیکن اگر مبتدی پر ہی سختی شروع کر دی جائے تو امکان ہے کہ اول وہ بھاگ ہی جائے گا اور اگر کچھ چل بھی پڑا تو خدشہ ہے کہ ثابت قدم نہیں رہ سکے گا۔ اسی طرح اس روایت میں باہمی محبت، رفق اور اتفاق کا درس ملتا ہے اور یہ بہت اہم ہے کیوں کہ ہر خیر کا حصول باہمی اتفاق پر منحصر ہے اور اگر اختلاف پیدا ہوجائے تو مقاصد کی تکمیل ممکن نہیں رہتی۔

عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ابنِ بطال کے قول کے مطابق اس روایت سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ جب آسان چیزوں کے امر بالمعروف سے قوم میں فتنہ پھیلنے کا خدشہ ہو تو اسے موقوف کر دینا چاہیے۔

۲۔ عموماً عوام فرائض کے علاوہ باقی دینی امور میں اپنی چاہت کی پیروی پسند کرتے ہیں۔

۳۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں: اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب کسی مصلح اور مفسد میں تعارض پیدا ہو جائے اور مصلح کو اختیار کرنا اور مفسد ترک کرنا ممکن نہ ہو تو ایسے میں جو اہم ہو اس کو اختیار کر لینا چاہیے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ کعبۃ اللہ کو حضرت ابراھیم علیہ السلام والی بنیادوں پر لوٹانا ایک مصلح تھا لیکن ایسا کرنے سے چند نئے اسلام قبول کرنے والے افراد میں فتنہ پھیلنے کا اندیشہ تھا کیوں کہ ان کے نزدیک کعبہ کی تعمیر میں تغیّر بہت بڑی بات تھی چنانچہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ترک کر دیا۔

۴۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ولی امر کو چاہیے کہ شرعی امور جیسے زکوٰۃ کی وصولی یا حدود کے نفاذ کے علاوہ باقی معاملات میں رعیت کے مصالح کا لحاظ کرے اور ایسی چیزوں سے اجتناب کرے جن سے ان کو دین و دنیا کے کسی ضرر کا اندیشہ ہو۔

۵۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عوام کی تالیفِ قلب کا خیال رکھنا چاہیے۔ احتیاط کرنی چاہیے کہ کسی ایسے معاملے میں سختی اور تعرض نہیں کرنا چاہیے جس میں کوئی شرعی حکم ترک نہ ہوتا ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کے درمیان الفت کے فروغ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے۔ اہلِ علم کہتے ہیں کہ اس سے ان کی تالیفِ قلب اور شرف کا اظہار مقصود تھا۔ پھر جب مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر فتح ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے فرمایا:

''اگر تمہاری قوم نئی نئی کفر سے اسلام میں داخل نہ ہوئی ہوتی تو میں کعبہ کی تعمیر میں تبدیلی کر کے دو دروازے بنا دیتا ایک سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے نکلتے۔'' [بخاری و مسلم]

(بقیہ صفحہ ۷۳ پر)

اللہ کی شریعت کے علاوہ کسی اور قانون سے فیصلے کرنا

مولانا عاصم عمر دامت برکاتہم العالیہ

ومن لم یحکم بما انزل اللہ اور مفسرین کرام:

اب آیئے اس آیت کو امت کے ان مفسرین کی تفاسیر سے سمجھتے ہیں جن پر اتفاق ہے۔امام المفسرین ابن جریر طبریؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یقول تعالیٰ ذکرہ:ومن کتم حکم اللہ الذی انزلہ فی کتابہ،وجعلہ حکما بین عبادہ فاخفاہ ،وحکم بغیرہ، کحکم الیھود......﴿فاولئک ھم الکافرون﴾یقوم: ھولاء الذین لم یحکموابما انزل اللہ فی کتابہ ،ولکن بدلوا وغیرہ حکمہ و کتموا الحق الذی فی کتابہ

﴿ھم الکافرون﴾یقول:ھم الذین ستروا الحق الذی کام علیھم کشفہ وتبیینہ وغطوہ عن الناس واظھروالھم غیرہ و قضوابہ لسحت اخذوہ منھم علیہ(جامع البیان فی تأویل القرآن)

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:اور جس نے اللہ کے اس حکم کو چھپایا جو اس نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے،اور جس کو اپنے بندوں کے مابین قانون بنایا ہے،چنانچہ اس نے اس قانون کو چھپایا اور یہود کی طرح اس کے علاوہ فیصلہ کر دیا......[وہ کافر ہیں]یعنی یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ سے فیصلہ نہیں کرتے ، بلکہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو تبدیل کر دیتے ہیں اور اس حق کو چھپا جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے۔

[ایسے لوگ کافر ہیں]جنہوں ں نے اس حق کو چھپایا جس کا کھول کر بیان کرنا ان پر لازم تھا،اور لوگوں کی آنکھوں سے اس حق کو اوجھل رکھا،اور لوگوں کے سامنے اس حق کے علاوہ دوسری بات ظاہر کی ،اور اسی کے مطابق فیصلہ کیا،رشوت کی وجہ سے جو انہوں نے لی تھی''۔

فائدہ:

امام ابن جریر طبریؒ نے اس آیت کی تفسیر میں جو تفصیل بیان فرمائی ہے وہ آج کے عدالتی نظام میں مکمل پوئی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کو چھپانا ،یعنی مقدمات کے دوران میں کبھی اس کا ذکر ہی نہ کرنا کہ زیر بحث مقدمات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قانون کیا ہے بلکہ اپنے بنائے قانون ہی کو اسلامی آئین کہنا اور یہ کہنا کہ ہماری عدالتیں اسلامی آئین کی رو سے ہی فیصلے کرتی ہیں،اللہ تعالیٰ کے قانون میں تبدیلی کرنا (جیسے شادی شدہ زانی کو سنگسار کی بجائے چند سال جیل کی سزا وغیرہ)......یہ سب وہی باتیں ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہود کو کافر قرار دیا۔

اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

من جحد ما انزل اللہ فقد کفر،ومن اقربہ ولم یحکم فھو ظالم فاسق

''جو اللہ تعالیٰ کی حدود(سنگ ساری،کوڑے مارنا وغیرہ) میں سے کسی بھی قانون کا انکار کرے،تو وہ کافر ہوگیا،اور جس نے ان سب باتوں کا اقرار کیا لیکن ان قوانین کے مطابق فیصلے نہیں کیے تو وہ ظالم وفاسق ہے''۔

حضرت عکرمہؒ نے فرمایا:

معناہ:ومن لم یحکم بما انزل اللہ جاحدابہ فقد کفر،ومن اقر بہ ولم یحکم بہ فھو ظالم فاسق(الکشف والبیان،الجز ۵ء)

''اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے قانون کا انکار کرتے ہوئے اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے،تو وہ واقعی کافر ہوگیا۔اور جو اس قانون کا اقرار کرے اور اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہ ظالم وفاسق ہے''۔

قرآن کے قانون پر ایمان لانا......ایک شبہ اوراس کی وضاحت:

ومن لم یحکم بما انزل اللہ کے بارے میں اسلاف نے جو یہ فرمایا **جاحدابہ** (یعنی جو اللہ تعالیٰ کے قانون کا انکار کرتے ہوئے اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہ واقعہ کافر ہوگیا)،اس سے ولگوں کو شاید یہ شبہ ہوا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کو قرآن کا حصّہ یا اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہونے کا یقین نہ رکھتا ہے۔چنانچہ اگر کوئی اس پر ایمان رکھتے ہوئے قرآن کے قانون کے علاوہ سے فیصلے کرتا ہے تو وہ کفر اکبر نہیں بلکہ کفر مجازی یا کفر دون کفر(یعنی چھوٹا کفر) ہے۔

وضاحت:

ایسا سمجھنا اسلام کی عبارت کو سمجھنے میں غلطی ہے۔یعنی جس طرح خوارج نے اس آیت سے مطلقاً کفر اکبر مراد لیا اور اعتدال سے ہٹ گئے،اسی طرح اس آیت میں بیان کیے گئے کفر کو مطلقاً کفر دون کفر یا کفر اصغر قرار دینا بھی اہل سنت کے راستے سے ہٹ جانا ہے۔یاد رہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کفر دون کفر کو مطلقاً نہیں استعمال کیا بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دفاع میں بیان کیا ہے۔

22 جنوری:صوبہ ہلمند.................ضلع سنگین.................مجاہدین کے ساتھ جھڑپ.................2اعلیٰ افغان فوجی کمانڈروں سمیت 8فوجی ہلاک

ہمارے اسلاف نے واضح طور پر یہ فرمایا ہے کہ یہ حاکم اس بات کا یقین رکھتا ہو کہ متعلقہ مقدمے میں قرآن کے قانون سے فیصلہ کرنا واجب ہے اور اس کے خلاف کرنے پر خود کو گناہ گار اور سزا کا مستحق سمجھتا ہے۔صرف اتنا کافی نہیں کہ وہ ان قوانین کو قرآن کا حصّہ سمجھے اور اس کے مطابق فیصلے کو واجب نہ سمجھے۔ یہودی بھی ان آیات کو، جو رجم کے بارے میں تھیں تورات کا حصّہ مانتے تھے،لیکن فیصلے میں اس کی جگہ دوسرا قانون بنا لیا تھا اور اسی کو شرعی قانون ثابت کر رہے تھے۔ چنانچہ قرآن نے ان کے اس عمل کر کفرا کبر قرار دیا۔

نیز یہ بات ذرا غور کرنے کی ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن کی کسی آیت کو منزل من اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ نہ مانے تو وہ صرف اس نظریہ کی وجہ سے ہی فوراً کافر ہو جائے گا۔اس کے بارے میں یہ بحث کرنا فضول ہے کہ قرآن کے قانون کے علاوہ سے فیصلہ کرنے سے کافر ہوتا ہے یا نہیں؟ لہٰذا اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا۔علمائے امت نے اس کا مطلب یہی بیان کیا ہے کہ قرآن کے قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کو واجب سمجھتا ہو اور اس کے علاوہ کسی بھی قانون سے فیصلہ کرنے کو گناہ سمجھتا ہو۔

اس بات کو امام بیضاوی،امام ابوبکر جصاص، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ،امام ابن قیم جوزیہ،امام ابن ابی العز حنفی،حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ اجمعین وغیرہ نے اور زیادہ واضح اور کھول کر بیان کیا ہے۔ اہل علم حضرات کو امام صاحبؒ کی عبارت پر غور کرنا چاہیے۔ چنانچہ بعض مفسرین نے ومن لم یحکم کی تفسیر میں اختصار کے طور پر صرف اتنا فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ پر ایمان نہ رکھتا ہو۔لیکن ان کی مراد وہی ہے جو دیگر مفسرین امت کی ہے کہ اس سے فیصلے کو واجب سمجھتا ہو۔

وقال ابن مسعود،والسدیّ:من ارتشی فی الحکم وحکم فیه بغیر حکم الله فهو کافر(الکشف والبیان،الجز ۵ء)

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور امام سدیؒ نے فرمایا:جس نے فیصلہ کرنے میں رشوت لی اور اس فیصلہ میں اللہ کے قانون کے علاوہ سے فیصلہ دیا تو وہ جج کافر ہے''۔

فائدہ:

ان دونوں حضرات کے نزدیک ایسا شخص بالکل کافر ہے۔

قال ابن مسعود والحسن:هی عامة فی کل من لم یحکم بما انزل الله من المسلمین والیهود والکفار ای معتقداذلک و مستحلاله فأمامن فعل ذلک وهو معتقدأنه راکب محرم فهو من فساق المسلمین (الجامع لأحکام القرآن المعروف تفسیر القرطبی؛الجز ۶ء،تفسیر سورة المائدة: ۴۴)

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حسن بصریؒ نے فرمایا: یہ آیت مسلمانوں، یہودیوں اور دیگر کفار میں سے ہر اس شخص کے بارے میں عام ہے جو اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرے۔یونی جو اللہ تعالیٰ کی شریعت سے فیصلہ نہ کرے اور اپنے اس فعل کے صحیح اور (قانونی) ہونے کا نظریہ رکھتا ہو(تو وہ شخص صریح کافر ہے)۔البتہ جو اس کام کو حرام سمجھتے ہوئے کرے تو وہ فاسق مسلمانوں میں سے ہے''۔

ذرا آج کے نظام جمہوریت پر غور کیجیے اور فیصلہ کیجیے کہ کیا ان عدالتوں والوں کی نہایت غالب اکثریت اپنے فیصلوں کو گناہ سمجھتی ہے؟ وہ تو اپنے نزدیک بہت بڑا خیر کا کام کر رہے ہیں۔اور کیا یہ عدالتیں غیرِ قرآن سے فیصلے کرنے کو حلال یعنی قانونی نہیں سمجھتیں؟

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا:

''جی ہاں!لیکن تم (یعنی یہ امت) ان یہود کے راستے پر قدم بقدم چلو گے''۔(**الجامع لأحکام القرآن المعروف تفسیر القرطبی؛ الجز ۶ء،تفسیر سورة المائدة: ۴۴**)

علامہ آلوسیؒ نے'**روح المعانی**'میں امام شعبی کی یہ روایت نقل کی ہے:

''سورہ مائدہ کی یہ تینوں آیات(**ومن لم یحکم بما أنزل الله فأولٰئک هم الکافرون...... فأولٰئک هم الفاسقون...... فأولٰئک هم الظالمون**)،ان میں سے پہلی اس امت کے لیے ہے، دوسری یہود اور تیسری نصاریٰ کے بارے میں ہے''۔

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں:

''اس بنیاد پر یہ لازم آتا ہے کہ مسلمانوں کی حالت یہود و نصاریٰ سے بدتر ہوگی''۔(**روح المعانی؛الجزء ۵،تفسیر سورة المائدة: ۴۴**)

آج کفریہ عدالتوں کو اسلامی ثابت کرنے والے اور کفریہ جمہوری نظام کو اسلامی قرار دینے والے یہود و نصاریٰ سے آگے نہیں بڑھے تو اور یہ سب کیا ہے؟

تفسیر ابن جریر میں بھی امام شافعیؒ کا یہ قول بیان کیا گیا ہے کہ:

''اس آیت میں کافر ہونے کا حکم مسلمانوں کے بارے میں ہے(یعنی جو اللہ تعالیٰ کی شریعت سے فیصلہ نہ کریں)''

مشہور حنفی فقیہ اور مفسر امام نسفیؒ (۷۱۰ھ وفات) تفسیرِ نسفی میں فرماتے ہیں:

أی مستهیناًبه

''یعنی جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کو کم اہم سمجھتے ہوئے،اس کے مطابق فیصلہ نہیں

22 جنوری:صوبہ لوگر..................ضلع برکی برق..................مجاہدین کا گھات لگا حملہ..................3 نیٹو اہل کار ہلاک..................4 زخمی

کرتا وہ کافر ہے''۔

تو کیا آج جمہوری نظام کے مقابلہ میں نفاذِ شریعت کو بے وقعت نہیں سمجھا جارہا؟ تو پھر توپ وتفنگ اور جنگ کس بات کی؟ دہلی کی سپریم کورٹ کس کی عظمت کی داستان سناتی ہے؟ اسلام آباد کی عدالتِ عالیہ میں اللہ تعالیٰ کے قانون کا کیا حشر کیا جاتا ہے؟ پارلیمنٹ کا بنایا قانون، وحی سے اعلیٰ، اور وحی کا قانون اس وقت تک قانون نہیں بن سکتا جب تک پارلیمنٹ اس کی منظوری نہ دے دے! بتایئے کون اہم ہے اور کون غیر اہم؟ کس قانون کی رِٹ کو قائم رکھنے کے لیے سوات تا وزیرستان جنگ جاری ہے؟ حالانکہ مجاہدین تو مطالبہ ہی اللہ تعالیٰ کی شریعت کا کر رہے ہیں؟

امام بیضاویؒ (۶۹۱ھ وفات) کا نام کس طالب علم کے لیے نیا ہے؟ آپؒ نے تفسیر بیضاوی میں اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے:

﴿ومن لم یحکم بما انزل اللہ﴾مستھیناًبہ منکرا لہ﴿ فأولٰئک ھم الکافرون﴾لاستھانتھم بہ وتمردھم بأن حکموا بغیرہ،ولذلک وصفھم بقولہ﴿الکافرون﴾

''اور جس نے اللہ تعالیٰ کی شریعت سے فیصلہ نہیں کیا، اس قانون کو کم اہم سمجھتے ہوئے (اس کے علاوہ کو زیادہ اہم سمجھا) اس کے مطابق فیصلہ کرنے کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے، تو وہ کافر ہے، اس قانون کو کم اہم سمجھنے کی وجہ سے اور اس کے علاوہ سے فیصلے پر ڈٹے رہنے کی وجہ سے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو الکافرون قرار دیا''۔

بتایئے کون غیر اسلامی قوانین پر ڈٹا ہوا ہے اور اس کے لیے جنگ کرتا ہے؟

اسی طرح علامہ زمخشریؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ انہوں نے تفسیر کشاف میں یہی تفسیر کی ہے۔

تنبیہ:

علامہ زمخشریؒ اور امام بیضاویؒ کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے علاوہ کسی قانون سے فیصلے پر ڈٹے رہنے کی وجہ سے وہ کافر ہیں، آج جمہوری عدالتی نظام پر کتنا صادق آتا ہے۔ یہ عدالتیں غیرِ قرآن سے فیصلوں پر سالوں سے ڈٹی ہوئی ہیں، بلکہ قرآن کے مقابلے میں بنائے گئے قوانین کی رِٹ کو یقینی بنانے کے لیے لڑنے کو جہاد کہتی ہیں...... کیا اہلِ حق اس کا حکم بیان کر پائیں گے؟

ابوالفرج ابن جوزیؒ (۵۰۸ـ۵۹۷ھ) 'زادالمسیر' میں فرماتے ہیں:

......ومن لم یحکم بما اأنزل اللہ جاحداً،وھویعلم أن اللہ أنزلہ ،کمافعلت الیھود،فھو کافر......

''......جس نے اللہ تعالیٰ کی شریعت سے فیصلہ نہیں کیا، اس کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ قانون ہے، جیسا کہ یہود نے کیا تھا، تو وہ کافر ہے......''۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر مفسرین نے جو اس آیت کے ضمن میں یہ فرمایا کہ ''جو اللہ تعالیٰ کے قانون کا انکار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے قانون کے علاوہ فیصلہ کرے'' اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ اس کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حصّہ نہ مانتا ہو، بلکہ یہ ہے کہ وہ اس کے مطابق فیصلہ کرنے کے واجب ہونے کا اعتراف نہ کرتا ہو۔

مفتی شفیع صاحبؒ نے 'معارف القرآن' میں **ومن لم یحکم بماأنزل اللہ** کی تفسیر اس طرح فرمائی ہے:

''یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے احکام کو واجب نہیں سمجھتے اور ان پر فیصلہ نہیں دیتے بلکہ ان کے خلاف فیصلہ کرتے ہیں وہ کافر و منکر ہیں، جن کی سزا دائمی عذابِ جہنّم ہے''۔ (معارف القرآن؛ تفسیر سورۃ المائدۃ: ۴۴)

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ:

''یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی لیکن ہمارے اوپر بھی واجب ہے''۔ (بحوالہ تفسیر طبری آیت ھذا)

امام ابوبکر جصاص فرماتے ہیں:

''اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت حسن بصریؒ اور حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم عام ہے ہر اس شخص کے بارے میں جو قرآن کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا اور غیر اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ کرتا ہے''۔

(احکام القرآن للجصاص؛الجزء: ۳،ص: ۵۳)

اسی طرح ابوالبختریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ بنی اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ:

''جی! (البتہ یاد رکھو کہ) بنی اسرائیل بھی تمہارے بھائی ہیں اگر تم یہ سوچتے ہو کہ میٹھا میٹھا تو سارا تمہارے لیے ہے اور کڑوا کڑوا سارا بنی اسرائیل کے لیے ہے۔ نہیں! بلکہ تم ضرور ان کے طریقے کی پیروی کرو گے''۔ **(احکام القرآن للجصاص؛الجزء: ۳،ص: ۵۳)**

یعنی جو بات اپنے اوپر دشوار گزرے اس کو کہیں کہ یہ حکم تو بنی اسرائیل کے لیے تھا اور جس میں نفس پہ کوئی دشواری نہ ہو اس کو خود اپنا لیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

22 جنوری: صوبہ میدان وردک..................صدر مقام میدان شہر..................ریموٹ کنٹرول بم حملہ..................ایک امریکی ٹینک تباہ..................6 امریکی فوجی ہلاک

کیا پاکستان کا آئین اسلامی ہے؟

شیخ ابوبکر صدیق

جب سے ملک پاکستان میں حکومت اور طالبانِ پاکستان کے مابین مذاکرات کا معاملہ کھڑا ہوا، یہ بحث بھی ساتھ کھڑی ہوگئی ہے کہ کیا پاکستان کا آئین اسلامی ہے؟ حکومت کے ساتھ سیکولر سیاسی جماعتیں اور دینی جماعتوں کے قائدین اور عوام میں مشہور و معروف علما بھی آئینِ پاکستان کو عین ''اسلامی'' قرار دے کر اسی کے ماتحت مذاکرات کرنے پر مُصر نظر آئے اور اس سے ماورا مذاکرات پر کسی صورت راضی نہ ہوئے۔ جب کہ دوسری طرف طالبانِ پاکستان کا بھی یہ اصرار ہے کہ وہ آئینِ پاکستان کو ہی اسلامی نہیں مانتے چہ جائے کہ اس کے تحت مذاکرات کیے جائیں۔ کیونکہ اگر آئین پاکستان اسلامی ہوتا تو پھر یہ جنگ و جدال کرنے کی کیا ضرورت تھی!

اب جب کہ طالبان پاکستان آئینِ پاکستان کو مکمل طور پر غیر اسلامی قرار دے کر اس کے تحت مذاکرات سے انکاری ہو چکے ہیں، بڑے معزز مفتیانِ کرام اور علمائے عظام جن کی شہرت کا ڈنکے پوری دنیا میں بج رہے ہیں، لگتا ہے خم ٹھوک کر میدان میں آ گئے ہیں اور ہر طرف سے ایک ہی فتویٰ جاری کیا جا رہا ہے کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہے۔

اس بحث کو الگ رکھتے ہوئے کہ کیا شریعت کی روشنی میں الگ سے کسی آئین کی تدوین و تنفیذ کی ضرورت ہے، ہم طویل بحث و تحقیق سے بچتے ہوئے آئینِ پاکستان میں موجود چند چیدہ چیدہ قوانین کو شریعت کے پیمانے پر پرکھ لیتے ہیں تاکہ منصفانہ طور پر اس بات کا ادراک کیا جا سکے کہ کیا واقعتاً پاکستان کا آئین اسلامی ہے؟ اور اس ضمن میں حکومت، سیکولر و دینی سیاسی جماعتوں اور چند معروف علما کا موقف درست ہے یا پھر جو موقف طالبانِ پاکستان کا ہے وہ اصل حقیقت اور سچّائی ہے!؟

سیاسی طور پر آئینِ پاکستان کے قوانین کا شرعی قوانین سے موازنہ:

☆ آئینِ پاکستان کے تحت صدر اپنے صوابدیدی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اگر کوئی کام کرتا ہے (چاہے وہ شریعت سے متصادم ہی کیوں نہ ہو) تو اس کو کوئی شخص بھی کسی عدالت میں چیلنج نہیں کر سکتا۔ اس کے برعکس شریعت میں کسی بھی سربراہ مملکت کو ایسے کوئی بھی صوابدیدی اختیارات حاصل نہیں ہوتے جو کہ شریعت سے متصادم ہوں۔

☆ آئینِ پاکستان کے تحت صدر کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی سزا یافتہ مجرم مثلاً قاتل کو مقتول کے ورثا کی مرضی کے برخلاف معاف کر دے۔ آئینِ پاکستان کے علی الرغم شریعت میں کسی بھی سزا یافتہ مجرم مثلاً قاتل کو مقتول کے ورثا کے علاوہ کوئی اور کسی بھی صورت معاف نہیں کر سکتا۔

☆ آئینِ پاکستان کے تحت اس بات کی کوئی قید نہیں کہ سربراہ مملکت عورت ہو یا مرد۔ عورت کو بھی سربراہ مملکت بنایا جا سکتا ہے۔ جب کہ شریعت میں اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ عورت کو بطور سربراہ مملکت (صدر یا وزیر اعظم) کے عہدے پر فائز کر دیا جائے۔

☆ آئینِ پاکستان کے تحت اعلیٰ عدالتوں کے جج کے لیے مسلمان اور عادل ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے۔ کافر اور فاجر شخص بھی اعلیٰ عدالتوں کا جج بن سکتا ہے (جیسے جسٹس بھگوان داس کا سپریم کورٹ کا چیف جسٹس بنا)۔ جب کہ شریعت میں قاضی کے لیے مسلمان اور عادل ہونے کی شرط لازمی ہے۔

معاشی طور پر آئینِ پاکستان کے قوانین کا شرعی قوانین سے موازنہ:

☆ شریعت میں سود کی حرمت و شناعت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلانِ جنگ قرار دیا گیا ہے...... جب کہ آئین پاکستان کی رو سے یہ جائز ہے۔ بس آئین میں ایک نمائشی وعدہ کیا گیا ہے کہ سود کو جلد ختم کیا جائے گا۔ اسی طرح سودی نظام کو جاری و ساری رکھنے کے لیے عدالتی طور پر اس کو تحفظ فراہم کیا گیا۔ اسٹیٹ بنک باقاعدہ بنکوں کے لیے شرح سود کا اعلان کرتا ہے۔

☆ شریعت میں شراب کی حرمت بھی سب پر واضح ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اس کی تیاری اور اس کی خرید و فروخت پر بھی سزائیں موجود ہیں۔ لیکن آئینِ پاکستان کے تحت شراب کے خرید و فروخت کے باقاعدہ پرمٹ جاری کیے جاتے ہیں۔ جہاں سے مسلمان اور کافر دونوں بلا روک ٹوک شراب خریدتے ہیں اور اب تو باقاعدہ شراب قانونی طور پر ایکسپورٹ کی جا رہی ہے۔

معاشرتی طور پر آئینِ پاکستان کے قوانین کا شرعی قوانین سے موازنہ

☆ شریعت میں دوسری شادی کرنے کے لیے ایسی کوئی شرط سرے سے موجود ہی نہیں کہ دوسری شادی کے لیے پہلی بیوی سے اجازت لے۔ دوسری جانب آئینِ پاکستان کے تحت کوئی شخص دوسری شادی اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک اس کی پہلی بیوی باقاعدہ اس کی اجازت نہیں دے دے، ورنہ بصورت دیگر وہ مجرم ٹھہرے گا۔

23 جنوری: صوبہ لغمان .... ضلع کرغئی .... ریموٹ کنٹرول بم حملہ .... ایک نیٹو ٹینک تباہ .... 4 نیٹو فوجی ہلاک .... متعدد زخمی

☆شریعت میں پوتا اپنے دادا کی وراثت کا حقدار نہیں ٹھہرتا اگر اس کا والد پہلے سے فوت شدہ ہو۔اورآئینِ پاکستان کے تحت پوتا اپنے دادا کی وراثت کا حقدار ٹھہرتا ہے جب کہ اس کا والد فوت ہو چکا ہو۔

☆شریعت میں وصیّت و وراثت کا ایک طے شدہ پیمانہ مقرر ہے اس سے ماورا کوئی بھی وصیّت یا وراثت کی تقسیم کالعدم قرار پاتی ہے۔جب کہ آئینِ پاکستان کے تحت اگر کسی شخص نے انتقال سے پہلے وصیّت کے طور پر اپنا سارا مال کسی ایک وارث یا کسی غیر وارث کے حوالے کر جائے تو بہرصورت اس کو قبول کیا جاتا ہے۔

☆شریعت میں چور کی سزا اس کی جملہ شرائط کے ساتھ ہاتھ کاٹنے کی ہے۔مگر آئینِ پاکستان میں چور کی زیادہ سے زیادہ سزا ۳ سے ۷ سال ہے۔

☆شریعت میں غیر شادی شدہ زانی کی سزا ۱۰۰ کوڑے ہیں اور شادی شدہ کے لیے رجم کی سزا ہے۔لیکن جب کہ آئینِ پاکستان میں دونوں صورتوں میں سزا ۵ سال اور دس ہزار روپے جرمانہ ہے۔

☆شریعت میں زنا بالجبر کی سزا غیر شادی شدہ کے لیے ۱۰۰ کوڑے اور شادی شدہ کے لیے رجم کی سزا ہے۔مگر آئینِ پاکستان میں زنا بالجبر کی سزا کوڑے اور رجم کے بجائے سزائے موت یا ۲۵ سال قید ہے۔

☆شریعت میں بلوغت کا شمار اس کے آثار ظاہر ہونے پر کیا جاتا ہے یا پھر لڑکی کے لیے زیادہ سے زیادہ ۱۱ سال اور لڑکے کے لیے ۱۴ سال ہے۔لیکن آئینِ پاکستان میں بلوغت کا شمار بہرصورت ۱۸ سال کی عمر سے کیا جاتا ہے۔

یہ تھے آئینِ پاکستان کے چند قانونی نکات، ورنہ باقی تو پورا آئین اسلامی قوانین کی مخالفت سے بھرا ہوا ہے، یا تو آئینِ پاکستان کے قوانین شرعی قوانین سے بالکل متصادم ہیں یا پھر شرعی قوانین کو توڑ مروڑ کر اور ترمیم وتخفیف کر کے شامل کیا گیا ہے۔

صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث میں یہ واقعہ موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہود کے علما نے زنا کی سزا ترمیم وتخفیف کی اور اس کا نفاذ کیا۔ ایک دفعہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ منظر آیا کہ شادی شدہ زانی کو بطور سزا رجم کی بجائے منہ کالا کرنے اور گدھے پر بیٹھ کر اس کو گھمارہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تورات میں اس کی یہ ہی سزا منقول ہے۔پہل پہل تو یہود کے علما نے تورات کے اصل حکم کو چھپایا لیکن عبداللہ بن سلام جو کہ یہود کے علما میں سے تھے اور ایمان لا چکے تھے تو انہوں نے تورات کی اصل سزا کی طرف اشارہ کیا تو وہ علمائے یہود نے بھی اعتراف کیا کہ تورات میں شادی شدہ زانی کی سزا رجم ہے۔چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کی سزا کا اجرا کرتے ہوئے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّی اَوَّلُ مَنْ اَحْیَا اَمْرَکَ إِذْ اَمَاتُوهُ فَاَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ

''اے اللہ! میں سب سے پہلے تیرے اس حکم کو زندہ کرتا ہوں جب کہ ان (اہل کتاب) نے اس کو مردہ کر دیا تھا''۔

چنانچہ اس واقعہ کے پس منظر میں قرآن کی وہ آیتیں نازل ہوئی جس میں یہ حکم ربانی بھی ہے کہ:

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ (المائدة: ۴۴)

''جو اللہ کے نازل کردہ کلام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی لوگ تو کافر ہیں''۔

بس جس آئین کے قوانین شریعت کے اہم اہم احکامات سے متصادم ہوں یا پھر اس میں قانونی طور پر شرعی قوانین کی ترمیم وتخفیف کر دی گئی ہو تو کیا ایسا آئین کسی صورت اسلامی قرار پا سکتا ہے۔شریعت میں تو وہ قاضی جو شرعی قوانین میں ترمیم وتخفیف کا مرتکب ہوا ہو اس کو دخول فی النار قرار دیا گیا ہے:

یؤتی بوال نقص من الحد سوطاً، فیقال له لم فعلت ذاک؟ فیقول رحمة لعبادک، فیقال له انت ارحم بهم منی!فیؤمر به إلی النار، ویؤتی بمن زاد سوطاً فیقال له لم فعلت ذلک؟ فیقول لینتهوا عن معاصیک، فیقول انت احکم به منی! فیؤمر به إلی النار(تفسیر الرازی ج ۱۱ ص ۲۳۹۔ الکشاف ج ۴ ص ۳۷۵)

''قیامت کے روز ایک حاکم لایا جائے گا جس نے حد میں سے ایک کوڑا کم کر دیا تھا۔پوچھا جائے گا یہ حرکت تو نے کیوں کی تھی؟ وہ عرض کرے گا آپ کے بندوں پر رحم کھا کر۔ارشاد ہوگا کہ کہ اچھا! تو ان کے حق میں مجھ سے زیادہ رحیم تھا! پھر حکم ہوگا کہ لے جاؤ اسے دوزخ میں۔ایک اور حاکم لایا جائے گا جس نے حد پر ایک کوڑے کا اضافہ کر دیا تھا۔پوچھا جائے گا کہ تو نے یہ کس لیے کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا تا کہ لوگ آپ کی نافرمانیوں سے باز رہیں۔ارشاد ہوگا کہ تو ان کے معاملے میں مجھ سے زیادہ حکیم تھا! پھر حکم ہوگا لے جاؤ اسے دوزخ میں''۔

لہٰذا جس طرح اگر کسی بوتل میں شراب ڈال کر اس کے اوپر پانی یا آب زمزم لکھنے سے وہ شراب اسلامی قرار نہیں پا سکتی، بالکل اسی طرح جس آئین کے ماتھے پر صرف ''اسلامی'' لکھ دیا گیا ہو اور اس کے اندر اکثر قوانین صریحاً خلافِ اسلام ہو تو وہ کس طور پر اسلامی قرار پا سکتا ہے؟

☆☆☆☆☆

23 جنوری: صوبہ ہلمند .... ضلع کجا کی .... مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ .... دو ایساف ٹینک تباہ .... 8 فوجی ہلاک

ادائیگیٔ فریضہ جہاد پر اعتراضات اور اُن کا علمی محاکمہ

مولانا محمد عیسیٰ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

اعتراض: ملاعمر اور طالبان جنگ کے موقع ومحل کو نہیں سمجھتے۔ یہاں شہروں سے جانے والا کوئی فرد جو کہ حالات سے پوری طرح باخبر اور ٹیکنالوجی پر پوری مہارت رکھتا ہو، جب اُن سے کہے کہ ایسی حکمت عملی سے جنگ نہیں جیتی جاسکتی لہٰذا میں آپ کو جنگ کے کچھ گُر بتادیتا ہوں تو اُن کا جواب ہوتا ہے کہ ہمیں کوئی ضرورت نہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے!

الجواب: دشمن سے برسر پیکار لوگ دوسروں کی نسبت موقع ومحل کی نزاکت کو خوب جانتے ہیں۔ جو صاحبِ ایمان کسی حادثہ میں مبتلا ہو اور ہمت نہ ہارے تو اللہ تعالیٰ اس کو بڑی آسانی سے اس مسئلہ میں رہنمائی فرمادیتے ہیں۔

قال الامامان عبداللہ بن مبارک واحمد بن حنبل وغیرھما: اذااختلف الناس فی شئی فانظروا ماذا علیہ اھل الثغر فان الحق معھم لان اللہ یقول: والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (مجموعہ فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ: جز ۸، ص ۴۴۲)

''امام عبداللہ بن مبارکؒ اور امام احمد بن حنبل وغیرہما فرماتے ہیں کہ جب لوگ کسی مقام میں جاری جہاد کی نوعیت اور کیفیت میں اختلافی بحث کریں تو اس سلسلہ میں یہ دیکھنا چاہیے کہ سرحد کے لوگ جو اس جہاد سے وابستہ ہیں، ان کا نظریہ کیا ہے۔ حق ان کے ساتھ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو لوگ میری راہ میں جہاد کرتے ہیں تو ہم ان کو اپنے راستوں کی رہنمائی کرتے ہیں''۔

گھر بیٹھے کسی کو بے وقوف کہنا آسان ہے اور محاذِ جنگ میں حصّہ لینا اور کفر کا جان ومال سے مقابلہ کرنا بہت مشکل اور حوصلہ کی بات ہے۔ کیونکہ بھاگنے والے کو بجائے سینے کے پیچھے سے گولیاں کھانا پڑتی ہیں۔

خلق اللہ للحروب رجالا ورجالا للقصعة وثرید

آسودہ دلا حال زار چہ دانی خونخواریٔ عشاق جگر خوار چہ دانی

ہرگز نخلیدہ بکف پائی تو خاری آزردگیٔ سینہ فگار چہ دانی

آج امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی عزیمت اور طریقہ ہائے کار جہاد کو دنیائے اسلام سلام کرتی ہے اور اس مردآہن کے لیے یہ کتنی بڑی عزیمت ہے کہ اس نے دنیائے کفر کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ یورپ کی پوری ایٹمی قوت اس مردمومن کے مقابلہ میں تھرا گئی ہے جس نے خداداد صلاحیت اور اپنی ایمانی فراست سے ان کی قوت کو ناکارہ بنادیا ہے اور ان کی مصالحت کی تمام کوششوں کو ٹھکرادیا۔ حتیٰ کہ دشمن واپسی کا پرامن راستہ حاصل کرنے کے لیے فکر مند ہے۔ امیر المومنین نصرہ اللہ کی شخصیت اور ان کی نبرد آزمائی، استقلال اور حوصلہ، خدائے ذوالجلال کی ذات پر توکل اور اعتماد کا اگر آپ جائزہ نہیں سکتے تو ان کے دشمنوں سے پوچھئے کہ وہ اپنے حریف کو کیا مقام دیتے ہیں۔ کتنے یورپی ممالک کو اس جنگ میں ہزیمت اٹھانا پڑی اور ان کے ملک اس جنگ میں کس طرح دیوالیہ ہوچکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ امیر المومنین کا حامی وناصر ہو!

اُنہیں غرور ہے تو مجھ کو بھی ناز ہے اکبر
سوا خدا سب اُن کا ہے اور خدا میرا!

کوئی مجاہد بھی جہاد فی سبیل اللہ کے اسباب ووسائل سے انکار نہیں کرتا:

وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدْوَّ اللّهِ وَعَدُوَّكُمْ(الانفال: ۶۰)

''تیار کرو ان کے لیے ہر قسم کی قوت جس کی تم استطاعت رکھتے ہو اور گھوڑوں کے باندھنے سے جس سے تم اپنے دشمنوں کو اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کو ڈراتے ہو''۔

اعتراض: سو برس سے غلبہ ہوا یورپین اقوام کا تو اس وقت سے لے کر اب تک مسلسل اس جہاد کے نام پر تحریکیں اٹھیں۔ کبھی داخلی مسلمان کے لیے اٹھیں، اس کا نام بھی جہاد کر دیا۔ جہادی تنظیموں نے جہاد کے نام پر کتنا لمبا چوڑا انظام چلایا لیکن آہستہ آہستہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ سب کا نشان مٹ گیا ہے۔ ان کو ہم نے تو نہیں مٹایا، ان کی اپنی غلط منصوبہ بندی نے ان کو مٹایا ہے۔ فما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔ ان کی اپنی غلطیوں نے انہیں یہاں تک پہنچایا ہے۔

الجواب: یورپین اقوام کے خلاف سیاسی جدوجہد اور میدان کارزار میں عملی معرکے، جن کی قیادت اہل حق اور علما کے پاس رہی، واقعی ان کی یہ مساعی جمیلہ جہاد کے زمرے میں آتی ہے۔ اسے ناکامی سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ خواہ اس کے نتائج کچھ بھی ہوں۔ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ کسی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ناکامی ہوئی۔ شکست وریخت اور شہادت علیحدہ بات ہے لیکن مقصد میں ناکامی اور ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جنگ کے بعد ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی غلطی کی معذرت ان الفاظ میں پیش کیا:

نحن الفرارون قال بل انتم العکارون وانا فئتکم (مشکوۃ:

جز ۲، ص ۳۴۴)

''ہم بھگوڑے ہیں۔فرمایا:نہیں بلکہ تم پلٹ کر دشمن پر دوبارہ حملہ کرنے والے ہو اور میں تمہارا لشکر ہوں''۔

مسلمان کفار کے خلاف محاذ جنگ میں کبھی ناکامی تسلیم نہیں کرتا۔ایک محاذ سے دوسرے محاذ کی طلب میں رہتا ہے۔

؎ یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے

شرط یہ ہے کہ وہ جذبۂ جہاد سے سرشار ہو اور اعلائے کلمۃ اللہ کے تمغے میں سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے اپنی جان اور مال کا سودا کر چکا ہو۔

إِنَّ اللّـهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ (التوبة: ۱۱۱)

''اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے خرید کرلیا ہے ان کی جانوں اور مالوں کو اس کے عوض میں کہ ان کے لیے جنت ہے۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کرتے ہیں، پس قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں''۔

قتال کی نوبت تو کبھی کبھار آتی ہے لیکن مسلمان ہمہ وقت جہاد میں رہتا ہے۔

عن سھل ابن حنيف قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سأل اللـه الشهادة بصدق بلغه الله منازل الشهداء وان مات على فراشه(مسلم)

''جو شخص اللہ تعالیٰ سے صدق دل کے ساتھ شہادت طلب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے شہدا کے مراتب پر فائز کرتا ہے، اگرچہ اس کی موت بستر پر واقع ہو''۔

معترضین نے اپنی خام خیالی سے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یورپین اقوام تو کامیاب رہیں اور ان کے خلاف سیاسی جماعتیں اور جہادی تنظیمیں شکست خوردہ اور ناکام ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اہل فارس کے نام خط:

امابعد!فاناندعوكم الى الاسلام فان ابيتم فاعطوا الجزية عن يدوانتم صاغرون فان ابيتم فان معى قومايحبون القتل فى سبيل الله كمايحب فارس الخمر والسلام على من اتبع الهدىٰ (مشكوة:جز ۲، ص ۳۴۲،باب الكتاب الى الكفار و دعائهم الى الاسلام)

''ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔اگر تم (اسلام سے) انکار کرو تو تم ذلت سے ہمیں جزیہ ادا کرو اور اگر تم (جزیہ سے بھی) انکار کرو گے تو میرے پاس ایسی قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت سے ایسی محبت رکھتی ہے جیسے اہل فارس شراب سے محبت رکھتے ہیں۔اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کا اتباع کیا''۔

اللہ تعالیٰ نے جہاد کے سلسلے میں مومنین کی عزیمت اور ہمت کو ان الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے:

قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلاَّ مَا كَتَبَ اللّهُ لَنَا هُوَ مَوْلاَنَا وَعَلَى اللّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُون Oقُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلاَّ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَن يُصِيبَكُمُ اللّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِندِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُواْ إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ(التوبة: ۵۱، ۵۲)

''کہہ دو ہمیں ہرگز کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی مگر جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھی ہے۔وہ ہمارا آقا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرتے ہیں ایمان والے۔کہہ دو تم تو صرف ہمارے بارے میں دو بھلائیوں میں سے کسی ایک کا انتظار کرتے ہو(فتح یا شہادت) اور ہم تمہارے بارے میں اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں مصیبت سے دوچار کرے گا، اپنی طرف سے عذاب کے ساتھ یا ہمارے ہاتھوں سے۔پس تم انتظار کرو، ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں''۔

معلوم نہیں معترضین کو جہاد سے کیا بیر ہے!وہ اپنے دل میں جذبہ جہاد تو کیا، مجاہدین مخلصین سے کدر رکھتے ہیں۔جہادی مجموعات بحمدللہ آج بھی کام کر رہے ہیں، ختم نہیں ہوئے۔ان کو آیت **فما كان الله ليظلمهم** کا مصداق قرار دینا تحریف کی مد میں آتا ہے اور اُنہوں نے اپنا کام کر دکھایا ہے۔روس جیسی سپر پاور کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور افغانستان سے مار بھگایا اور اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آیا۔آج بھی وہ دشمن سے برسر پیکار ہیں، امریکہ اور اس کے حواریوں کا میدان میں مقابلہ کر رہے ہیں۔آپ کو اگر کچھ نظر نہ آئے تو کیا کیا جائے؟

؎ آنکھیں اگر ہوں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

آپ تو عالمی حقائق سے آنکھ بند کر کے فیصلہ کرنے کے عادی ہیں۔مجاہدین مخلصین کو کفار کی صف میں کھڑا کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو معتوب اور قابل گردن زدنی قرار دیتے ہیں، بلکہ ظالم ٹھہراتے ہیں اور آیت **ما كان الله ليظلمهم** کا مصداق سمجھتے ہیں۔ہر دور میں اللہ کے برگزیدہ بندوں کو اپنی قوم کی طرف سے اس طرح کے خطابات دیے گئے۔روز جزا بتلائے گا کہ قتال فی سبیل اللہ والے ظالم ہیں یا گھر بیٹھے معترضین ظالموں کی مد میں آتے ہیں

؎ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

☆☆☆☆☆

24 جنوری:صوبہ لوگر ....ضلع محمد آغا...................بارودی سرنگ دھماکہ..................ایک نیٹو ٹینک تباہ..................6 نیٹو اہلکار ہلاک

۲۰۱۳ء کا سال صوبہ پکتیکا سے امریکیوں کے فرار کا سال تھا

پکتیکا کے جہادی امور کے معاون عبداللہ حماد سے گفتگو

صوبہ پکتیکا افغانستان کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔جس کے مشرق اور جنوب میں پاکستانی سرحد،شمال میں غزنی اور پکتیا،مغرب میں زابل اور غزنی کے صوبے واقع ہیں۔صوبہ پکتیکا کا رقبہ ۱۹۴۸۲ مربع کلومیٹر اور آبادی ساڑھے تین لاکھ کے قریب ہے۔صوبہ پکتیکا جو صوبہ خوست کی طرح ماضی میں پکتیا کا حصّہ رہا،کمیونسٹوں کے دور حکومت میں الگ صوبے کے طور پر اس کا اعلان کیا گیا۔یہ صوبہ بائیس اضلاع پر مشتمل ہے جن میں مٹا خان،سروضہ،یوسف خیل،یحییٰ خیل،اورگون،نکہ،زیڑوک،برمل،اومنہ،زرغون شہر،چار باران،جانی خیل،گومل،سروبی،ڈیلہ،خوشامند،وازہ خوا،تروو،وڑمی اور گیان خیل کے علاقے شامل ہیں۔صوبہ پکتیکا افغانستان کے ان صوبوں میں سے ہے جہاں صلیبی جارحیت کے خلاف جہاد پوری قوت سے جاری ہے۔اس صوبے میں جہادی صورت حال کیا ہے؟ اس حوالے سے اس صوبے کے جہادی امور کے معاون عبداللہ حماد سے ہونے والی گفتگو نذر قارئین ہے۔

سوال: سب سے پہلے قارئین کو اپنا تعارف کرائیں۔

جواب: **الحمدلله و كفى و السلام على عباده الذين اصطفى اما بعد:**

میرا نام عبداللہ اور جب کہ رمزی نام حماد ہے۔صوبہ غزنی کے ضلع مقر کا رہنے والا ہوں۔طویل عرصے تک وہیں پر جہادی امور کی انجام دہی میری ذمہ داری تھی۔گذشتہ چند مہینوں سے پکتیکا کے جہادی امور کے معاون کی حیثیت سے میری تشکیل ہوئی اب بھی وہی ذمہ داریاں نبھا رہا ہوں۔

سوال: اس سال پکتیکا میں جہادی حالات کے حوالے سے ایسی کوئی قابل ذکر کامیابی کیا تھی جو آپ ہمیں بتاسکیں؟

جواب: صوبہ پکتیکا میں اس سال میدان جہاد میں آنے والی ایک بڑی تبدیلی یہ تھی کہ وہ ہزاروں امریکی فوجی جو ایک ۲۰۰۱ء میں یہاں آئے تھے اور اس صوبے کے مختلف علاقوں میں پختہ کیمپ اور بنکر بنا کر بیٹھے ہوئے تھے۔گذشتہ دس سالوں سے مسلسل مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بنتے رہے۔بالآخر اس سال اس بات پر مجبُور ہوگئے کہ اپنے کیمپ چھوڑ کر فرار ہو جائیں۔اس لیے اس سال انہوں نے اپنے کیمپ خالی کر دیے۔

۲۰۱۳ء میں بڑی حد تک پکتیکا سے صلیبی اتحادی فرار ہوگئے۔اور وہ اڈے جو انہوں نے بڑی مشکلات اور بھاری بھر کم اخراجات سے بنائے تھے وہ چھوڑ کے چلے گئے۔ابھی اس وقت جو میں آپ سے بات کر رہا ہوں صرف 'اورگون' اور ضلع خیرکوٹ کے علاقے سہ گانی میں امریکی فوجی موجود ہیں۔انتہائی محدود تعداد میں کچھ فوجی 'شرنہ' میں بھی ہیں باقی الحمدللہ پکتیکا سے امریکی فوجی اور دیگر جارحیت پسند مکمل طور پر فرار ہو چکے ہیں۔

سوال: آپ کے خیال میں امریکیوں کے فرار کی وجہ کیا ہوسکتی ہے۔وہ کون سے عوامل ہیں جن کی بنا پر امریکیوں کو فرار پر مجبُور کر دیا ہے؟

جواب: امریکی جو بہت غرور سے پکتیکا اور افغانستان کے دیگر علاقوں میں آئے تھے صرف اللہ تعالی کی نصرت کی بدولت مجاہدین نے انہیں شکست دی اور وہ فرار ہوگئے۔شروع میں وہ جس قوت سے آئے تھے،کوئی یہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ انہیں ایسی شکست کا بھی سامنا ہوگا۔مگر الحمدللہ مجاہدین نے اللہ کی ذات پر پورا یقین رکھتے ہوئے ہمت نہیں ہاری......شہادتیں،تکالیف اور طرح طرح کی مشکلات برداشت کیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے دشمن فرار پر مجبُور ہوگیا۔پکتیکا میں لواڑہ،برمل،زیڑوک اور کچھ دیگر علاقوں میں امریکیوں نے انتہائی مضبوط اڈے قائم کیے ہوئے تھے۔وہی لواڑہ،برمل اور مرغی کے کیمپ جو کبھی ناقابل تسخیر سمجھے جاتے تھے،اللہ تعالی کی نصرت کی بدولت دشمن وہاں سے فرار ہوگیا اور وہ مکمل تباہ ہوگئے۔

سوال: پکتیکا میں کتنے اضلاع مکمل طور پر فتح ہو چکے ہیں؟

جواب: پکتیکا میں اب تک تین اضلاع نکہ،چار باران اور ڈیلہ مکمل طور پر فتح ہو چکے ہیں اور مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔پہلے ان علاقوں میں دشمن موجود تھا مگر اب یہ مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔

سوال: لوگوں کا کہنا ہے کہ امریکی تو مختلف علاقوں سے نکل گئے ہیں مگر ان کی جگہ افغان نیشنل آرمی،اربکی اور دیگر لوگوں کو چھوڑ گئے ہیں۔کیا آپ کو پورا یقین ہے کہ امریکی غلاموں کی بساط بھی لپیٹ دی جائے گی؟

جواب: ہمیں پورا یقین ہے کہ جس طرح اللہ تعالی کی نصرت سے امریکہ شکست کھا کر فرار ہوگیا اسی طرح اس کے تنخواہ خوار ملازم بھی شکست کھائیں گے۔ہماری اصل مشکل صلیبی امریکی تھے جو ہر طرح سے داخلی فوج سے زیادہ تربیت یافتہ،منظّم اور طاقتور تھے جب وہ بھاگ گئے ہیں تو یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔مجاہدین نے اب بھی داخلی اور ملکی فوج کے خلاف جہاں جہادی آپریشنوں کا سلسلہ شروع کیا ہے وہاں ان کو دعوت دے کر جنگ سے روکنے کا سلسلہ بھی شروع کر رکھا ہے جس کا الحمدللہ بہت اچھا نتیجہ آ رہا ہے۔

24 جنوری: صوبہ لوگر .... ضلع خوشی .... مجاہدین اور نیٹو فوج کے درمیان شدید لڑائی .... 6 نیٹو اہل کار ہلاک .... 3 فوجی گاڑیاں بھی تباہ

سوال: آپ نے دعوت وارشاد کے حوالے سے بات کی۔ اب تک دشمن کے افراد نے آپ کی دعوت قبول کی ہے؟ یا کوئی علاقہ ایسا بھی ہے جو بغیر کسی جنگ کے دشمن نے خالی کرایا ہو؟

جواب: جی ہاں پکتیکا میں دعوت کا پروگرام بہت اچھا جا رہا ہے۔ اجمالی اعداد وشمار کے مطابق صرف 'کٹواز' کے اطراف میں مختلف اضلاع میں ۲۰۰ سے زیادہ افراد جن میں اکثر اربکی تھے مخالفت سے دست بردار ہو کر مجاہدین سے مل گئے۔ ضلع 'سرہ روضہ' کے مارزکو کا علاقہ جو انتہائی وسیع علاقہ ہے عام لوگوں کے تعاون سے مکمل طور پر خالی ہو گیا۔ اسی طرح برمل کے علاقے شکین میں ۲۷ اربکیوں اور حکومتی فوجیوں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ اور اپنے تمام جنگی وسائل مجاہدین کے حوالے کر دیے۔

سوال: پکتیکا میں عام لوگوں کا میلان کس جانب ہے؟ کیا یہاں مجاہدین کو عوامی حمایت حاصل ہے؟

جواب: پکتیکا کے چند محدود علاقوں کے علاوہ، جہاں دشمن نے عوام پر سخت مظالم ڈھائے ہیں، پکتیکا کے عام لوگ مجاہدین سے مکمل تعاون کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صوبے کا اکثر حصّہ مجاہدین کے زیر کنٹرول ہے۔ پہلے کچھ علاقوں میں لوگوں کو حکومت سے ہمدردی تھی۔ اب جب حکومت نے وہاں اربکیوں کو مسلط کر دیا تو وہاں کے لوگوں کو دشمن سے سخت نفرت پیدا ہو گئی۔ اگرچہ وہ بظاہر واضح طور پر کچھ نہیں کہتے مگر دلوں میں انہیں دشمن سے سخت نفرت ہے۔

جن علاقوں میں عوام کا بس چلتا ہے وہاں دشمن کے لوگوں کو رہنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ پکتیکا کے صدر مقام شرنہ میں امریکیوں نے چند گاؤں میں اربکیوں کی چیک پوسٹیں بنائیں مگر کچھ عرصہ بعد اربکیوں کے مظالم اور نامناسب حرکتوں سے تنگ آ کر لوگ ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور بیک آواز حکومت کو جواب دیا۔ بالآخر اربکیوں کو وہاں سے بھگا دیا گیا۔ پکتیکا خصوصاً یحییٰ خیل، وازیخوا، جانی خیل، سروبی اور کچھ دیگر علاقوں میں حکومتی فوجیوں اور اربکیوں نے عام لوگوں پر انتہائی شدید مظالم ڈھائے۔ دشمن کے اسی ظالمانہ کردار کی وجہ سے ہی لوگوں میں ان کے خلاف نفرت پھیل گئی ہے۔

سوال: اس سال پکتیکا میں ہونے والی چند اہم اور کامیاب جہادی کارروائیوں کا ذکر اگر ہو جائے، یہ بھی بتائیں کن علاقوں میں کتنی کارروائیاں ہوئی ہیں؟

جواب: پکتیکا میں اس سال کچھ بڑے اور اہم حملے ہوئے۔ پکتیکا کے صدر مقام شرنہ میں دشمن کے اہم مراکز پر فدائی مجاہدین کے گروپ حملے ہوئے جن میں دشمن کو انتہائی بھاری نقصانات پہنچائے گئے۔ سرہ روضہ میں دشمن کے مرکز پر بارود بھری گاڑی کے ذریعے بہت بڑا فدائی حملہ ہوا جس نے وہاں دشمن کا مکمل خاتمہ کر دیا۔

پکتیکا میں دشمن کے چند اہم افراد جیسے جانی خیل میں 'سادول' نامی ایک بڑا کمانڈر اور اس کے بعد دو اور اربکی اور پولیس کمانڈر ختم کیے گئے۔ ضلع ارگون میں بھی دشمن کے بڑے کمانڈر کا خاتمہ کیا گیا۔

صوبہ پکتیکا بہت صوبہ وسیع ہے جس میں ۲۲ اضلاع ہیں۔ ان تمام اضلاع میں جہادی امور جاری ہیں۔ تمام اضلاع کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو شاید زیادہ وقت لگ جائے اور تحقیقی اعداد وشمار تو شاید ناممکن ہوں مگر مجموعی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ پکتیکا میں جہادی کارروائیاں ہماری امیدوں کی مطابق ٹھیک چل رہی ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے آنے والے اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ سرروضہ میں ۱۰۷ کارروائیاں ہوئی ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس صوبے میں کارروائیوں کی سطح کتنی ہے۔

سوال: ابھی ملک میں کرزئی انتظامیہ کی جانب سے امریکیوں سے سیکورٹی معاہدے کے حوالے سے گفتگو جاری ہے آپ بطور ایک مجاہد کے اس حوالے سے کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جواب: جس طرح امارت اسلامیہ کا موقف ہے میں بھی یہی کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری جنگ اس لیے نہیں ہے کہ ہم اس کے ذریعے اقتدار حاصل کریں، یا آخر میں جا کر امریکہ سے مک مکا کر لیں۔ ہمارا واحد ہدف اعلائے کلمۃ اللہ، اسلامی نظام کا قیام اور محارب جارحیت پسندوں کو دارالاسلام سے نکالنا ہے۔ جب تک ہمارا یہ ہدف حاصل نہیں ہو جاتا یہ جنگ جاری رہے گی۔ اس راہ میں ہر طرح کی پریشانیوں اور آزمائشوں کا سامنا کرنے کو تیار ہوں گے۔

صلیبی امریکیوں سے ان کے کٹھ پتلیوں کے معاہدے درحقیقت داخلی وخارجی جارحیت پسندوں کی مشترکہ سازش ہے جس سے وہ افغانوں اور عالمی دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں۔ اس معاہدے کی نہ کوئی شرعی حیثیت ہے اور نہ منطقی جواز۔ اس طرح کے معاہدے کرزئی سے قبل دوسرے کٹھ پتلیوں نے بھی اپنے آقاؤں سے کیے ہیں مگر اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ مجھے یقین ہے کہ افغان مسلمان اس ڈرامے کو زیادہ توجہ نہیں دیں گے اور اپنا مقدس جہاد جاری رکھیں گے۔

محترم حماد صاحب شکریہ، آپ نے ہمارے سوالات کا جواب دیا۔

آپ کا بھی بہت شکریہ

☆☆☆☆☆

25 جنوری: صوبہ لوگر .... ضلع برک برقی .... ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ .... ایک نیٹو ٹینک تباہ .... 3 فوجی ہلاک .... 2 زخمی

افغانستان پر صلیبی حملے سے حاصل ہونے والے اسباق

القائد شیخ سیف العدل حفظہ اللہ

امریکی کمانڈوز کی افغانستان میں کارروائیاں:

یہ کارروائیاں عملی میدان کے واقعات ہیں جو میدان جنگ میں پیش آئے، ان کے نتائج ہماری طرح امریکیوں کے پاس بھی محفوظ ہیں۔ہم امریکی عسکری قیادت اور امریکی وزیر دفاع رمز فیلڈ کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ان واقعات کی حقیقت امریکی قوم کے سامنے بیان کرے تا کہ امریکی قوم جان سکے کہ ان ''بہادروں'' نے معرکوں کے دوران میں کیسی ''پامردی'' کا مظاہرہ کیا تھا۔

اس سے پہلے کہ ان ابطال اسلام کے واقعات کا تذکرہ شروع کروں، میں چاہتا ہوں کہ جنگ کے دوران افغانستان میں موجود عرب مجاہدین کا سرسری سا تذکرہ کر دوں تا کہ ہماری مسلم امت بالخصوص اور امریکی عوام اور دنیا بالعموم پینٹا گون اور امریکی میڈیا کے پھیلائے ہوئے فاسد پروپیگنڈا اور جھوٹ کی حقیقت سے واقف ہو جائے۔قلعہ جنگی میں عرب مجاہدین کی تعداد ۱۵۴ تھی جو کہ تمام شہید ہو گئے۔کابل کے شمال میں تقریباً ۵۵۰ عرب مجاہد تھے۔قندھار میں ۸۰۰ عرب مجاہدین تھے (کابل سے مجاہدین پہنچنے کے بعد) خوست میں ۵۰۰ عرب مجاہدین تھے۔تورا بورا میں ۳۵۰ مجاہدین تھے۔

پورے افغانستان میں عرب گھرانوں کی تعداد ۲۵۰ سے زیادہ نہیں تھی۔یعنی اجمالاً عرب مجاہدین کی افغانستان میں تعداد تقریباً ۱۹۰۰ تھی۔ہمارے اندازے کے مطابق ان میں سے تقریباً ۳۵۰ ابطال شہادت کے بلند درجے کو پا گئے۔۱۸۰ کے قریب بھائی افغانستان کے بارڈر سے باہر گرفتار ہوئے۔ان میں کچھ اپنے ممالک کو واپس لوٹ گئے اور کچھ افغانستان میں باقی رہے جو امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے لیے آج بھی دردِ سر بنے ہوئے ہیں۔

وہ عرب مجاہدین جنہوں نے امریکہ کے خلاف عملی طور پر جنگ میں حصّہ لیا ان میں قلعہ جنگی میں ۱۵۴، قندھار میں ۸۰۰، تورا بورا میں ۳۵۰، شاہی کوٹ میں ۴۰ تھے۔ تو یہ وہ عرب قوت ہے جس کے لیے امریکہ نے اپنی اور اپنے اتحادیوں کی قوت جمع کی۔ عربوں کی وہ تعداد کہاں ہے جس کا پینٹا گون کی قیادت پروپیگنڈہ کرتی ہے؟

امیر المؤمنین کے گھر پر حملہ:

ماہ شعبان کے تقریباً ۱۰ دن گذر چکے تھے، آدھی رات کے بعد امیر المومنین کے گھر کے قریب سے شدید جھڑپوں کی آواز نے اہل قندھار کو چوکنا کر دیا......لڑائی تقریباً ۲ گھنٹے تک جاری رہی۔اس میں پہلی مرتبہ AC-130 گن شپ طیارے نے شرکت کی۔

یہ پہلا موقع تھا کہ مجاہدین کو قندھار میں امریکیوں کے زمینی حملے کا سامنا کرنا پڑا۔طالبان کے گروپ فوراً اس جگہ کا رخ کرنے لگے۔اور مجموعۃ الشھداء نے بھی حمزۃ الزبیر رحمہ اللہ کی قیادت میں اس جگہ کا رخ کیا۔یہ سب سے پہلے پہنچنے والے گروپوں میں سے تھے......اسی طرح الزبیر الحائلی اور ان کے مجموعہ کے افراد وہاں پہنچے۔ابو التیونسی بھی سٹنگر میزائل لے کر اس جگہ کے قریب پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔

اصل واقعہ کیا تھا؟

اس سے چند دن قبل امریکی طیارے قندھار کے آسمان میں گھومتے زمین کے کافی قریب ہو کر چکر لگاتے تا کہ مجاہدین کے دستوں کو مشتعل کر سکیں، جو کہ طیاروں کے اشتعال دلانے کے باوجود اپنے اعصاب پر کنٹرول رکھے ہوئے تھے۔اور کوئی ردِعمل ظاہر نہیں کرتے تھے۔یہ ہمارے درمیان طے شدہ منصوبہ کے مطابق تھا کہ اپنے پاس موجود اسلحہ کو صرف ہیلی کاپٹر کے حملے کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔مجاہدین کے اس پر سکون ردِعمل نے امریکیوں کو دھوکے میں مبتلا کر دیا کہ وہ خطرہ مول لے کر خاموشی سے امیر المومنین کے گھر پر حملہ کر کے اس کی ویڈیو بنائیں۔انہوں نے اس جگہ کی کافی ریکی کی، جب انہیں یقین ہو گیا کہ یہ علاقہ دفاع کرنے والوں سے خالی ہے اور تھوڑی سی تعداد میں پہرے داروں کے علاوہ (جو کہ چوری سے حفاظت کے لیے مقرر تھے) اور کوئی حفاظتی حصار نہیں تو انہوں نے اس حملے کی تیاری کی جس کا انحصار سرعت، تیزی اور یک لخت حملہ کرنے کی حکمت عملی پر تھا۔

مگر جب طیارے وہاں پر پہنچے اور پہلا ہیلی کاپٹر زمین کے قریب ہوا تو اچانک اسے شلکا mm ۲۳ گن کی گولیوں کی بوچھاڑ کا سامنا کرنا پڑا پھر ہر جانب سے مشین گنیں اس پر ٹوٹ پڑیں، ہیلی کاپٹر گر گیا اور اس میں موجود تمام افراد ہلاک ہو گئے۔ طالبان کے شیر اپنی خاموشی توڑ کر اپنی کچھاروں سے باہر نکل چکے تھے۔انہوں نے دھوکے میں مبتلا اس دشمن کو بھرپور سرپرائز دیا۔پہلے ہیلی کاپٹر کو مار گرایا اور دوسرا ہیلی کاپٹر بھی متاثر ہوا۔لیکن وہاں سے نکل جانے میں کامیاب رہا۔

اس دوران میں پہرے داروں نے کوشش کی کہ تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے ملبے اور اس میں ہلاک ہونے والے افراد کی لاشیں اٹھا سکیں۔لیکن دشمن نے اپنی پوری قوت

25 جنوری: صوبہ کابل .... ضلع سروبی .... ایک نیٹو سپلائی قافلے پر حملہ مجاہدین کا حملہ .... 2 صلیبی اور متعدد افغانی فوجی ہلاک .... 2 سپلائی گاڑیاں تباہ

رائل انڈین آرمی وزیرستان کی جانب نہایت منظّم انداز سے مارچ کرتے ہوئے۔واپسی پر اس فوج کی صورتحال اس سے کافی مختلف تھی

آج رائل انڈین آرمی کا تسلسل وزیرستان میں منظّم انداز سے مارچ کرتے ہوئے۔لیکن واپسی پر اس فوج کی صورتحال بھی اپنے آباء واجداد(رائل انڈین آرمی)سے مختلف نہیں ہوگی۔ان شاءاللہ

۲۷ دسمبر کو کابل میں نیٹو کانوائے پر مجاہدین کے حملے کے بعد کا منظر

۴ جنوری کو ننگرہار میں قائم امریکی و افغان فوج کی مشترکہ بیس پر فدائی حملے میں ۲۵ امریکی فوجی ہلاک ہوئے

۲۷ دسمبر کو کابل میں ہلاک ہونے والے امریکی کیپٹن کی لاش وطن روانہ کی جا رہی ہے

۱۰ جنوری کو لشکر گاہ کے پولیس ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈکوارٹر پر فدائی حملے میں ۱۸ پولیس اہلکار ہلاک ہوئے

امریکی فوجی ٹرک مجاہدین کے حملے کے بعد آگ کی لپیٹ میں ہے

جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس امریکی ہموی ایک دیسی ساختہ ریموٹ کنٹرول بم کا نشانہ بننے کے بعد

۲۰ جنوری کو کابل میں لبنانی ریستوران پر فدائی حملے کے بعد کے چند مناظر۔ اس حملے میں متعدد غیر ملکی سفارت کار ہلاک ہوئے

۲۰ جنوری کو صوبہ قندھار کے ضلع زہاری میں امریکی فوجی مرکز پر مجاہدین کے فدائی دستے کے حملے کے بعد تباہی کے آثار واضح ہیں

۱۲ جنوری ۲۰۱۴ء۔ کابل شہر میں فدائی حملے میں تباہ ہونے والی افغان پولیس کی بس

۱۸ جنوری ۲۰۱۴ء۔ کابل میں لبنانی ریستوران پر مجاہدین کے حملے کے بعد کا منظر

۲۰ جنوری ۲۰۱۴ء۔ قندھار کے ضلع زہاری میں امریکی فوجی مرکز پر مجاہدین کے فدائی حملے میں درجنوں امریکی فوجی جہنّم واصل ہوئے

۲۵ جنوری ۲۰۱۴ء۔ کابل میں افغان فوج کی بس کی فدائی حملے کے بعد حالت زار

16 جنوری 2014ء تا 15 فروری 2014ء کے دوران میں افغانستان میں صلیبی افواج کے نقصانات

فدائی حملے:	6 عملیات میں 12 فدائین نے شہادت پیش کی	گاڑیاں تباہ:	131
مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے:	115	ریموٹ کنٹرول، بارودی سرنگ:	240
ٹینک، بکتر بند تباہ:	229	میزائل، راکٹ، مارٹر حملے:	43
کمین:	45	جاسوس طیارے تباہ:	0
آئل ٹینکر، ٹرک تباہ:	178	ہیلی کاپٹر و طیارے تباہ:	5
مرتد افغان فوجی ہلاک:	1761	صلیبی فوجی مردار:	316
سپلائی لائن پر حملے:	28		

کے ساتھ دخل اندازی کی، اس کے تمام طیارے اکھٹے ہوکر اور بڑھ چڑھ کر اس علاقے پر مسلسل بم باری کرتے رہے، چنانچہ پہرے دار بم باری سے بچنے کے لیے اس علاقے سے نکل گئے۔

جیٹ طیاروں کا ایک دستہ اس علاقے کی فضاؤں میں نچلی پروازیں کر رہا تھا۔اسی طرح AC-130 گن شپ طیارہ بھی تھا جس سے زمینی فوج کی پیش قدمی کے لیے راستے ہموار کرنے کے غرض سے بم باری ہو رہی تھی۔اس بم باری کا مقصد یہی تھا کہ مجاہدین کو اس جگہ پر مدد کے لیے آنے سے روکا جا سکے۔اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے کئی ہیلی کاپٹر بھیجے تا کہ قریبی علاقے کو کور کیا جائے اور علاقہ خالی کرایا جا سکے۔

جب دشمن کو یقین ہو گیا کہ میدان پہرے داروں سے خالی ہو چکا ہے تو فوراً امریکیوں نے ہیلی کاپٹر بھیج کر تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے ملبے اور ہلاک ہونے والے فوجیوں کی لاشوں کو اٹھانا شروع کیا۔۱۵ گھنٹے کی خوف ناک لڑائی کے بعد امریکی فورسز اس علاقے کو خالی کرانے، مردار فوجیوں کی لاشوں اور ملبہ کو اٹھانے میں کامیاب ہو سکیں۔اس کے بعد انہوں نے ایک بار پھر کارروائی کی لیکن امیر المومنین نصرہ اللہ کے گھر کے پیچھے موجود صحرا میں ان میں سے ایک اپاچی ہیلی کاپٹر دوبارہ گر پڑا۔امریکی فوج نے فوراً دوسرا ہیلی کاپٹر بھیج دیا تا کہ اس تباہ شدہ ہیلی کا ملبہ اٹھایا جا سکے۔یوں وہ اس ہیلی کے ملبہ کو لے کر غائب ہو گئے تا کہ قندھار میں کمانڈوز کی پہلی کارروائی کی ناکامی پر پردہ ڈالا جا سکے۔اگلی صبح ہم نے وہاں اس ہیلی کاپٹر کے کچھ ٹکڑے بکھرے ہوئے پائے۔

صبح کے وقت امریکی فوجیوں کی ٹارچیں (جنہیں وہ راستہ بھٹک جانے کی صورت میں استعمال کرتے ہیں) امیر المومنین نصرہ اللہ کے گھر کے پہرے داروں کے ہاتھ میں تھیں۔تباہ شدہ چنیوک ہیلی کاپٹر کے ٹکڑے، پہیے، الیکٹرک سرکٹس وغیرہ لڑائی کی جگہ پر بکھرے پڑے تھے۔ اللہ رب العزت کی اس توفیق اور نصرت کے سبب طالبان کا مورال انتہائی بڑھ چکا تھا۔اللہ رب العزت نے انہیں پہلے معرکے میں چنیوک ہیلی کاپٹر گرانے کی طاقت دی جس میں ۲۰ عدد کمانڈو یونٹ کے افراد سوار تھے۔

قندھار میں یہ خبر پھیل چکی تھی اور مسلمان انتہائی خوش تھے۔امریکیوں نے اس معاملے پر پردہ ڈالا اور اسے چھپانے کے لیے اس سے بھی ناکام کارروائی سفار ائیر پورٹ پر حملے کی ویڈیو پیش کی۔اس کارروائی کو ہم ملا نعیم (جو اس علاقے میں طالبان کے مجموعوں کے امیر تھے انھوں نے جو ہمیں معلومات فراہم کیں) ان کی روشنی میں بیان کریں گے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: اتحادِ امت......اولین ترجیح

یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تالیفِ قلب، دین کی محبت کی حرص اور منافرت کے خدشے کو ختم کرنے کے لیے کیا۔

جہاد فی سبیل اللہ کے طویل سفر میں ایک مجاہد کو کئی قسم کے اختلافی معاملات سے واسطہ پڑتا ہے۔یہ بات تجربے اور مشاہدے سے ثابت ہے کہ جب کسی کو ایسی قوم کے ساتھ مل کر دین کے دشمن کے خلاف لڑنا پڑے جو فروعی یا اجتھادی امور میں مختلف مذہب کے پیرو ہوں تو اس کے لیے اولیٰ اور بعض اوقات لازمی ہے کہ مقامی لوگوں کی تالیف قلب، ان سے ان کے فہم کے مطابق تعامل، فریضہ جہاد کی حفاظت اور دین و دنیا کے دشمن سے دفاع کی خاطر ان سنتوں اور مستحبات کو موقوف کر دے جن سے مقامی لوگ اختلاف رکھتے ہیں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فتاویٰ میں تالیفِ قلب کے لیے نماز کے کچھ مستحبات چھوڑنے کے بارے میں فرماتے ہیں: بندے کے لیے مستحب ہے کہ دلوں کی تالیف کے لیے ایسے مستحبات کو چھوڑ دے کیوں کہ دین میں تالیف کی مصلحت ان افعال سے افضل ہے۔جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تالیفِ قلوب کی خاطر کعبہ کی تعمیر میں تبدیلی نہیں کی۔اسی طرح ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سفر میں پوری نماز پڑھنے پر اختلاف کیا لیکن پھر ان کی اقتداء میں مکمل نماز پڑھی اور فرمایا کہ اس کے مخالف کرنا شرارت ہے۔اس پر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ماموم کے لیے نماز میں مستحب کی ادائیگی کے مقابلے میں امام کی متابعت زیادہ اولیٰ اور افضل ہے۔اسی طرح اگر امام دو رکعات کے درمیان جلسہ استراحت نہ کرے تو ماموم کے لیے شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں کہ: ایسے مسائل اجتھادی مسائل ہیں اور کسی مستحب فعل میں اختلاف کی بجائے امام کی اتباع کرنا زیادہ افضل اور اولیٰ ہے۔

یہ معلوم بات ہے کہ فرض کی ادائیگی کے لیے اگر سنت کو چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دینا چاہیے۔جہاد تمام مسلمانوں کے لیے فرضِ عین ہے، اگر کسی سنت کی ادائیگی اس فریضے میں تاخیر یا اسے معطل کرنے کا سبب بن رہی ہو تو اسے چھوڑ دینا چاہیے۔

ہم اس موضوع کو شیخ الفقیہ عبداللہ عزام شہیدؒ کی اس وصیّت پر سمیٹتے ہیں جو انہوں نے آج سے پچیس، تیس برس قبل کابل کے مورچوں میں اپنے شاگردوں کو کی تھی۔انہوں نے فرمایا: میں آپ کو مسلکِ حنفی کا تہہِ دل سے احترام کرنے کی نصیحت کو مزید دہرانے کی مزید ضرورت محسوس نہیں کرتا جو افغان قوم کا مسلک ہے۔ہماری اس جہاد کے آغاز سے ہی ہمیشہ آپ کو یہ وصیّت رہی ہے۔یہ ہمارے دین کا جزو ہے۔میں جانتا ہوں کہ آپ امام مالکؒ کے مسلک کے پیرو ہیں۔لیکن اس مرحلے میں جب آپ افغانوں کے درمیان رہ رہے ہیں تو لازمی ہے کہ آپ حنفی مسلک کے مطابق نماز ادا کریں۔یہ شیخ الاسلامؒ، امام احمدؒ، امام مالکؒ اور شیخ البانیؒ کا فتویٰ ہے۔اسی طرح ایک اور جگہ بھی شیخ البانیؒ نے اس کو واجب قرار دیا ہے کہ جب امام حنفی ہو تو حنفی مذہب کے خلاف نماز کو چھوڑ دینا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

26 جنوری: صوبہ لوگر .... صدر مقام پلِ عالم .... مجاہدین اور اتحادی فوجیوں کے درمیان شدید لڑائی .... 5 نیٹو فوجی ہلاک .... 2 ٹینک تباہ

مذاکرات کے راستے کی دیوار...... پاکستانی افواج!

خباب اسماعیل

مذاکراتی ماحول کو قائم کرنے کے لیے حکومتِ وقت نے پاپڑ تو بہت بیلے لیکن نیت میں فتور ہو اور فیصلہ سازی میں حصّہ نہ ہونے کے برابر ہو تو حتمی نتائج معلوم ہی ہوتے ہیں ......نواز حکومت اس انتخابی وعدے پر الیکشن میں کامیاب ہوئی کہ ''شدت پسندوں سے مذاکرات کیے جائیں گے''......تحریک انصاف کا بھی دورانِ انتخابات یہی نعرہ تھا...... اس کی وجہ یہی تھی کہ ان دونوں جماعتوں نے اُن پارٹیوں کی حالت زار کو بخوبی دیکھا جنہوں نے فوج کے اشاروں پر ناچتے ہوئے مجاہدین کے خلاف آپریشنوں کے لیے اپنے کندھے پیش کیے......اُن جماعتوں کا حال یہ تھا کہ اُنہیں اپنی انتخابی مہم بھی چلانے کی ہمت نہ ہو پائی......اسی لیے ن لیگ نے اقتدار میں آتے ہی بظاہر یہی کوشش کی کہ مذاکرات کی میز سجائی جائے اور پیپلز پارٹی کی طرح اپنے مستقبل سے کھیلنے کی بجائے دکھاوے کے لیے ہی سہی مگر مذاکرات کی کوششیں شروع کی جائیں......ان مذاکرات کو شروع دن سے فوج کی حمایت حاصل نہیں رہی، چونکہ جرنیلوں کے منہ خونِ مسلم کی چاٹ اور بطن ڈالروں کی 'لاٹ' کے بغیر بے مزہ رہتے ہیں لہٰذا اُن کے لیے ان مذاکرات میں کچھ بھی نہیں رکھا۔

یہ فوجی جتنا ایک جانب تو یہ آس لگائے بیٹھی کہ ممکن ہے اس مذاکراتی اٹھک بیٹھک میں اُن کے ہاتھ بھی ''کچھ'' آجائے......بالکل ماضی کی طرح جب اس بد دیانت فوجی ٹولے نے کمانڈر نیک محمد رحمہ اللہ کو مذاکرات کی آڑ میں شہید کروایا......مولوی عمر، حاجی مسلم خان اور مولانا محمود فک اللہ اسرھم کو مذاکرات کے دھوکہ میں گرفتار کیا......امن معاہدے کے باوجود مولوی نذیر رحمہ اللہ کی مخبری کر کے ڈرون میزائل حملہ سے شہید کروایا، مذاکراتی عمل میں ''سنجیدگی'' کا ڈرامہ رچا کر مولانا ولی الرحمٰن، ملا سنگین اور امیر حکیم اللہ محسود رحمہم اللہ کو شہید کروایا......اب بھی ان خائنین کی یہی کوشش تھی کہ مجاہدین کی قیادت کو مذاکرات کے بہانے 'ایکسپوز' کروا کے اُنہیں گرفتار کیا جائے یا ڈرون یا جیٹ بم باری کا نشانہ بنایا جائے......لیکن مجاہدین نے کمال فراست، تدبر اور سیاسی حکمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے متوازن رویہ اور معتدل رائے رکھنے والے ایسے افراد کو اپنی طرف سے مذاکرات کے لیے نامزد کر کے کمیٹی تشکیل دی جن کی بات میں وزن بھی ہوتا ہے اور وہ میڈیائی پروپیگنڈہ کی بجائے حقیقت احوال کو مدنظر رکھ کر موقف اپناتے ہیں......

طالبان کی سیاسی حکمت عملی کے باعث جب فوجی سورماؤں کا من چاہا اسٹیج تیار نہ ہو پایا تو اُنہوں نے مذاکرات کی کھلے عام مخالفت تو نہ کی لیکن ہر وہ قدم اٹھانے میں جُت گئے جن کے ذریعے بات چیت کے دروازے بند کرنے میں مدد مل سکتی تھی...... پہلے مجاہدین کو بدنام کرنے اور آپریشن کا جواز گھڑنے کے لیے بم دھماکوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ مجاہدین کا موقف تو ہمیشہ سے رہا ہے کہ عوامی مقامات اور بازاروں وغیرہ میں بم دھماکوں سے وہ کلی برات کا اعلان کرتے ہیں لیکن مجاہدین کے اس موقف کو عوام کے سامنے لانے کا مطلب ہے میڈیا کے ''دانا پانی'' کی بندش! سو ذرائع ابلاغ ایسے سانحات اور واقعات کو مجاہدین کے سر تھوپنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ یہاں ہم صرف اُن ایک دو واقعات کا تذکرہ کریں گے جن کے متعلّق میڈیا نے بھی چند گھنٹوں بعد ہی خاموشی کی چادر اوڑھ لی کیونکہ ان کے ''کھروں'' کے نشان ''خفیہ راستوں'' کی جانب جاتے سب کو دکھائی دے رہے تھے۔

۱۷ جنوری کو پشاور میں چارسدہ روڈ پر واقع تبلیغی مرکز میں بم دھماکہ میں ۸ افراد شہید کو ۶۰ سے زائد زخمی ہوئے۔ اس دھماکہ کے بعد وزیر داخلہ بھی کہنے پر مجبُور ہوا کہ ''تبلیغی مرکز دھماکے کے ذمہ داروں کا نام بتا دیا تو ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو جائے گا''...... ۲۳ جنوری کو پشاور کے علاقے کوہاٹ روڈ میں سکیم چوک کے قریب ایک ورکشاپ میں بم دھماکہ ہوا جس میں ۷ افراد جاں بحق اور درجنوں زخمی ہوئے...... ورکشاپ کے چوکیدار کے مطابق جس گاڑی میں دھماکہ ہوا اُسے پولیس والے ورکشاپ میں چھوڑ کر گئے تھے......

دوسری جانب میڈیا کے گِدھ مذاکرات اُچک کر لے گئے......ٹی وی چینلوں پر تماشوں کی صورت میں رونما ہونے والے ٹاک شوز ہی 'مذاکراتی عمل' کی جا قرار پائے۔ سرشام سے رات گئے تک ان چینلوں پر تجزیہ نگار، اینکر پرسنز، سیاست دان اور ریٹائر فوجی جرنیل اپنا پیٹ ہلکا کرنے میں مصروف رہے اور بھانت بھانت کی بولیاں بول کر مذاکرات کو ''آگے'' بڑھاتے رہے......اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ فوجی اسٹیبلشمنٹ نے مذاکرات کو صرف اور صرف میڈیا کا بازار سجانے اور ٹی وی کا محاذ گرمانے کے لیے استعمال کیا تاکہ عوام کے ذہنوں میں مجاہدین کا ناقابل قبول اور بھیانک تصور ابھار کر آپریشن کے لیے ماحول سازگار بنانا تھا۔

اسی طرح ملک بھر میں مجاہدین کے خلاف خفیہ آپریشن تیز کر دیا گیا...... کراچی، لاہور، پشاور، راول پنڈی، اسلام آباد، مانسہرہ، سوات، مالاکنڈ، لکی مروت سمیت متعدد شہروں میں سیکڑوں لوگوں کو ''دہشت گرد'' قرار دے کر خفیہ ایجنسیوں نے اٹھالیا...... ایسے درجنوں مجاہدین جو خفیہ ایجنسیوں کے پاس ایک عرصہ سے قید و بند کی صعوبتوں میں

26 جنوری: صوبہ نورستان .... ضلع کم دیش .... بارودی سرنگ دھماکہ .... ایک فوجی گاڑی تباہ .... 8 افغان فوجی ہلاک .... متعدد زخمی

پڑے تھے' کو شہید کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریک طالبان مہمند ایجنسی کے امیر شیخ عمر خالد حفظہ اللہ نے ۷ فروری کو بیان دیا کہ:

'' حکومت کے رویے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی راہ پر چل رہی ہے جو اس نے پہلے معاہدوں اور مذاکرات کے درمیان اپنائی تھی۔حالیہ مذاکرات کے پہلے دور میں کراچی میں ہمارے ساتھیوں کو گرفتار کرنے کے چند دن بعد ایک جعلی پولیس مقابلے میں شہید کیا گیا،ان حالات میں ہم یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ ہم کس طرح مذاکرات کریں حالانکہ قیدیوں کی رہائی ہمارا ممکنہ مطالبہ ہے،اسی وجہ سے حکومت ہمارے اہم ساتھیوں کو مسلسل شہید کر رہی ہے''۔

آئی ایس پی آر کی جاری کردہ ہر خبر کی'' بھلی مانس بھینسوں'' کی مانند تصدیق کرنے اور انہی کی بنیاد کر'' جگالی'' کرنے والوں کے لیے مجاہدین کے بیان کیونکر قابلِ اعتبار گردانے جائیں گے......اسی لیے ہم یہاں ایسے صحافی کی 'انکشافات' نقل کر رہے ہیں جس کی طالبان دشمنی بھی معروف ہے اور جس سے مجاہدین کے حق میں بات کہلوانا وہ امر ہے جو ممکنات کی دنیا میں وقوع پذیر ہو ہی نہیں سکتا......۱۶ فروری کو ایک ٹی وی پروگرام میں حامد میر نے کھلے لفظوں میں کہا کہ

'' میں نے ایک وفاقی وزیر سے پوچھا کہ ایک طرف تو طالبان کے حملے بند نہیں ہو رہے اور دوسری طرف آپ 'مذاکرات مذاکرات' کر رہے ہیں۔ اس کے جواب میں وفاقی وزیر نے کہا کہ اُن کے حملے اس لیے بند نہیں ہو رہے کہ ہماری ایجنسیوں نے جو اُن کے بندے پکڑے ہوئے ہیں، ڈیڑھ ڈیڑھ سال سے، دو دو سال سے، اُن میں سے کسی کی گردن میں زہر کا انجکشن لگا دیتے ہیں کسی کو گولی مار دیتے ہیں اور پھینک دیتے ہیں سڑک پر، طالبان پھر ری ایکشن میں یہ حملے کرتے ہیں''۔

بالکل اسی انداز سے خفیہ ایجنسیوں نے ملک بھر میں باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت امارت اسلامیہ کے رہنماؤں، طالبان کے سرکردہ لوگوں اور قائدین کو شہید کرنا شروع کر دیا......چونکہ میڈیا میں مذاکرات 'ہاٹ ایشو' کے طور پر چل رہے تھے لہٰذا اس جانب کسی کی توجہ نہ گئی بلکہ سچّی بات ہے کہ توجہ جانے ہی نہ دی گئی۔امیر حکیم اللہ محسود کی شہادت کے بعد اسلام آباد میں ڈاکٹر نصیر الدین حقانی کو شہید کر دیا گیا۔اس کے بعد کوئٹہ میں شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام کی شہادت ہوئی، پھر کوئٹہ ہی میں مولانا عبداللہ ذاکری کو شہید کیا گیا، پھر پشاور میں امارت اسلامیہ کے دور کے وزیر ملا عبدالرقیب کو شہید کیا گیا، پھر تحریک طالبان پاکستان کی مرکزی شوریٰ کے سربراہ شیخ عصمت اللہ شاہین کو میران شاہ میں شہید کیا گیا،اس سے چند دن قبل میر علی میں طالبان رہنما قاری صدیقین کو شہید کیا گیا۔

ان تمام جرائم کا بدلہ چکانے کے لیے مجاہدین نے چار سال قبل گرفتار کیے گئے ایف سی اہل کاروں میں سے ۲۳ کو قتل کیا تو ہر جانب کہرام مچ گیا......اسلام کی دہائیاں دی جانے لگیں،'' انسانیت کُشی'' کے القابات دیے جانے لگے،'' گردنیں کاٹ دینا کون سا اسلام ہے'' کے'' دکھڑے'' دہرائے جانے لگے......لیکن اتنی توفیق کسی کو نہ ہوئی کہ اپنے جرائم ومظالم کو بھی دین کی کسوٹی پر رکھ کر پوچھیں کہ'' یہ کون سا اسلام ہے!''

فوج' جو مذاکراتی میز لپیٹ دینے کے لیے پہلے سے منتظر تھی' نے اسی موقع کو غنیمت جانا اور نورا لیگ کے مذاکراتی غبارے کو خاکی نشتروں سے پھوڑ ڈالا......ایف سی اہل کاروں کو تو بہانہ ہی بنایا گیا،واقفان حال جانتے ہیں کہ مذاکرات کو ناکام بنانے کا فیصلہ اول روز سے ہی ہو چکا تھا......یہاں تک کہ پورے کھیل کو مکمل طور پر اپنی گرفت میں رکھنے کے لیے خفیہ ادارے کسی سویلین کو اس کے قریب پھٹکنے دینے کے روادار بھی نہیں......۱۶ فروری کو شائع ہونے والی خبر کا مکمل متن ملاحظہ ہو کہ'' قومی اسمبلی کی دفاعی کمیٹی نے ۱۸ فروری کو آئی ایس آئی اور ایم آئی سمیت دیگر فوجی ایجنسیوں سے ملک کی موجودہ سیکورٹی صورت حال پر بریفنگ مانگی اور وزارت دفاع کے ذریعے ان ایجنسیوں کے سربراہوں کو طلب کیا گیا تھا،اس اجلاس میں طالبان سے مذاکرات کے معاملے پر فوج، وزارت دفاع اور قومی سلامتی کے اداروں کا موقف بھی لیا جاتا تھا تاہم وزارت دفاع نے دفاعی کمیٹی کے سیکرٹری کو نوٹس کے جواب میں آگاہ کیا کہ ملک کی موجودہ سیکورٹی صورت حال انتہائی نازک ہے اور یہ معاملہ بھی انتہائی حساس ہے اس لیے انٹیلی جنس ایجنسیوں کے سربراہ کمیٹی کو بریفنگ نہیں دے سکتے''۔

یعنی جتنے'' حساس'' معاملے ہیں اُن سے'' جمہوریوں'' کا کچھ لینا دینا نہیں یہ سب خالصتاً فوجی معاملات ہیں اور کسی کی جرأت نہیں کہ فوج کے معاملات میں ٹانگ اڑانے کی کوشش کرے......اسی لیے مذاکرات کے'' حساس بٹن'' کو بھی میڈیا میں تماشوں کے لیے'' آن'' رکھا گیا لیکن اس کے'' آن آف'' کا کنٹرول بھاری بوٹوں تلے ہی رہا......ایف سی اہل کاروں کا قتل تو ۱۶ فروری کو ہوا جب کہ حکومتی مذاکراتی کمیٹی کی تشکیل کے ایک ہفتے بعد ہی کچھ صحافیوں کو حکومتی کمیٹی کے دو ارکان کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی سنوائی گئی جس میں حکومتی کمیٹی کے ایک رکن نے اپنے دوسرے ساتھی رکن سے فون پر کہا'' lets burry this committee''......اس کمیٹی کو اب دفن کر دیا جائے۔ اُس نے کہا کہ نہیں جناب! ابھی تو مذاکرات کامیاب بھی نہیں ہوئے......جواب آیا کہ مذاکرات کامیاب نہیں ہوں گے!

گویا اس سارے معاملے کا ایف سی اہل کاروں کے قتل سے کوئی تعلّق ہے ہی نہیں، وہ تو ایک بہانے کی تلاش میں تھے جس کے ہوتے ہوئے'' ذرا آسانی'' سے جمہوری حکومت پر اپنی 'رِٹ' قائم کریں......وگرنہ اگر مذاکرات کے عمل کا سارا دھڑن تختہ ایف سی اہل کاروں کے قتل کے سبب ہوا تو ڈان نیوز کے صحافی انعام اللہ خٹک کی

26 جنوری: صوبہ ہلمند .... ضلع سنگین .... مجاہدین کا افغان فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ .... 4 فوجی ہلاک .... 7 فوجی گاڑیاں تباہ

رپورٹ پر آئی ایس پی آر کیوں خاموش ہے جس کے کے مطابق ''۲۰۱۰ء میں گرفتار ہونے والے ان اہل کاروں کے نام Acquittance Role سے بھی نکال دیے گئے تھے، یعنی ان کی تنخواہیں روک دی گئیں تھیں۔ ایف سی کے ترجمان میجر فضل کا کہنا تھا کہ ''ہم ایسے لوگوں کو تنخواہیں نہیں دیتے جو سرنڈر کر دیں''۔ لیکن اب ان کی لاشوں کو بہانہ بنا کر مذاکرات سے انکار اور آپریشن کا جواز پیدا کر دیا گیا۔

مجاہدین ان کی بدنیتی اور خائن فطرت سے بخوبی آگاہ ہیں، مذاکرات کے پھول پیش کرتے ہوئے ان کے دامن سے ٹپکتا اور آنکھوں میں اترتا لہو صاف دکھائی دیتا ہے لیکن اس کے باوجود مجاہدین نے اتمام حجت کے لیے اپنی مذاکراتی کمیٹی کے سامنے صرف دو مطالبے رکھے۔ اول یہ کہ جو غیر محارب قیدی (بچے، خواتین اور بوڑھے) فوج کے خفیہ اداروں کے پاس ہیں اُنہیں رہا کیا جائے، دوم یہ کہ جنوبی وزیرستان سے فوج کو واپس بلایا جائے......اس کے جواب میں کئی دن تک تک مکمل سکوت رہا جس سے یہ ثابت ہوگیا کہ فوج کے خفیہ عقوبت خانوں میں مجاہدین کے اہل خانہ، بچے اور ضعیف العمر افراد بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ وگرنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ''شہید یا ہلاک'' کے ایک انٹرویو کے جواب میں ۲۴ گھنٹے سے بھی کم وقت میں فوجی ترجمان ناک بھوں چڑھا کر ''سیدھا' ہوگیا لیکن مجاہدین کا مطالبہ سامنے آنے کے کئی دن گزر جانے کے بعد ۲۲ فروری آئی ایس پی آر کی طرف سے یہ بیان جاری ہوا کہ ''کوئی خاتون یا بچہ سیکورٹی فورسز کی حراست میں نہیں اور نہ ہی کبھی خواتین اور بچوں کو ٹارگٹ کیا اور نہ گرفتار کیا گیا''۔

اس بیان میں زیادہ زور اس پر تھا ''نہ ہی کبھی خواتین اور بچوں کو ٹارگٹ کیا اور نہ گرفتار کیا گیا''......پاکستانی افواج کے مظلوموں، بے کسوں اور بے بسوں پر ڈھائے جانے والے مظالم سے تو ماضی قریب کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ ایسے میں ہٹ دھرمی اور بے شرمی کی ''اعلیٰ'' فوجی روایات ہی ہیں جو یہ کہنے کا حوصلہ بخشتی ہیں کہ ''نہ ہی کبھی خواتین اور بچوں کو ٹارگٹ کیا اور نہ گرفتار کیا گیا''......فہرست تو اس قدر طویل ہے کہ ایک مضمون کیا پورا مجلّہ ہی اس کی اشاعت کے لیے ناکافی ہوگا تاہم چند ایک کا تذکرہ ہو جانا چاہیے تاکہ ''جو خواتین اور بچے کبھی ٹارگٹ بنے نہ گرفتار ہی نہیں ہوئے'' اُن کی بپتا میں سے کچھ تو سامنے آسکے۔

شروع کہاں سے کیا جائے اور اختتام کہاں ہو، یہ بھی ایک مشکل مرحلہ ہے، بہر حال قوم کی بیٹی عافیہ سے شروع کر لیا جائے تو ابتدا میں ہی ''معصومیت'' کا دعویٰ جھاڑنے والوں کے طبق شاید روشن ہو جائیں......عافیہ بہن کے ساتھ اُن کے تین معصوم بچوں کو کس نے گرفتار کر کے صلیبیوں کے حوالے کیا؟ وہ کون ملعون تھا کہ جو پوری فوج کی کمان کر رہا تھا جب ملکِ پاکستان کے چپے چپے کو خفیہ اداروں کے جانور نما اہل کار سونگھتے پھرتے تھے کہ کہیں کوئی عرب یا ''غیر ملکی'' ملے اور اُس کے دام کھرے کیے جائیں......پھر اسی ملعون نے اپنی کتاب میں سیکڑوں عرب مجاہدین کو بمعہ اہل وعیال (۶ ماہ کے شیر خوار تک) امریکہ کے حوالے کر کے ڈالر بٹورنے کا اعتراف کیا، اب آئی ایس پی آر کا ترجمان کذب بیانی کر رہا ہے یا مشرف؟ جامعہ حفصہ کی ہزاروں طالبات کو کس نے جلا کر بھسم کیا؟ اور سیکڑوں کا کچھ پتہ ہی نہیں کہ کن نامعلوم اور اندھیری کوٹھڑیوں میں وہ اب تک پڑی ہوئی ہیں......ڈاکٹر شازیہ کی عصمت دری کرنے والے درندے کا تعلّق کس قبیلہ سے تھا؟ ڈمہ ڈولا کے مدرسے میں قرآن حفظ کرتے ۸۶ بچوں کا قتل کس نے اپنے سر لیا؟ امیر محترم فضل اللہ حفظہ اللہ کی والدہ کس کی تحویل میں جہانِ فانی سے کوچ کر گئیں؟ سوات میں فوجیوں کے ہاتھوں قطار میں کھڑے کر کے بھون دیے جانے والے ۶ بچوں کو کس کی گولیاں چھلنی کر گئیں؟ (جن کی ویڈیو منظر عام پر آنے کے بعد اس وقت کے فوجی سربراہ کیانی نے تحقیقاتی کمیٹی کا اعلان کیا تھا اور تحقیقات کا وعدہ کیا تھا۔ وہ کمیٹی اور وہ تحقیقات کیا ہوئیں؟)۔ سوات آپریشن کے دوران میں بے گھر ہو کر کیمپوں میں اپنی عزت وناموس کو بچا کر جا بیٹھنے والی اسلام کی سیکڑوں بیٹیوں کے اغوا کا ذمہ دار کون ہے؟ کس نے اُن میں سے درجنوں پاکیزہ صفت بہنوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا کر ہیلی کاپٹروں کے ذریعے سوات و مالاکنڈ کے پہاڑوں پر پھینکا؟ اخروٹ آباد میں اللہ کی وحدت کی دہائی دیتی مہاجر بہنوں کے چیتھڑے اڑانے والے کون تھے؟ محسنِ امت شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے اہل خانہ کو کئی ماہ تک کس نے اپنی حراست میں رکھا؟ باجوڑ ایجنسی کے سابق ایم این اے ہارون الرشید کی والدہ اور گھر میں کھیلنے والے نونہالوں کو کس نے بم باری کر کے شہید کیا؟ ہمارے بھائی احسن عزیز رحمہ اللہ کو اُن کی اہلیہ سمیت کس کے بم بار طیاروں نے نشانہ بنایا؟

یہ تو پاکستانی فوج کے معروف ومشہور جرائم میں سے چند ایک کا سرسری تذکرہ ہے، پوری داستان بیان کرنے کی ہمت ہے نہ اُن مظالم کے تذکرے کو دہرا پانے کا یارا لیکن مجال ہے کہ فوجی ترجمان کو جھوٹ بکتے ہوئے ذرا جھجک اور حیا چھو کر بھی گزرے! یہ تو اس قدر ''ثقہ اور پروفیشنل جھوٹے'' ہیں کہ پاکستانی عدلیہ میں بیٹھے جج بھی ان کی یاوہ گوئیوں پر ٹپٹائے بیٹھے ہیں لیکن ''غریب کے بچے'' کر کچھ نہیں سکتے، کیونکہ وہ جتنے مرضی ''اعلیٰ'' عدلیہ کے ''معزز'' جج بنے پھریں، رہیں گے تو بہر صورت ''بلڈی سویلینز'' ہی! ۲۰ فروری کو لاپتہ افراد کیس میں سپریم کورٹ کے ایک جج اعجاز افضل نے اپنے ریمارکس دیتے ہوئے کہا ''ہر لاپتہ شخص کا پہلے انکار کیا گیا، عدالت اصرار کرے تو بندہ سامنے آجاتا ہے''۔

یہ فوجی ترجمان انتظار کریں اُس وقت کا جو کہ قریب ہی آلگا ہے، جب مجاہدین مذاکرات کے لیے اپنے قیدیوں (بشمول خواتین، بچوں اور بوڑھوں) کی رہائی کا مطالبہ نہیں کریں گے بلکہ شمالی وزیرستان پر چڑھائی کرنے والے فوجیوں کی رہائی کے بدلے اپنے قیدی بھائیوں کا تبادلہ کریں گے......میرے اللہ نے چاہا تو اس وقت فوجی جنتا کو مجاہدین کے قیدیوں کے ساتھ اور بھی ''بہت کچھ'' دینا پڑے گا!

☆☆☆☆☆

27 جنوری: صوبہ ہلمند ....ضلع سنگین ....بارودی سرنگ دھماکہ............ایک افغان فوجی گاڑی تباہ............8 فوجی ہلاک

''چند ہفتوں میں بحالیٔ رٹ'' کے خواب وسراب!

مصعب ابراہیم

ائمہ صلیب کی احکامات،مرتدین کی سر آنکھوں پر!

شریر، مفسد اور بد بخت گروہ کی یہ نشانی ہوتی ہے کہ اُس کی باگ دوڑ سنبھالنے والا ہر نیا سردار خیانت وغداری، سنگ دلی وجفا کاری اور ستم گری وایذارسانی میں اپنے پیش رو سے کہیں آگے ہوتا ہے......ایسا ہی معاملہ پاکستانی فوج کا بھی ہے......مشرف نے صلیبی ہراول دستے کی کمان کرتے ہوئے افغانستان اور آزاد قبائل کے مسلمانوں کو خون میں نہلانے کے لیے کافر افواج سے بڑھ کر ''جوہر'' دکھائے تو کیانی نے کفار کی اس 'صف اول' کو شریعت کے متوالوں کے مقابلے میں سوات، جنوبی وزیرستان، مالاکنڈ، اورکزئی میں اتارا......اب کیانی کی رخصتی کے بعد 'شریف' نے حیاوشرافت کی چادر کو اتار کر ایک طرف رکھا اور بھاگتے صلیبی لشکر کو ''آخری سلامی'' دینے کے غرض سے شمالی وزیرستان کا رخ کیا ہے...... یہ الگ بات ہے کہ متکبر لہجوں اور رعونت شعاری سے ''چند ہفتوں میں صفایا'' کی دھمکیاں دینے والوں کو آنے والے دنوں میں راہ صلیب میں قربان ہو جانے والے کتنے سورماؤں کے تابوتوں کو سلامی دینا پڑتی ہے اور کتنی نئی ''یادگار ہائے شہدا'' بنانے پڑتی ہیں......

شریفِ مکہ کے بعد اب 'شرفا' کی پوری ''بریگیڈ'' سے امت کا پالا پڑا ہے۔ ان 'شرفا' کا سردار بظاہر تو نواز ہی نظر آتا ہے لیکن اس ساری پلٹون کی اصل کمان راحیل کے ہاتھ میں ہے......اسی کمان کو بروئے کار لا کر وہ اپنے صلیبی آقاؤں کی ''یادگاری تحفے'' دینے نکلا ہے تاکہ اپنی جانب اٹھنے والی ''نظر انتخاب'' کا احسان اتار سکے! اس ''احسان گزاری'' کے لیے آقاؤں کی خدمت میں ڈرون حملوں کی بندش کی عرضی پیش کی گئی اور اس کے بدلے ''ڈرون کی بجائے جیٹ وتوپ خانہ'' کی پالیسی پر آمادگی کا اظہار کیا گیا۔ ڈرون حملے جب سے بند ہوئے تب سے پاکستانی فضائیہ، آرٹلری اور گن شپ ہیلی کاپٹروں نے شمالی وزیرستان میں آہن وبارود برسانا شروع کر دیا......

شمالی وزیرستان میں آپریشن تو شروع ہو چکا لیکن اس آپریشن کے دوران میں اگر امریکی آقاؤں کی سرگرمیوں پر ایک نظر ڈال لی جائے تو بہت سے 'راز' ایسے ہیں جو راز نہیں رہے گے اور کولیشن سپورٹ فنڈ سے لے کر ''لانگ ٹرم اسٹریٹجک پارٹنر'' کے رتبے تک سارے مراتب ومنازل اپنی وجوہات سمیت سمجھ آتے چلے جائیں گے۔ ۱۵ فروری کو امریکی کانگریس کی دفاعی کمیٹی کی ذیلی کمیٹی کے وفد نے چیئرمین روڈلی فرینڈ لک کی قیادت میں جوائنٹ چیفس آف سٹاف کے چیئرمین جنرل راشد محمود سے ملاقات کی اور ''دفاعی تعاون سمیت باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا''۔ ساتھ ہی وفد نے ''دہشت گردی'' کے خلاف جنگ میں پاکستان کی قربانیوں کو سراہا۔ ۱۹ فروری کو امریکی سنٹرل کمانڈ کے سربراہ جنرل لوئڈ جیمز آسٹن پاکستان کے دورے پر آیا اور آرمی چیف راحیل شریف، جنرل راشد اور سیکرٹری دفاع سے مل کر ''باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا''......۱۹ فروری ہی کو امریکی سفیر اولسن نے وزیر داخلہ نثار سے ملاقات کی اور ''تمام شعبوں میں تعلقات مضبوط بنانے اور خطے میں سیکورٹی کی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا''......۲۳ فروری کو امریکی سی آئی اے سربراہ جان برینن پاکستان کے خفیہ دورے پر آیا اور کسی ''عوامی وزیر اعظم'' سے ملنے کی بجائے ''اصل اور بڑے گھر'' یعنی جی ایچ کیو جا پہنچا، جہاں آرمی چیف سمیت عسکری ذمہ داران سے ملاقات کی گئی۔ ان ملاقاتوں میں ''عسکریت پسندوں کے خلاف فوجی آپریشن سمیت مختلف حساس امور پر اہم بات چیت کی گئی''...... ''ہراول دستے'' کی ہائی کمان سے ملاقاتوں کے نتائج سامنے آنے میں دیر نہ لگی......اور شمالی وزیرستان میں مجاہدین کے خلاف فوجی آپریشن شروع کر دیا گیا۔

نام کی ''سرجیکل''اور کام کی ''آپریشنل''سٹرائیکس:

سال ۲۰۱۳ء کے اواخر سے پاکستانی فوج مکمل منصوبہ بندی کے تحت ''عوامی نمائندوں'' کو مذاکرات میں الجھا کر تواتر سے شمالی وزیرستان میں فضائی بمباریاں کر رہی ہے......اس طرح کی ''سرجیکل سٹرائیکس'' جاری ہیں کہ پورے علاقے پر کرفیو نافذ کیا جاتا ہے، اعلانات ہوتے ہیں کہ جس نے بھی کرفیو کی خلاف ورزی کی اُسے گولی مار دی جائے گی مبادا کوئی مسلمان اپنے اہل وعیال کو لے کر کسی محفوظ جگہ تک پہنچ کر اپنی اور اپنے اہل خانہ کی جان محفوظ نہ بنا لے! پھر جیٹ طیارے فضاؤں میں نمودار ہوتے اور بستیوں، گھروں، مساجد، بازاروں پر بارود کا مینہ برسایا جاتا ہے......ہر طرف مٹی، دھول اور دھویں کے بادل اٹھتے ہیں، ان بادلوں کی گرد بیٹھ جانے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مٹی کے کچے گھروندوں کے ملبے تلے ''Collateral damage'' کی زد میں آ کر مسلمان خواتین، بچوں اور عام لوگوں کے چیتھڑے بکھرے اور بے جان لاشے جابجا گرے ہیں۔

نشانے ٹھیک ''اہداف''پر!

جب ایف سولہ اور بمبار جیٹ طیارے غارت گری کا کھیل مکمل کرتے ہیں تو فوجی ذرائع کی کذب بیانی کا دور شروع ہوتا ہے......''آج میر علی میں ۳۵ دہشت گرد مارے گئے، ہنگو اور تیراہ وادی میں درجنوں شدت پسند ہدف بنے، میران شاہ اور دتہ خیل

میں طالبان مراکز کونشانہ بنایا گیا اور متعدد طالبان کمانڈر، ازبک و چیچن دہشت گرد اور دیگر غیر ملکی انتہا پسند نشانہ بنے''......ان سارے دعووں کو سچ مان لیا جائے تو محسوس یہی ہوتا ہے کہ جیٹ طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں سے برسائے جانے والے بم اور گولوں میں لازمی طور پر کوئی خفیہ سکینر لگے ہوں گے جن کی وجہ سے وہ'' دہشت گردوں، انتہا پسندوں اور شدت پسندوں'' کو ٹھیک ٹھیک پہچان کر اُن کے سروں پر جا پھٹتے ہوں گے......جب کہ کرفیو لگا کر محصور کر دیے جانے والے ہزاروں عامۃ المسلمین کے گھروں اور جسموں کی بُو سونگھتے ہیں یہ حساس سکینر فوری طور پر بم کا'' گلا دبا'' دیتے ہوں گے کہ وہ کسی معصوم کو نشانہ ہی نہ بنا سکے......پھر'' ہلاکتوں'' کی جتنی تعداد سامنے آتی ہے اُن کو بھی خوب اچھی طرح دیکھ اور جانچ کر(کہ ہر ایک کے ماتھے پر'' طالبان و دہشت گرد'' کی مہر کنداں ہوتب) ہی بیان داغے جاتے ہوں گے کہ'' سرجیکل سٹرائیکس پوری کامیابی سے جاری ہیں''......

آئی ایس پی آر کی 'منتروں' پرایمان:

لیکن فوجی سرکار کی طرف سے جاری کی جانے والی پریس ریلیزوں اور جھوٹے دعووں کے برعکس حقیقت حال کچھ اور ہی پتہ دیتی ہے......مجاہدین کی جانب سے صلیبی جنگ میں کفار اور اُن کے حواریوں کے نقصانات کی رپورٹوں میں چہ میگوئیاں بھی کی جاتی ہیں، بلاتردد اُنہیں جھٹلا بھی دیا جاتا ہے، اُن کی سچّائی اور مبنی برحقیقت ہونے کے لیے ثبوتوں اور دلائل کے انبار کا تقاضا بھی ہوتا ہے......مگر آئی ایس پی آر کے جانب سے جاری کی جانے والی کسی پریس ریلیز کے متعلّق کوئی ابہام کبھی ذہنوں میں پیدا ہوا ہے نہ ہی اُس کی سچّائی وصداقت پر انگلیاں اٹھانے کی کسی'' آزادی صحافت'' کے متوالے میں ہمت وجرأت ہے......اُسے بہرصورت من وعن قبول کیا بلکہ کروایا جاتا ہے اور شکوک وشبہات کے اظہار تک کو'' غداری'' سے تعبیر کیا جاتا ہے......بے چارے صحافتی اداروں اور خبر ایجنسیوں کی حالت تو دیدنی ہوتی ہے، اُنہیں ہر دم یہی دھڑ کا لگا رہتا ہے کہ آئی ایس پی آر کی جانب سے جاری شدہ خبروں کی طرف'' ٹیڑھی آنکھ'' سے دیکھا تو'' فوجی منتر'' کی زد میں آ کر جلا کر بھسم ہی نہ کر دیے جائیں......اسی لیے'' ذرائع'' سے حاصل ہونے والی معلومات اور خبروں کو بلا چون وچرا الیکٹرانک میڈیا میں بھی بھرپور طریقہ سے نشر کیا جاتا ہے، اخباری صفحوں پر بھی نمایاں جگہ ملتی ہے اور اِنہی'' معلومات'' کو بنیاد بنا کر تجزیوں اور تبصروں کے ایسے ایسے ردّے چڑھائے جاتے ہیں کہ خدا کی پناہ!

اللہ تعالیٰ کی تدبیر غالب ہے!

بے شک ہمارا رب اپنی قدرت میں یکتا بھی ہے اور اپنی تدبیروں میں کامل و اکمل بھی......یہ ایمان فروش اور دنیا کی حرص وہوس سے آلودہ فوجی وسول حکمرانوں کی مکر بازیاں اور جعل سازیاں اُس العلیم والخبیر کے منصوبوں کے سامنے بھلا کیونکر ٹھہر سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس لطیف انداز سے ان کے دجل وفریب کے پردے فاش کرتا ہے ایمان کی بصیرت سے نوازے گئے انسان کی نظروں سے وہ کسی صورت اوجھل نہیں رہ سکتے......

جنوری ۲۰۱۳ء میں میرعلی میں پاکستان کے جیٹ طیاروں نے ظالمانہ بمباریوں میں درجنوں معصوم مسلمانوں کو شہید کیا لیکن دروغ گوئی کی عادت وفطرت کو برقرار رکھتے ہوئے اعلان کیا گیا کہ'' طالبان کے متعدد رہنما ان حملوں میں مارے گئے''۔ جن میں ایک نام طالبان کی مرکزی شوریٰ کے رکن عصمت اللہ شاہین رحمہ اللہ کا بھی تھا۔ اُن کے علاوہ بھی متعدد ذمہ داران کی شہادت کے متعلّق دعوے کیے گئے جنہیں طالبان نے سختی سے مسترد کرتے ہوئے کہا کہ تمام قیادت اللہ کے فضل واحسان سے محفوظ و مامون ہے......لیکن بھاری بوٹوں کے رعب سے سہم جانے والے مجاہدین کے'' پروپیگنڈے'' کا بھلا شکار کیوں ہوں گے! اب خبر آئی ہے کہ شیخ عصمت اللہ شاہین کو ۲۴ فروری کو میران شاہ میں شہید کیا گیا......اس سے قبل طالبان کی نامزد کردہ کمیٹی کے ارکان نے فروری کے اوائل میں شمالی وزیرستان میں جن طالبان رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں اُن میں عصمت اللہ شاہین رحمہ اللہ بھی شامل تھے......اب کیسا'' حسن اتفاق'' ہے کہ طالبان کی مرکزی شوریٰ کے امیر کو متعدد دیگر طالبان رہنماؤں اور اہم کمانڈروں سمیت جنوری کے اواخر میں شہید کر دیا گیا لیکن چند ہی دنوں میں وہ اپنی نامزد کردہ کمیٹی سے ملاقات کرنے بھی تشریف لے آئے اور پھر چند دنوں بعد دوبارہ شہید کر دیے گئے......ویسے تو ایسی بے شمار مثالیں مزید پیش کیا جاسکتی ہیں لیکن حقائق تک پہنچنا اور حق کو تسلیم کرنا ہو اور فوج کی'' صداقت و دیانت'' کے پیچھے چھپے دھوکے، فریب اور دغا سے داغ داغ چہرے کو دیکھنا اور سمجھنا ہو تو ایسی ایک مثال ہی کافی ہے!

یک طرفہ جنگ بندی پر اصرار:

حکومت کی طرف سے مجاہدین سے مسلسل جنگ بندی کا مطالبہ کیا جارہا ہے......جب کہ مجاہدین نے دوٹوک انداز میں کہہ دیا ہے کہ'' حکومت ہمیں سیکورٹی اداروں کی قید میں موجود ہمارے ساتھیوں کی زندگیوں سے نہ کھیلنے کی ضمانت دے دے تو ہم جنگ بندی پر تیار ہیں''......لیکن نواز حکومت'' غیر مشروط جنگ بندی'' ہی کی رَٹ لگائے کھڑی ہے......یہ بے چارو لاچار حکومت بھی کیا کرے کہ خفیہ اداروں والے اس کے کنٹرول میں نہیں اور مذاکرات کی میز بچھتے ہی وہ اپنی خباثتوں کو مزید بڑھا دیتے ہیں، جس کی خبر حکومت کو بھی یقینی طور پر ہے لیکن خفیہ اداروں پر نہ وہ گرفت کر سکتی ہے اور نہ ہی اُنہیں مذاکرات کے عمل کو ناکام بنانے سے روک سکتی ہے......

مہاجرین کا مسئلہ:

۲۲ جنوری کو سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی وسائل کی ترقی کو بتایا گیا کہ'' عسکری آپریشنوں کی وجہ سے فاٹا سے ۳۰ لاکھ افراد بے گھر ہو چکے ہیں''......اب بھی ہزاروں لوگ موقع ملتے ہیں شمالی وزیرستان سے نکل رہے ہیں اور ایک رپورٹ کے

27 جنوری: صوبہ میدان وردک ....صدر مقام میدان شہر............مجاہدین کا ایک امریکی فوجی کیمپ پر حملہ ....5 امریکی فوجی ہلاک

مطابق شمالی وزیرستان آپریشن کے نتیجے میں مزید ۶ لاکھ افراد ہجرت پر مجبُور ہوں گے۔یہ بے خانماں اور دَر دَر پھرنے والے مظلوم مسلمان کیا نظام پاکستان کے لیے اپنی دلوں میں کوئی محبت اور ہمدردی پنپنے دیں گے؟ اس حقیقت کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا کہ پچھلے دس بارہ سالوں میں مجاہدین کی کسی کارروائی یا اقدام کے نتیجے میں کوئی ایک باحمیت و باغیرت قبائلی بھی اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبُور نہیں ہوا...... جب کہ پاکستانی فوج کے جرائم سے تنگ لاکھوں قبائلی مسلمان اپنے ہنستے بستے گھر بار چھوڑ کر ملک بھر میں بکھرے پڑے ہیں اور کسمپرسی و بے چارگی کی زندگی گزارنے پر مجبُور ہیں۔ایسے میں ان قبائلی مسلمانوں کی طرف سے پھولوں کے ہار پہنائے جانے کی امیدیں کرنے اور مبارک سلامت کی آوازیں سننے والوں کو احمق اور کودَن ہی کہا جا سکتا ہے!

چند هفتوں میں رِٹ بحالی کے دعوے:

شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کے نتیجے میں پاکستان کے عسکری حکام چند ہفتوں میں حکومتی رِٹ کی بحالی کے دعوے لے کر میدان میں کود پڑے ہیں..... کسی فوجی افسر کے نزدیک یہ چار ہفتے ہیں،کوئی اسے چھ ہفتوں پر محیط آپریشن قرار دے رہا ہے اورسب سے بڑھ کر چھلانگ بھی اُس نے لگائی جو آج کل ''سپہ سالار'' کہلایا جا رہا ہے، ۲۶ فروری کو'' عوامی حکومت'' کے سربراہ نواز شریف سے مل کر اُس نے آگاہ کیا کہ'' زیادہ سے زیادہ ۲ ہفتوں میں شمالی وزیرستان کی کنجیاں آپ کے قدموں میں لا ڈھیر کی جائیں گی''......ایسے میں امریکی دورے پر گئے ہوئے سیکرٹری دفاع کے وفد میں شامل سیکورٹی حکام میں سے ایک پاکستانی عسکری عہدے دار نے'' نام نہ بتانے کی شرط پر''امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کو بتایا کہ'' شمالی وزیرستان سمیت جہاں ضروری سمجھا گیا بھرپور فوجی آپریشن کیا جائے گا۔فوجی کارروائی کسی بھی دن یا کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے،اس کے لیے تمام تیاریاں مکمل کر لی گئیں ہیں اور ڈیڑھ لاکھ فوجی جوان شمالی وزیرستان میں موجود ہیں۔ کارروائی ہوئی تو حقانی نیٹ ورک بھی ختم ہو جائے گا''۔

۲۰۰۱ء کے دعووں کو جانچنا زیادہ مشکل تو نہیں!

معرکہ گیارہ ستمبر کے بعد افغانستان پر صلیبی فوج کی چڑھائی کو'' آپریشن انڈیورنگ فریڈم'' کا نام دیا گیا اور اس وقت بھی چند ہفتوں میں ہی طالبان کا شیرازہ بکھیر دینے،القاعدہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور افغانستان کو'' آزادی'' دلانے کے دعوے کیے گئے تھے......اکتوبر ۲۰۰۱ء سے لے کر فروری ۲۰۱۴ء تک کم وبیش ساڑھے بارہ سال کا عرصہ بیت چکا ہے...... ''وطن کے سجیلے کم رنگیلے زیادہ جوان''اگر عقل وخرد کو ہاتھ مارنے پر تیار ہوں تو اُنہیں کوئی مشورہ ہی پہنچا دے کہ اپنے آقا و مولا سے پوچھ لو کہ'' چند ہفتوں'' کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے دین کا مقابلہ کرتے تمہاری ہزار ہا نسلیں گزر جائیں گی لیکن اس دین اور اس جہاد کی لَو کو بجھانا کسی طور ممکن نہیں ہو گا......

چلیں اگر غلاموں کو یہ خوف دامن گیر ہو کہ امریکی آقا ایسے گستاخانہ سوال سے تلملا جائیں گے تو پھر بھی کچھ مشکل نہیں......ذرا دیر کو کیانی سے ہی پوچھ لو کہ وہ سوات و مالاکنڈ میں ۲۰۰۹ء میں لشکر کشی کر کے گیا،اُس وقت کیا دعوے تھے اور آج وہاں فوج کے مستقل پھنس جانے کی کیا وجہ ہے......کیانی ہی کے بیان کردہ اعداد وشمار کے مطابق :

''سوات آپریشن کے دوران میں پاکستانی فوج کو ۹۸۵ فوجیوں کی ہلاکت کا نقصان اٹھانا پڑا۔اس دوران میں افسر/جوان ہلاکت کی نسبت ایک/آٹھ (۱:۸) رہی ،جو فوجی تاریخ میں سب سے زیادہ ہے۔اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں کی ہلاکتوں کی تعداد ۶۰۰ ہے''۔

اگر چہ اس میں سچ کی اُتنی ہی قلت وافلاس ہے جتنی اس فوج کے کردار میں ایمان اور غیرت وحمیت کا کال ہے۔مالاکنڈ وسوات کے پہاڑوں اور وادیوں میں مجاہدین اس سے کئی گنا زیادہ پاکستانی فوج کا نقصان کر چکے ہیں اور مسلسل کر رہے ہیں۔ پھر بھی بفرض محال اس پر اعتبار کر ہی لیا جائے تو نتائج کے اعتبار سے فاتح کون ہے اور مستقل آزار وعذاب میں کون گرفتار ہے؟ جب کہ فوجی ترجمانوں کے مطابق مجاہدین کے ۱۵۰۷ افراد اس آپریشن میں شہید ہوئے۔ان کے اپنے بیان کردہ'' حقائق'' کے مطابق یہ تو عددی اعتبار سے بھی مجاہدین سے مات کھائے بیٹھے ہیں......ایسے میں اب یہ بے پر کی ہانکنا کہ'' چند ہفتوں میں شمالی وزیرستان کلیئر ہو جائے گا'' پرلے درجے کی بے وقوفی اور اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھودنے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے؟

اب تک کیا کچھ نہیں کیا تم نے؟

پاکستانی فوج نے آزاد قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن میں پچھلے بارہ سالوں میں کیا کچھ نہیں آزما لیا! پاکستانی فوج کے اسلحہ خانوں میں اگر کوئی ہتھیار بچا ہے جسے آزاد قبائل کے خلاف استعمال نہ کیا گیا ہو تو وہ جوہری بم ہی ہے......اس کے علاوہ ہر طرح ہلاکت خیز اسلحہ یہ فوج ان علاقوں میں مسلمانوں پر استعمال کر چکی ہے...... پاکستان فضائیہ کے سابق سربراہ کے بیان کا تذکرہ اس سے پہلے بھی کیا جا چکا ہے لیکن وہ بیان ایسا ہے کہ اُس کا جس قدر حوالہ دیا جائے اور جتنا زیادہ تذکرہ کیا جائے کم ہے......۱۵ نومبر ۲۰۱۱ء کو دبئی ایئر شو میں ایئر چیفس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اُس وقت کے فضائیہ چیف راؤ قمر سلطان نے کہا تھا:

مئی ۲۰۰۸ء سے قبائلی علاقوں پر مجموعی طور پر ۵۵۰۰ فضائی حملے کیے جا چکے ہیں۔ان حملوں میں فضائیہ نے ساڑھے دس ہزار سے زیادہ بم گرائے۔فوجی کارروائی کے نتیجے میں صرف دس سے پندرہ فی صد مسائل حل ہوئے ہیں''۔

پاکستانی فضائیہ ہی کے ذرائع نے اس بات کی تصدیق کی کہ قبائلی علاقوں میں

27 جنوری: صوبہ کنڑ......................ضلع دنگام ....مجاہدین اور افغان فوج کے مابین شدید جھڑپیں......................23 فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک ....5 ٹینک تباہ

گرائے جانے والے ۱۰ہزار سے زائد بموں میں سے ہر ایک کا وزن ۹۰۷ کلوگرام تھا۔ یعنی آزاد قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن میں صرف ساڑھے تین سالوں میں مجموعی طور پر ۹۵ لاکھ ۲۳ہزار ۵سو کلوگرام آہن و بارود برسایا جا چکا ہے......یاد رہے کہ یہ اعداد و شمار مئی ۲۰۰۸ سے لے کر نومبر ۲۰۱۱ء تک کے ہیں، اس سے پہلے اور بعد غیور قبائلیوں پر جو قیامتیں ڈھائیں گئیں اُس کے لیے کسی ریٹائر فوجی جنرل کی کتاب کا انتظار کیجیے کہ انہیں ریٹائرمنٹ کے بعد ہی اپنے مجرمانہ سرگزشت یاد کر کے جھرجھریاں آتی ہیں!

ماہرین حرب بخوبی جانتے ہیں کہ ایک انسان کو قبر کی مٹی کے سپرد کرنے کے لیے چند گرام بارود ہی کافی ہوتا ہے...... یہاں جو ۹۵ لاکھ کلوگرام سے زیادہ بارود برسایا گیا اُس کا نشانہ بننے والوں کے متعلّق کہیں سے کوئی سوال نہیں اٹھتا کہ پیوندِ خاک ہو جانے والے یہ معصوم کون تھے، کتنے تھے، کہاں تھے اور کس کے مجرم تھے؟ راستی، عدل و انصاف سے تو اس قوم کی اکثریت ویسے ہی دامن جھاڑ کر فارغ ہو چکی ہے لیکن کاش کہ 'انصاف و عدل' بھی کسی جیتی جاگتی اور چلتی پھرتی ہستیوں کے نام ہوتے تو یہ خونچکاں حقائق سن اور دیکھ کر ہی اُن کا کلیجہ پھٹ جاتا!

طالبان جیت رہے ہیں:

پچھلے بارہ سالوں میں آزاد قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن میں پاکستانی فوج کی طرف سے ساڑھے ۶ ہزار سے زائد آپریشن کیے جا سکے ہیں جن میں سے ۳۰۰ سے زائد بڑی عسکری کارروائیاں بھی شامل ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے نام ملاحظہ ہوں...... ۲۰۰۲ء سے ۲۰۰۶ء تک شمالی و جنوبی وزیرستان میں "آپریشن المیز ان"......۲۰۰۷ء میں جنوبی وزیرستان میں "آپریشن راہِ حق"......۲۰۰۸ء میں شمالی و جنوبی وزیرستان میں "آپریشن زلزلہ"، باجوڑ میں "آپریشن شیر دل" اور خیبر ایجنسی میں "آپریشن صراط مستقیم"......۲۰۰۹ء میں سوات میں "آپریشن راہ راست" اور جنوبی وزیرستان میں "آپریشن راہ نجات"......۲۰۱۱ء میں کرم ایجنسی میں "آپریشن کوہ سفید"۔ یہ آپریشن اپنے ناموں کی حد تک بہت "جری اور جنگ آور" لگتے ہیں لیکن نتائج کے اعتبار سے ویسے ہی ہیں جیسے کوئی بھنگی نعرہ لگائے کہ "میں ہفتوں میں پیس کر رکھ دیں گے" اور پھر سالوں اور دہائیوں تک اپنی ہی جان خلاصی نہ کروا سکے......

طالبان مجاہدین جو کل تک چند ایک قبائلی علاقوں میں موجود تھے، آج پاکستان کے چپے چپے پر پوری قوت سے موجود ہیں......کفار کے "سیانے" کل تک افغانستان کو روتے تھے کہ "وہاں طالبان فتح پا رہے ہیں اور امریکی افواج کے انخلا کے بعد کابل پر قبضہ کر لیں گے"......اب یہی "سیانے" اس سے بھی آگے کی بات کر رہے ہیں! برطانوی اخبار "گارجین" کہتا ہے کہ "پاکستان اور افغانستان میں طالبان بظاہر جیت رہے ہیں اور نواز شریف اور کرزئی کو مشکل صورت حال کا سامنا ہے کیونکہ دونوں کی حکمت عملی کامیاب نہیں ہو پا رہی"......

اب کسی کے دماغ میں اپنے "آئیڈیلز" کا واویلا بھی نہ آئے تو وہ کیانی ہی کی سن لے جس نے صاف لفظوں میں کہا کہ "آپریشن کی کامیابی کے چانسز ۴۰ فی صد ہی ہیں"...... یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید ہے کہ وہ اپنے دشمنوں ہی کی زبانوں سے شکست و ناامیدی کے پیغامات جاری کروا دیتا ہے......اللہ تعالیٰ کی یہ نصرت مجاہدین کے ہمراہ ہر میدان میں ہے...... بلکہ وہ تو اس قدر مہربان، شفیق اور کرم نواز ہے کہ امام المجاہدین صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے توحید باری تعالیٰ کو منوانے کی خاطر جہاد و قتال کی صفوں کو آراستہ کرنے والوں کو اس راستے کی صعوبتوں سے گزرنے کا حوصلہ دیتے ہوئے صبحِ قیامت تک کے لیے خوش خبری سنا دیتا ہے کہ

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَـكِنَّ اللّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَـكِنَّ اللّهَ رَمَى وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلاء حَسَناً إِنَّ اللّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

(الانفال: ۱۷)

"سو تم نے ان کو نہیں مارا لیکن اللہ نے ان کو مارا اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک کی جس وقت کہ پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی اور تاکہ کرے ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان بے شک اللہ ہے سننے والا جاننے والا"۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ مومنین اور مجاہدین کے دفاع کے لیے خود ہی کافی ہو جاتا ہے ......پھر کفار اور "فرنٹ لائن اتحادی" لاکھوں ٹن بارود برسا کر بھی اُنہیں کابل و وزیرستان میں ختم نہیں کر سکتے ...... بلکہ وہ اللہ کے فضل و احسان سے کابل سمیت پورے افغانستان میں برتر و غالب قوت کے طور پر ابھرتے ہیں اور وزیرستان و سوات سے اُن کی تحریک پھل پھول کر پنجاب و سندھ کے شہروں، گاؤں گوٹھوں سے لے کر اور خیبر و بلوچستان کے دور افتادہ حصوں تک پہنچتی ہے...... بلاشبہ میرے مالک سے سچّی بات اور کس کی ہو گی کہ:

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ

(الحج: ۳۸)

"اللہ تعالیٰ تو مومنوں سے ان کے دشمنوں کو ہٹاتا رہتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی خیانت کرنے والے اور کفرانِ نعمت کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا"۔

اب جو جو خائن و کفور مزید زور آزمائی کرنا چاہتا ہے تو کر دیکھے...... جو بارہ سال تک آگ و خون کے دریا عبور کر کے سرخرو ہوتے رہے وہ اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق سے اس بار بھی کامیابی، فوز و فلاح ہی سے نوازے جائیں گے اور کفار کے غلاموں کے ہاتھ خالی رہیں گے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی!

☆☆☆☆☆

28 جنوری: صوبہ میدان وردک ....ضلع سید آباد ....مجاہدین کا ہینڈ گرنیڈ ز سے حملہ ....3 صلیبی فوجی ہلاک

دین دشمن میڈیا مجاہدین کا ہدف ہے!

کاشف علی الخیری

امت مسلمہ کو عسکری طور پر مغلوب کرنے کے لیے شیطان لعین کے لشکر امت مسلمہ پر ٹوٹ پڑے، مسلمانوں کے بہتے خون کی ارزانی پر جشن فتح منایا گیا، اُن کے مقدسات کی حرمت کو پامال کیا گیا، اُن کی عصمتوں کو رسوا کیا گیا، اُن کی زمینوں پر قبضے کیے گئے، اُن کے وسائل کو لوٹا گیا، اُنہیں معاشی وجسمانی طور پر غلامی کی دلدلوں میں دھکیل دیا گیا......ایک ایسے وقت میں جب پوری امت کفار کے نرغے میں تھی، اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے انصار و مددگار پیدا کرنے کا ارادہ کیا......پھر دنیا دیکھ رہی تھی اور اللہ کے یہ بے وسائل و تہی دامن بندے کفارِ عالم سے امت کے ایک ایک زخم کا بدلہ لے رہے تھے۔ یہی ابطالِ اسلام دنیا بھر میں نفاذِ شریعت اسلامیہ کی جدوجہد کے نقیب ٹھہرے اور اِنہی کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین دشمنوں اور طواغیت زمانہ کو کاری ضربیں لگانے کا انتظام فرمایا۔

پوری دنیا میں کفار کے طاغوتی نظام کی جکڑ بندیوں نے مسلمانوں کو نا صرف عسکری و معاشی طور پر زیر کر کے اُنہیں اپنا غلام اور زیر دست بنایا بلکہ ذہنی وفکری محاذ پر بھی شکست خوردگی کا رسیا بنا کر کفریہ افکار اور لادینی نظریات کا علم تھما دیا......ایسے میں اللہ کے فضل اور اُس کی کرم نوازیوں سے امت کے غیور نوجوانوں نے کفر کے ''مضبوط'' قلعہ بندیوں میں نقب لگایا، غلامی کے فسوں کو توڑا......ایمان، عزت، غیرت اور حمیت کی بنیاد پر دنیا بھر میں جہاد و قتال کی صفوں کو آراستہ وپیراستہ کیا تو کفری طاقتیں جھنجھلا کر رہ گئیں......تین صدیوں سے غلام مسلمان اقوام بے دار ہو رہی ہیں تو اولادِ ابلیس کو اپنے بچھائے گئے ''تارہائے عنکبوت'' بکھرتے نظر آرہے ہیں......

ایسے میں کفر کی طاقتوں نے جہاں مجاہدین فی سبیل اللہ کو مٹانے کے لیے پہاڑوں، وادیوں، صحراؤں اور بستیوں بازاروں میں بارودی بموں کے ''کارپٹ'' بچھائے، وہیں اہل ایمان کی اکثریت کے ذہنوں کو اپنے قابو میں رکھنے اور ''شدت پسندی'' کا درس دینے والوں کے توڑ کے لیے ذرائع ابلاغ کے ذریعے دین، شریعت، جہاد، قتال اور نظام اسلامی کے خلاف ایک مستقل محاذ کھول دیا۔

اسی میڈیا میں مجاہدین کے خلاف بکواس کرنے اور جھوٹ کی فیکٹریوں کو ہر روز ''نیا اور تازہ مال'' بہم پہنچانے کے لیے ہر اُس بد دماغ اور سڑاند زدہ ذہن کے مالک کو لا بٹھایا گیا جس کے نزدیک امریکہ اور اُس کے حواری دنیائے عالم کے نجات دہندہ اور حقیقی غم گسار و ہمدرد ہیں جب کہ مسلمان بالعموم اور مجاہدین اسلام بالخصوص ''وحشی، درندے، اجڈ، گنوار، انسانیت کے نام پر دھبے، حیوانیت کے داعی اور سفاکیت کی زندہ مثالیں'' ہوں......

ابلاغ کے میدان میں یہ جنگ شروع ہوئی تو ''غیر جانب دار'' صحافت الفاظ کی حد تک تو پوری طاقت سے زندہ رہی لیکن عملی طور پر میڈیا اس جنگ میں کسی ایک لمحہ بھی غیر جانب دار دکھائی دیا اور نہ ہی ''آزاد'' نظر آیا......کل کے نامی گرامی صحافیوں سے لے کر نو آموز لیکن چرب زبان اینکروں تک نے جہاد اور مجاہدین کے خلاف مستقل محاذ سنبھال لیا......جو للے تللے کل تک سڑکوں، چوراہوں پر چھوٹے موٹے واقعات کی رپورٹنگ کرنے کے لیے جوتیاں گھسیٹتے پھرتے تھے، آج سجے سنورے سٹوڈیو میں گلے میں ٹائیاں لٹکا کر کیمروں کے سامنے بیٹھے خود کو بقراط وسقراط کے ہم پلہ خیال کیے ہوئے ہیں......جو جس قدر ''دور کی کوڑی'' لاتا ہے وہ اسی قدر ''ریٹنگ'' پاتا ہے......

اِن کے سینوں میں جہاد دشمنی کے الاؤ بھڑک رہے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ آج ''مارکیٹ'' میں بولی اُسی کی بڑھ بڑھ کر لگائی جاتی ہے اور مہنگے داموں وہی ''آزاد'' صحافت فروخت ہوتی ہے جس کے قلم وزبان کے نشتر دین اور جہاد پر زیادہ تیز چلتے ہیں۔ شام ۶ بجے سے رات ۱۲ بجے تک ٹی وی سکرینوں پر کہیں کوئی لال بجھکڑ براجمان ہوتا ہے، کہیں کوئی ''پنکچروں والی چڑیا'' اپنے ''دانا دنکا'' کا انتظام کر رہی ہوتی ہے......کہیں امریکی ایمبیسی میں ناؤ نوش کی محفلوں کو رونقیں بخشنے، امریکی کافروں کی بانہوں میں جھولنے اور ناچ گانا کرنے والی رافضی عورتیں دام کھرے کر رہی ہوتی ہیں......کہیں کوئی 'سیفما' کا کرتا دھرتا تیوریاں چڑھا کر اور آنکھیں گھما گھما کر واویلا کر رہا ہوتا ہے......غرض یہ کہ ہر چینل پر لگے تماشوں میں رنگ ڈالنے کے لیے دین سے عداوت و بیر رکھنے والے اور اسلام کا نام آتے ہی لال پیلے ہو جانے والے اپنا اپنا کردار نبھا رہے ہوتے ہیں......

یہ وہ سیکولر، لادین اور لبرل طبقات ہیں جن کی تمام تر اُچھل کود اور ہائے وائے کا مقصد جانوروں سے بھی چار قدم آگے بڑھ کر بلا روک ٹوک ''تقاضا ہائے بطن وفرج'' کی تسکین ہے! یہ 'بندوروں کی نسل' سے تعلّق کے دعوے داروں کے ٹوڈی وغلام ہیں اور انسانوں کی دنیا میں بھی ''جنگلی حیات'' جیسی زندگی کے متمنی ہیں......اسی مقصد کے حصول کے لیے اِنہوں نے میڈیا کو ایک کارگر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے......فحش وعریانی کا کوئی نام تو لے کر دیکھے!......ان کے ''مہذب مہذب'' کرداروں والے بھی فوری پکار اٹھیں گے کہ ''فحاشی کہتے کسے ہیں، آپ پہلے اس کی تعریف تو کریں''......کوئی

28 جنوری: صوبہ خوست ....ضلع صابری...............بارودی سرنگ دھماکہ...............ایک نیٹو ٹینک تباہ...............6 نیٹو فوجی ہلاک

آنکھوں کا بینا لیکن عقل ودل کا اندھا راگ الاپے گا کہ ''مجھے تو کہیں فحاشی نظر نہیں آ رہی''......کوئی دانش فروش ناک پر رکھے چشمے کو نیچے کر کے گھورتے ہوئے کہے گا ''فحاشی تمہارے اندر ہے! لندن اور امریکہ جا کر دیکھو کہ ننگی عورتیں بازاروں میں پھرتی ہیں لیکن کوئی ایک نظر بھی اٹھا کر نہیں دیکھتا، کیونکہ اُن کی نظروں میں فحاشی نہیں حیا ہے''......ان کی فطرت اس قدر مسخ اور مزاج میں شیطنت اس قدر راسخ ہو چکی ہے اِنہیں لندن اور امریکہ کی سڑکوں میں ''حیا کے پیکر'' جا بجا گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں......

اپنے اس سفلی پن کو معاشرے میں فروغ دینے کے لیے پچھلے چند سالوں سے تو باقاعدہ مہم کی صورت میں میڈیا نے بیڑہ اٹھایا ہے......بُرا ہو پرویزی روشن خیالی کا کہ اس سے پہلے پاکستان کے معاشرے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ''ویلنٹائن ڈے'' جیسے موذی مرض کا پاکستان کے نوجوانوں کی اکثریت شکار ہو سکتی ہے......اب حال یہ ہے کہ مصدقہ رپورٹیں آتی ہیں کہ ویلنٹائن ڈے پر شیطان کس قدر کھُل کر کھیلتا ہے اور ہوس کے ہوش وخرد گنوا دینے والے نوجوانوں کی درندگی کا نشانہ بن کر کتنی خواتین گوہرِ عصمت گنوا بیٹھتی ہیں......لیکن مجال ہے کہ کسی نے اس کی وجوہات پر پورا ٹاک شو نہ سہی ایک آدھ ''سیگمنٹ'' ہی رکھا ہو......نوجوانوں کو اسلامی کی پاکیزہ تعلیمات سے دور کر کے بلکہ شریعت سے بغاوت پر ابھار کر ابلیسی راستے پر چلانے اور ہیجان انگیز جنسی ہوس میں مبتلا کر کے دائمی مریض بنانے کا سہرا اسی میڈیا کے سر سجتا ہے......

پھر حیرت اُس وقت ہوتی ہے جب اسی میڈیا میں ''حقوقِ نسواں'' کی این جی اوز کی اخلاق باختہ ''مرد نما عورتیں'' معصوم بچیوں کے ساتھ ہونے والی جنسی زیادتیوں پر احتجاج کرتی اور بھاشن سناتی دکھائی دیتی ہیں......ایک نوجوان کو دین سے بے بہرہ کر کے ہر طرح کی بدکرداری وبداطواری کے زہر کو اُس کے رگوں میں اتار کر اُس سے ''بھلا مانس'' بنے رہنے کی توقع ''بن مانس'' کی اولاد ہی کر سکتی ہے!

میڈیا کے کرتوتوں کی وجہ ہی سے معاشرے میں بے چینی، اضطراب اور بے کلی اپنے عروج پر ہے......اللہ تعالیٰ نے تو اہلِ ایمان کے لیے طمانیت قلب اور راحتِ جسم وجاں کے لیے لازوال اور کارگر نسخہ عطا کیا ہے کہ **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب** ''خبردار! دلوں کا سکون اللہ ہی کی یاد میں پنہاں ہے''......لیکن مسلمانوں کو اللہ کے ذکر اور اللہ کے دین سے برگشتہ کرنا ہی تو ذریتِ ابلیس کا ہدف ہے......لہٰذا اگر کوئی مسلمان دین کی طرف راغب بھی ہوتا ہے تو اول اُس کے سامنے دین کی تصویر ہی ایسی پیش کی جاتی ہے کہ اس طرف اُس کا ذرا سا بھی میلان ہوا تو دنیا میں ''شدت پسند، بنیاد پرست اور دہشت گرد'' گردانا جائے گا......جب دینِ اصلی اور شریعت کاملہ کی وقعت دلوں سے جاتی رہے تو پھر نفس کو مطمئن کرنے کے لیے بھی تو کچھ نہ کچھ ہونا چاہیے!

اس کے لیے فکرِ غامدی، ''عالم آن لائن''، ''کیو ٹی وی''، طاہر الپادری، ''قطب آن لائن'' اور سیفما کے ''سومو پہلوان'' نما علمائے سو کی صورت میں وافر اور بے شمار ''پروڈکٹس'' موجود ہیں......پھر سارے کا سارا دین ربیع الاول کے جلوسوں اور محرم کے تعزیوں میں سمیٹ دیا جاتا ہے......رمضان المبارک کے رحمتوں بھرے شب وروز بھی ''مداریوں'' کی نذر کر دیے جاتے ہیں......''مَسِ الشیطان'' سے باؤلے ہو جانے والوں کے ہاں یہی دین ہے اور یہی شریعت کی تعلیمات ہیں......بے شک شیطان کی چالیں اور اُس کے مکر واقعتاً ایسے ہی ہیں کہ **لتزول منه الجبال!**

اس کے بالکل برعکس جب کہیں خالص دین کی بات ہو، اس دین کے نفاذ کی آواز بلند ہو تو ''رواداری، اعتدال اور امنِ عامۃ'' کے لیے ہمہ وقت کوشاں یہی میڈیا بازو چڑھا کر، آنکھوں میں خون اتارے، کف اڑاتا ہوا آ موجود ہوتا ہے......ابلیس کی مجلس شوریٰ کے سارے ممبران اپنے آقا ومولا کی اس بات کو خوب اچھی طرح پلے باندھ چکے ہیں کہ

عصر حاضر کے تقاضوں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں

بس اسی شرعِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آشکارا ہو جانے کا خوف ہے جو ان ملحدین اور اباحیت کے پرستاروں کو چین نہیں لینے دیتا......اللہ کے دین کی دشمنی میں یہ کذب بیانی، دروغ گوئی کی ہر حد عبور کر چکے ہیں......مجاہدین اسلام کی لازوال قربانیوں سے بخوبی آگاہ ہونے کے باوجود اُن کے بڑھتے اقدام کو آئی ایس پی آر کی ''ہدایات'' کے بل بوتے پر روکنا چاہتے ہیں (کیونکہ فوجی بوٹوں کے سامنے اکڑفوں کا نتیجہ ''سلیم شہزاد'' کی طرح بھی نکل سکتا ہے، لہٰذا) یہاں اُن کی ساری ''آزادی صحافت'' لحاف میں منہ لپیٹ کر ایک جانب جا پڑتی ہے......پھر صلیبی راتب کی پرکشش پیش کشیں ٹھکرا کر ''کفرانِ نعمت'' کرنا کہاں کی عقل مندی ہے؟ اسی کے بل بوتے پر تو کل تک ایم آئی سے چند ہزار روپے ماہانہ وظیفہ پانے والے اور لاہور کی مال روڈ پر کتابیں فروخت کرنے والے بھی آج ارب پتیوں میں شمار ہوتے ہیں اور ہر رات ٹی وی پر کبھی ''آپس کی بات ''چڑیا'' کے ساتھ'' کے تماشے لگاتے اور کبھی ''دیکھیے! آج کامران خان کے ساتھ'' جیسے سرکس چلاتے ہیں!

یہ حقیقت ہے کہ آج کا میڈیا کسی طور پر غیر جانب دار نہیں بلکہ اسلام اور مجاہدین کے خلاف کفار کی صفوں میں نا صرف کھڑا ہے بلکہ عملی طور پر اس پوری جنگ شریک ہے۔ اسی لیے شوریٰ علمائے مجاہدین نے میڈیا کے اداروں کے خلاف ایک مربوط، مفصل اور مدلل فتویٰ جاری کیا ہے......اس فتویٰ میں میڈیا کے تمام جرائم کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ میڈیا کے ان جرائم کی تفصیلات بیان کرنی ہوں تو اس واسطے کئی ایک مضامین قلم بند کرنے ہوں گے۔ یہاں اس فتویٰ میں ذکر کردہ جرائم کا مختصر طور ذکر کیا جاتا ہے:

(بقیہ صفحہ ۵۹ پر)

28 جنوری: صوبہ ننگرہار..................ضلع خوگیانی..................افغان فوجیوں پر مجاہدین کا راکٹ حملہ..........2 فوجی گاڑیاں تباہ..............2 فوجی ہلاک

گورا۔ گور۔ گورستان

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

بڑوں کی امریکی سنیٹ کام کے جنرل آسٹن سے ملاقات کے فوراً بعد وزیرستان پر بم باری کا حکم ہو گیا۔ جنرل نے پاکستان کو امداد جاری رکھنے اور مستحکم تعلق کا وعدہ کیا تھا۔ پہلے مذاکرات پر ڈرون حملہ ہوا تھا۔ اس پر بہت ہنگامہ ہوا۔ پھر یہ طے پایا کہ امریکہ بلاسبب بدنامی کیوں اٹھائے۔ یہ گندگیری (Dirty work) کولیشن سپورٹ فنڈ لینے والے فدویوں کا اپنا کام ہے۔ یوں بھی ڈرون صرف پانچ سات مارتا ہے۔ ہم نے پچھلی مرتبہ بم باری کر کے ۷۰ مارے تھے۔ اس مرتبہ شنید ہے کہ ۳۵ کا عدد ہے۔ پہلے بھی ڈرائیور، مزدور مار کر اعلان یہی تھا کہ فلاں فلاں کارروائیوں میں ملوث دہشت گرد مار دیے، اب بھی اعلانات ایسے ہی ہیں۔

حالیہ بم باری میں پشاور سینما پر حملہ کا ملزم مار ڈالنے کا دعویٰ کیا مگر دو دن بعد ایس ایس پی پشاور نے بھی یہی ملزم پکڑنے کا اعلان فرمایا! ۲۰۱۰ء میں اورکزئی آپریشن میں دہشت گردوں کے ٹھکانے تباہ کرنے کے نام پر تبلیغی مرکز پر بم باری کر کے ۶۱ شہری نمازی مار ڈالے! ہماری اسلحہ ساز فیکٹریوں میں ڈھلنے والا اسلحہ ہماری فضائی قوت و جبروت نہ پاکستان کو پیاسا مار دینے والے، وجود کے دشمن بھارت کے لیے ہے نہ مسلم کش امریکہ کے لیے۔ ہماری گھن گرج والی جنگی مشقوں کا ہدف مشرقی سرحدوں اور کشمیر کے تحفظ کے لیے نہیں ہے۔ یہ اپنی ہی پسماندہ ترین کچے گھروں پر مشتمل آبادیوں کے لیے ہے۔ روزِ سیاہ پاکستان را تماشا کُن! (پاکستان کی کم نصیبی کا یہ دن بھی ہمیں دیکھنا تھا)۔

اللہ کے سوا ہر دَر پر جھکنے والے ملک پر حکمران ہیں۔ وردی میں ہو یا سویلین ملبوس۔ اسحٰق ڈار، سرتاج عزیز امریکہ سے قیمت چکائے بیٹھے ہیں۔ لڑو، مرو، مارو گے تو ٹکے ملیں گے۔ سو حقیقت صرف اتنی ہے چند حرفی، باقی سب کہانیاں ہیں۔ اصلی دھماکے، پلانٹڈ دھماکے، گرجتی برستی پریس کانفرنسیں، چیختی چنگھاڑتی سرخیاں، کف آلود ٹاک شوئیے۔ سب کے پیچھے قائد اعظم والا کمزور نوٹ نہیں، جارج واشنگٹن والا کڑکتا ڈالر جھانکتا ہے۔ جس کی پشت پر دجالیت کی نمائندہ ایک آنکھ اصل کہانی بیان کرتی رہی ہے۔ یہ عظیم تر اسرائیل کے عالمی ایجنڈے ہیں جس کی طرف قدم بہ قدم بڑھتے ہوئے ہر خطرہ بننے کی صلاحیت رکھنے والے مسلم ملک کو تباہ کیا۔

جنگِ خلیج تا بعداز ۱۱/۹ تاخت و تاراج، عراق، مصر، افغانستان، شام دیکھیے۔ پاکستان رضا کارانہ طور پر فدوی بن کر امریکہ کے ہاتھ پر بیعت کر بیٹھا۔ باب الفتن میں احادیث نے جن مقامات کی نشاندہی کی ان میں سے ایک ایک اس کا ہدف ہے۔ مسلمان کو بغیر اسلام کے اسلامیات کا منحنی معذرت خواہانہ تعلیمی نصاب لارڈ میکالے نے دیا۔ قرآن شجرِ ممنوعہ، حدیث کے لیے فتنۂ انکارِ حدیث۔ تاریخ جغرافیے سے مکمل محرومی۔ اقبالؒ نے خود ہی کہہ دیا تھا اپنے بارے ''ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو''...... لہٰذا چمن سے باہر بیٹھے میراثیوں کے حوالے شاعرِ انقلاب کر دیا گیا۔

اب مغربی پالیسی ساز ادارے خراسان اور غوطہ (شام) سے خوب خوب واقف ہیں۔ لہٰذا ان کی بربادی ہدف ہے۔ غوطہ پر وحشیانہ حملے، قبائلی پٹی پر کسی صورت امن قائم نہ ہونے دینا، نارنمرود بھڑکائے رکھنا ان کی ضرورت اور ہمارے (حکمرانوں کے) شکم کی مجبوری ہے۔ آپریشن، آپریشن کی چیخ و پکار صرف وہ پرانی تاریخ دہراتی اور بنی اسرائیل کا وہ منظر تازہ کرتی ہے۔ برابا ڈاکو کو رہا کرو، عیسیٰؑ کو پھانسی دو! ہمیں بھی کہا تو گیا تھا:

وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ (الحدید: ۱۶)

''یہ کہیں ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان میں سے زیادہ تر فاسق بنے ہوئے ہیں''۔

نزولِ قرآن کے ۱۴۰۰ سال بعد آج ہم بھی روحِ ایمانی کھو چکے۔ کثیر تعداد ظاہری مذہبیت کا بے جان ڈھانچہ لیے، خدا فروشی، دنیا پرستی میں ڈوبی ہے۔ تحریفوں، فلسفیانہ موشگافیوں اور میڈیائی چال بازیوں سے (رضا کارانہ) بہکا مسلمان دجالی جنگ کا لقمۂ تر ہے! طالبان کو دیکھتے ہی آئین آئین کی رٹ لگا دیتے ہیں۔ قرآن و سنت، شریعت کی بات سنتے ہی بھڑک بھڑک اٹھتے ہیں۔ بھنا کر کہتے ہیں آئین میں سارا قرآن موجود ہے! آئین، شریعت تو بہت اعلیٰ و ارفع پیمانہ ہے۔ (یہ منہ اور مسور کی دال!)

سیکولر پیمانوں پر بھی ذرا مشرف کے ہاں اس کی بالادستی دکھا دیجیے۔ اقراری مجرم (اپنی کتاب میں) جسے کئی نوٹس ہسپتال میں سرو ہوئے اور کوڑا دان کی نذر ہوئے۔ جس کی بعداز خرابیٔ بسیار ایک پیشی پر ۱۷ گاڑیاں، ۱۲۰۰ اہلکار، کروڑوں روپے غریب قوم کے لٹا کر، پورا دن عدالت کو پہلے منتظر رکھا۔ واپسی پر صحافی اور عدلیہ اس کے تحفظ کے لیے یرغمال بنی رہی! ملک کو پتھر کے زمانے میں پہنچا کر فوج کو امریکی غلامی میں دینے والے مجرم سے آئین کے اسباق پڑھ لیجیے! ملک میں حراستی مراکز کے جال بچھانے اور آبادیوں کو قبرستانوں میں بدل دینے کی پالیسی کے بارے آئین میں کیا کہتا ہے؟ انگریز کا

28 جنوری: صوبہ لغمان...............ضلع قرغئی...............بارودی سرنگ دھماکہ...............3 رینجرز گاڑیاں تباہ...............6 اہل کار ہلاک

بنایا FCR جو فرد کی سزا پورے قبیلے کو دیتا ہے......آئین، شریعت، انسانیت کی رُو سے روا ہے؟ یہ صرف اسرائیلی قانون ہے فلسطینیوں کے لیے! طالبان کے بوڑھے والدین، عورتیں، بچے مقید کرنے بارے آئین کی رہنمائی کیا ہے؟ مولانا عبدالعزیز کی ضعیف والدہ (مسجد، جامعہ اور طلباء و طالبات کی شہادت کے علاوہ) کی شہادت، جس میں لاش تک غائب کر دی جائے کس قانون، آئین کی پاس داری ہے۔ محمود خان اچکزئی نے جو حکومتی کمیٹی کے رکن رستم شاہ مہمند کے حوالے سے بتایا کہ اہل کار، مولانا فضل اللہ کی والدہ اور اہلیہ کو اٹھا کر لے گئے تھے۔ والدہ حراست میں انتقال کر گئیں (البتہ اہلیہ کو بعد ازاں چھوڑ دیا)۔ یہ اسلامی آئین کی کون سی شق کے تحت ہوا؟

سیکولر بے دین میڈیا کے نزدیک خواتین صرف بے حجاب و بے پردہ ہوں تو لائقِ اعتنا ہیں؟۔ باپردہ عورت کو اسلامی آئین کوئی تحفظ نہیں دیتا؟ دس لاکھ آبادی کو قبرستان بنا دینے کے متمنی ایک بوتلی دانش وراس امر پر غم و غصّے سے لوٹنیاں لگا رہے تھے کہ ان (داڑھیوں اور شریعت والوں) کو یکا یک اتنی اہمیّت حاصل ہو گئی۔ ان کی بات سنائی جا رہی ہے۔ صفایا پھیر دو، کوئی ٹیلی ویژن پر نظر نہ آئے، خبروں میں نہ چھپے! آزادیٔ اظہارِ رائے کے دعوے داروں کا حقیقی چہرہ دیکھئے! تیرہ سالوں سے یک طرفہ سیکولر فاشسٹوں کی کھوکھلی گھسی پٹی (Rhetric) سن سن کر کان پک گئے اور معدہ حلق کو آنے لگا۔ کیا حرج ہے کہ آپ کی چڑیا کے مقابل اُدھر کا کبوتر تو اترسے نہ سہی کبھی ہفتہ بھر میں گھنٹہ بھر آ کر اپنا موقف بیان کر دے؟

پوری قوم تیرہ سالوں سے گورے اور گور (عوام کی قبر) کے درمیان پھنسی ہے۔ جنرل پاشا کی طرح قوم گورکنوں کے حوالے کر کے خود دبئی کے عشرت کدوں میں جا بسنے والے، یہ پاکستان میں دبئی سٹائل ریڈ زونز کے جزیروں میں رہنے والے، بیک جنبشِ قلم ۱۰ لاکھ کی آبادی پر بم باری سے موت برسانے والے، خود کتنا جی لیں گے؟ کیا انہوں نے یہ پڑھ لیا ہے؟

بلّھے شاہ اساں مرنا ناہیں!

ایک جانب شریعتی آئین کے ناک تلے کراچی میں فیشن شوز کے نام پر شرم ناک برہنگی شوز اخبارات، ٹیلی ویژن پر بھرپور تشہیر کے ساتھ جاری و ساری ہیں۔ لباس کے نام پر دھجیاں اور چیتھڑے پہنے یہ جنسی دہشت گردی! دوسری جانب عصمت مآب مسلمان بیٹیوں کے کچے گھروں پر بم باری کر کے تن اور کپڑے چیتھڑوں میں تبدیل! اس آپریشن کا اصول وہی ہے جو مشرف نے لال مسجد آپریشن سے پہلے میڈیا سے طے کیا تھا ''تم لاشیں نہ دکھاؤ تو میں آپریشن کر دوں گا''...... یہاں بھی آزاد میڈیا جا کر شمالی وزیرستان سے براہ راست ازبک، چیچن یا دہشت گرد طالبان کے مسمار شدہ ٹھکانے یا لاشیں کیوں نہیں دکھاتا؟ دعوے چیک ہو جائیں۔ کچے گھروں میں مقیم نشانہ بننے والے خاندانوں کے گھر والے بھی ہوا کرتے ہیں۔ وہ بھی روتے ہیں۔ ان کے بھی آنسو بہتے ہیں۔ یتیم بچے بلکتے ہیں۔ تصویریں کیوں نہیں چھپتیں؟ مکمل بلیک آؤٹ؟ مناظر کیوں نہیں دکھاتے؟۔ حقیقت یہ ہے کہ:

ہوس کے پنجۂ خونیں میں تیغِ کارزاری ہے

(یہ تحریر ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکی ہے)

☆☆☆☆☆

دو انتقال، دو رویے

سندھ سے تعلّق رکھنے والے دو اہم افراد کا گزشتہ دنوں انتقال ہوا، پروفیسر حافظ وحید اللہ خان اور حاجی عبدالرزاق یعقوب کا۔

پہلے حاجی عبدالرزاق یعقوب کا انتقال ہوا سو ان کا جائزہ لیتے ہیں ہم، عبدالرزاق یعقوب گولڈ کے تاجر تھے۔ اسمگلنگ میں موصوف زرداری کے شراکت دار بھی تھے، اے آر وائی (ARY) کے نام سے نشریاتی ادارہ قائم کیا، قبر پرستی کو اپنے ایمان کا حصّہ سمجھنے والے عبدالرزاق یعقوب نے خبروں کے چینل کے ذریعے متحدہ قومی موومنٹ، قبر پرستوں، لادین عناصر اور مجاہدین کیخلاف پروپیگنڈے کا آغاز کیا۔ میوزک چینل اور اے آر وائی ڈیجیٹل (ARY Digital) کے ذریعے قوم میں فحاشی پھیلائی، خود الطاف حسین نے اسی کے چینل پر آ کر انکشاف کیا کہ عبدالرزاق یعقوب نے اسے، برطانیہ آمد پر ہزاروں پاؤنڈ زفراہم کیے۔۔ اب یہ شخص انتقال کر چکا ہے لیکن اس کے چینل پر سیاسی رہنما، شیعہ، صدر وزیر اعظم اور فوجی حکام اس کی تعریفیں کر کر کے نہیں تھک رہے، دجالی نظام ہے سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کرنا ویسے بھی بائیں ہاتھ کا کھیل ہے!

پروفیسر حافظ وحید اللہ خان، استقامت کا جبل اور راہِ حق میں سب کچھ لٹانے والے خاندان کے سربراہ تھے، ایک بیٹا ڈاکٹر ارشد وحید اور پوتا وزیرستان میں ڈرون حملے میں شہید ہوئے۔ ڈاکٹر اکمل وحید، اسد وحید اور اجمل وحید پاکستان اور دبئی کی جیلوں میں کئی سال قید رہے، ایک بیٹا اسامہ وحید ابھی بھی فوج کے حراستی مرکز میں قید ہے، خود پروفیسر وحید اللہ خان نے پاکستانی اساتذہ کی سب سے بڑی اور موثر تنظیم، تنظیم اساتذہ قائم کی، سکھر میں حرا پبلک کے نام سے ہزاروں بچوں میں علم کی روشنی بانٹی، لیکن دین کے لیے بے مثال قربانی دینے والے اس بوڑھے شخص کے لیے کہیں بھی تحسین کے دو لفظ نہیں گو کہ اسکی ضرورت بھی نہیں

جس کا عمل ہے بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے

لیکن پھر بھی ریاستی و سیاسی رویے بتا رہے ہیں کہ اس ریاست میں کس کی کتنی عزت ہے!

☆☆☆☆☆

28 جنوری: صوبہ ہلمند..................ضلع گریشک..................مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ..................5 افغان فوجی ہلاک

وسطی افریقہ میں مسلمانوں کا قتلِ عام

سلسبیل مجاہد

دجالی فتنوں سے پُر موجودہ دور میں اگر کوئی جرم قرار پایا ہے تو وہ کسی انسان کا مسلمان ہونا ہے...... مسلم دنیا پر نظر ڈالی جائے تو کوئی حصّہ ایسا نہیں ملتا جہاں خونِ مسلم کی کوئی حرمت ہو، جان و مال کا تحفظ ہو، یا مسلمانوں کے ظلم پر کسی ''انسانی حقوق'' کے علم بردار نے کوئی کاروائی کی ہو۔ بنگلہ دیش ہو کہ برما، فلسطین ہو کہ کشمیر، شام ہو یا فلپائن افغانستان ہو کہ چیچنیا، ہر جگہ مسلمانوں کی آہیں اور سسکیاں ہیں۔ دوسری طرف نصاریٰ اور دیگر کفار کے 'تحفظ وترقی' کے لیے 'اقوام متحدہ' کے چارٹر کے علی الرغم جدید ریاستوں کی ٹوٹ پھوٹ کو بھی جائز بلکہ ضروری گردانا جاتا ہے اور ضرورت پڑنے پر تمام تر عسکری قوت جھونک کر کفار کے لیے علیحدہ 'وطن' حاصل کر لیا جاتا ہے......اس سلسلے میں ماضی میں زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں بلکہ مشرقی تیمور اور جنوبی سوڈان کی مثالیں تو بالکل آج ہی کی بات ہیں!

وسطی افریقہ جمہوریہ میں گذشتہ تین مہینوں سے مسلمانوں پر وحشیانہ تشدد کیا جارہا ہے اور اس ظلم و بربریت میں حکومت کی فوج، عیسائی، ملیشیا، ملک کی عیسائی اکثریت مل کر حصّہ لے رہی ہے۔ وسط افریقہ جمہوریہ کی کل آبادی اس وقت ۴۸ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے اور اس میں مسلم آبادی کا حصّہ ۱۵ فی صد ہے۔ اس ۱۵ فی صد کی جس طرح نسل کشی کی جارہی ہے اس سے بنا پر دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کا وجود ۱۵ فی صدی کے تناسب کو بھی پورا کرنے سے قاصر ہوجائے۔ مسلمانوں کے خلاف اس مجرمانہ خانہ جنگی کا آغاز مسلمان 'جتودیا' کے خلاف عیسائی آبادی کی سرگرمیوں کے نتیجہ میں ہوا، جس کے بعد وسطی افریقہ میں عام بغاوت پھیل گئی اور حکومت ناکام ہوگئی......اس طرح ملک کی تاریخ کا پہلا مسلمان صدر اپنے اقتدار سے محروم ہو کر جلا وطن ہوگیا اور عیسائیوں کا کھویا ہوا اقتدار بحال ہوگیا۔

اس کے بعد مسلمانوں کے خلاف انتقامی کاروائی کا سلسلہ شروع کیا گیا جس میں وحشت ناکی کی انتہا کردی گئی۔ اس وقت دس لاکھ افراد مسلمان ہجرت پر مجبور کر دیے گئے ہیں، گاؤں کے گاؤں نذرِ آتش کر دیے گئے ہیں، کھیت کھلیان جلا دیے، مساجد مسمار کر دگئی ہیں، ۱۳۰۰ معصوم بچوں کو بے دردی سے قتل کر کے اس کے گلے واعضا کاٹ کر لاشوں کو مسخ کیا گیا ہے۔ صرف فروری کے پہلے دو دنوں میں ایک ہزار سے زائد مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا، اجتماعی قتلِ عام ایک معمول بن چکا ہے، لوگوں کے گلے کاٹ کر ان کی لاشوں کو درختوں پر لٹکایا جارہا ہے، سڑکوں وگلیوں میں گھسیٹا جارہا ہے، اور اعضا کاٹ کاٹ کر پھینکے جارہے ہیں۔ عیسائی وحشیوں کی جانب سے آدم خوری کا بھی مظاہرہ کیا جارہا ہے مسلمانوں کو زندہ آگ میں پھینک کر ان کے سوختہ ہونے تک خوشیاں منائی جاتی ہیں اور پھر ان کے جلے ہوئے اجسام سے گوشت نوچ نوچ کر کھایا جاتا ہے۔ سوشل میڈیا میں ظلم و سربریت کی تصاویر بھری پڑی ہیں جن میں مسلمانوں کو ہاتھ پاؤں سے باندھ کر خنجر برسائے جارہے ہیں یا فوجیوں کی سنگینوں سے وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنتے دکھایا جارہا ہے۔

اقوام متحدہ اورانسانی حقوق کی تنظیمیں:

چونکہ اس قتلِ عام کا نشانہ مسلمان بن رہے ہیں لہٰذا ہمیشہ کی طرح اقوام متحدہ کی طرف سے سفاک خاموشی کا مظاہرہ جاری ہے......یہ تو مسلمانوں کا خون ہے اس لیے اس کے بہنے پر کسی کو زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ...... چند ایک اعداد و شمار کی رپورٹ پیش کرنے یا طوعاً وکرہاً کچھ مذمتی بیانات داغ دینے کے علاوہ اس سے کچھ بن نہیں پایا۔ ''انسانی حقوق'' کی تنظیمیں بھی دراصل مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ نہیں کرتی کیوں کہ دنیا بھر میں قائم طاغوتی نظام کی نظر میں مسلمانوں کے کوئی حقوق سرے سے ہیں ہی نہیں۔ یہ تنظیمیں صرف مسلمانوں کی لاشوں کی گنتی، ان کی اموات کی تصدیق وتردید کے لیے بیٹھی ہیں......قوام متحدہ کے امن دستے بھی چین کی بانسری بجارہے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا عمل بھی حیران کن نہیں اس لیے کہ یہ سب مسلمان مخالف ایجنڈے کا حصّہ ہیں اور اسی کے مطابق اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اگر یہ سب دیکھ کر بھی مسلم امہ کی آنکھیں نہ کھلیں تو مقامِ عبرت ہے!

بین الاقوامی دنیا ، میڈیااور بے حس حکمران:

اگر یہ سب مظالم کسی عیسائی اقلیت پر ڈھائے جاتے تو سب سے پہلے پوپ کی چونچ کھلتی اور پھر اس کے پیچھے پیچھے ساری دنیا کے کافر دم ہلاتے بھاگتے۔ کیا اقوام متحدہ اور اور کیا امریکہ! سلامتی کونسل میں قرار دادیں منظور ہوجاتی اور امریکہ و نیٹو کی افواج اب تک وسطی افریقہ میں اتر چکی ہوتی! اور غیض وغضب سے پھنکارتے ہوئے کہا جاتا ہے ''آخر کتنے عیسائیوں کا خون بہا کر امن کا انتظار کیا جائے گا؟''......لیکن خونِ مسلم تو اس وقت سب سے ارزاں ہیں جس کے لیے کسی کے دل میں درد نہیں، مسلم دنیا کے بے حس حکمرانوں میں بھی کسی کو کچھ کہنے تک کی توفیق نہیں ہوئی، او آئی سی بھی صرف مذمتی بیان دے کر اپنا کام پورا کر چکی ہے، آخر کون ہے جس سے ان بے کسوں اور مظلوموں کو سہارا ملے؟

28 جنوری: صوبہ لغمان.................ضلع کرغئی.................بارودی سرنگ دھماکہ.................ایک رینجر زگاڑی تباہ.................4 فوجی ہلاک

اسی طرح میڈیا میں ساری دنیا کی خبریں پیش ہوتی ہیں لیکن مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا رتی برابر بھی پیش نہیں کیا جاتا، کیوں کہ ایسی خبروں کی تشہیر بھی ''دہشت گردی'' کے زمرے میں آتی ہیں۔ بین الاقوامی میڈیا کی جانب سے رپورٹ کیے جانے والے واقعات وتصاویر تو بس اس امت کا تمسخر ہیں، ان کے او پر خوف کی ایک کیفیت طاری کرنے، ان کو مایوسی کے اندھیرے میں دھکیلنے کے لیے ہیں کہ دیکھو! یہ ہے تم مسلمانوں کا انجام اور کوئی نہیں تمہارے لیے آواز اٹھانے والا!

مجاهدین هی حقیقی غم گسار اوراصل نجا ے دهنده هیں!

جب ''اسلام کے قلعہ'' کے ''محافظ'' مسلمانوں کا خون بہانے میں خود پیش پیش ہیں اُن سے کیا توقع! یہاں تو کہیں کسی دفتر خارجہ کی طرف سے دوحرفی مذمتی بیان بھی سامنے نہیں آیا، مبادا نصرانی آقا کا مزاج ہی نہ بگڑ جائے!

ایسے میں جب ہر طرف دکھ کی کیفیت ہو اور کہیں کوئی دادرسی کرنے ولا نہ ہو تو اللہ کے جاں باز سپاہی یعنی مجاہدین اسلام اپنے مسلمان بھائیوں کی دھارس بندھانے ان کی ہمتوں کو مجتمع کرنے اور ان کے آنسوں پوچھنے کے لیے موجود ہوتے ہیں! امارت اسلامیہ افغانستان ہی اپنے مظلوم بھائیوں کی ڈھارس بندھانے کے لیے سامنے آئی۔ امارت نے اپنے اعلامیہ میں کہا

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيراً وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ.(الحج: ۴۰)

''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے نہ ہٹاتا تو خانقاہیں اور گرجے اور یہودیوں کی عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے، گرائی جاچکی ہوتیں۔ اور جو شخص اللہ (کے دین) کی مدد کرتا ہے، اللہ اس کی ضرور مدد کرتا ہے، بے شک اللہ توانا ہے، غالب ہے''۔

گذشتہ تین ماہ سے وسطی افریقہ کے ملک میں عیسائی جرائم پیشہ جنگ جوؤں کی جانب سے مسلمانوں کی قتل عام کا سلسلہ جاری ہے، جس میں اب تک ہزاروں مسلمان شہید ہو چکے ہیں اور لاکھوں وحشی درندوں کی مظالم کی وجہ سے اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبُور کیے جاچکے ہیں۔ جو دل خراش تصاویر ذرائع ابلاغ میں شائع ہوئے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مقامی وحشی جنگ جو سر عام گاؤں، تجارتی مراکز حتیٰ کہ مذہبی مراکز اور عبادت خانوں میں نہایت سفاکیت و بے رحمی سے مسلمانوں کو قتل کرنے کے بعد ان کی لاشوں کو نذرِ آتش کر رہے ہیں! بدقسمتی سے یہ تمام وحشی جرائم دنیا کے سامنے اس ڈھٹائی سے کیے جا رہے ہیں کہ ''انسانیت کے تحفظ اور حفاظت'' کا دعویٰ کرنے والا کوئی ملک، عالمی اور انسانی حقوق کی ادارے' اس انسانی المیہ کو ختم کرنے کے متعلّق کسی قسم کا کوئی عملی قدم نہیں اٹھا رہا ہے، اُن کی یہی مجرمانہ خاموشی وحشی جرائم پیشہ کفار کو اپنی سفاکیت جاری رکھنے میں مزید حوصلہ افزائی دیتی ہے!

لہٰذا امارت اسلامیہ ان وحشی جنگ جوؤں کی ہاتھوں سے ان کے بہیمانہ قتل کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتی ہے......امارت اسلامیہ سمجھتی ہے کہ ایسی حالت میں کہ وسطی افریقہ کے مظلوم مسلمانوں کی نجات دلانا شرعی، اخلاقی اور انسانی اعتبار سے مسلم امہ کی شرعی و ایمانی ذمہ داری ہے.....''

دنیا دیکھ لے کہ امارت اسلامیہ کی جانب سے مسلمانوں پر کئے جانے والے ہر ہر ظلم کا نوٹس لیا جاتا ہے اور اس پر مسلمانوں کو متوجہ کیا جاتا ہے، اسی طرح مجاہدین بھی اپنے مظلوم بھائیوں کے لیے عملی طور اٹھ کھڑے ہوئے ہیں......اپنے دینی فرض کی ادائیگی کے لیے صومالیہ میں الشباب المجاہدین اور نائیجریا میں 'بوکوحرام' کے مجاہدین نے وسطی افریقہ میں مسلمانوں پر توڑے جانے والے ان مظالم کا بدلہ لینے اور حساب چکانے کے اعلانات کیے ہیں......الشباب اور بوکوحرام کے مجاہدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت شاملِ حال رہے تو وہ عیسائی مجرموں کو سبق سکھانے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں، جس کا اظہار وہ صومالیہ میں امریکی افواج کے حملوں کو پسپا کرنے، صومالی نظام حکومت کو بری طرح مضمحل ولا چار کر کے رکھ دینے والی کارروائیاں کرنے، نائیجیریا میں نصرانی حکمرانوں کو ناطقہ بند کرنے اور کینیا میں شاپنگ مال پر کئی گھنٹوں محیط فدائی آپریشن میں یہود و نصاریٰ کو واصل جہنّم کرنے کی صورت میں کر چکے ہیں۔

مسلم امہ کے لیے اس وقت اگر کوئی امید کی کرن ہے تو وہ صرف اور صرف مجاہدین اسلام ہیں۔ ان کے ہاتھ مضبوط کیجیے ان کی پشت پناہی کیجیے، اور ان کے ساتھ اپنی ہمدردیاں رکھیے۔ یہی نجات کی راہ ہیں اور یہی طلوع اسلام کی پہلی کرن ہیں۔

☆☆☆☆☆

''مسلمانوں کے قتل کے حوالے سے تو ہم یہی کہتے ہیں کہ بلاشک وشبہ مجاہدین تو اس درجہ احتیاط کرتے ہیں کہ کہیں ان کی وجہ سے کسی ایک مسلمان کو بھی اذیت نہ پہنچے۔ یہ کہاں ممکن ہے کہ مجاہدین قصداً مسلمانوں کو اذیت پہنچائیں جب کہ وہ گھروں سے نکلے ہی اس لیے ہیں کہ مسلمانوں پر سے ظلم وعدوان کو رفع کریں۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ مسلمانوں کو تکلیف میں مبتلا کریں جب کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں ہی کے دفاع میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ یقیناً کوئی صاحبِ عقل شخص ایسا نہیں سوچ سکتا''۔
شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ

28 جنوری: صوبہ میدان وردک........................ضلع سید آباد........................مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ........................6 سکیورٹی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی

جہادِ عراق......مجاہدین کی پیش قدمیاں جاری!

عبیداللہ غازی

مجاہدین نے عراق میں فتوحات کے سلسلے کو بڑھاتے ہوئے رافضیوں کی عراق، شام، ایران اور لبنان پر مشتمل 'سلطنت رافضیہ' کے خواب کی کرچی کرچی کر دیا ہے۔ سرزمین دجلہ وفرات میں مجاہدین نے بے پناہ قربانیوں کے بعد امریکی افواج کو مار بھگایا جس کے بعد آزمائش درآزمائش اور صعوبت در صعوبت کا ایک طویل سلسلہ' تحریک جہاد نے جھیلا......عراق کے صحراؤں کی وسعتوں میں مجاہدین پناہ پر مجبور ہوئے......اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص سے یہ وقت آن پہنچا ہے کہ اب مجاہدین اپنی قوت کو مجتمع کر کے روافض کو وہی سبق سکھانے میں مصروف ہیں جو اس سے پہلے صلیبی لشکروں کو وہ سکھلا چکے ہیں۔

بادوش جیل عملیہ:

۴ فروری کو عراق کے رافضی وزیراعظم نوری مالکی نے دعویٰ کیا کہ ''عراقی افواج نے دولۃ الاسلامیہ کے امیر ابوبکر بغدادی کو زخمی کر دیا ہے''......یقینی طور پر مکار رافضی دماغوں میں یہ سازش پکی ہوگی کہ ایسا اعلان کرنے سے مجاہدین کے حوصلے ٹوٹیں گے اور شیخ ابوبکر بغدادی حفظہ اللہ کو لامحالہ طور پر کسی طرح منظر عام پر آ کر اپنی موجودگی اور خیریت سے آگاہ کرنا ہوگا، جس کے بعد اُنہیں ہدف بنانا آسان ہو جائے گا۔ شاطر اور عیار رافضی جو کچھ بھی سوچیں اور منصوبہ بندی کریں لیکن مجاہدین کے ساتھ چونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد و تائید شامل حال ہے لہٰذا اُنہوں نے اس خبر کے نتیجے میں ذرہ برابر کم ہمتی کو قریب نہ پھٹکنے دیا اور رافضی حکومت پر ایسا وہاں سے جوابی وار کیا جہاں سے اُسے توقع تک نہ تھی۔

اس جھوٹے پروپیگنڈے کے اگلے دن ہی مجاہدین نے موصل میں واقع' عراق کی بڑی جیلوں میں سے ایک جیل 'بادوش' پر حملہ کر کے اُسے فتح کر لیا۔ جس کے بعد مجاہدین نے موصل کے کئی علاقوں پر اپنی گرفت مضبوط کر لی اور زنجیلی کے علاقوں میں موجود تمام سیکورٹی چیک پوسٹوں کا کنٹرول سنبھال لیا۔ بادوش جیل میں ۳ ہزار مرد اور ۸۰۰ مسلمان خواتین روافض کی قید میں جکڑی ہوئی تھیں، جن میں سے اکثر کو سزائے موت سنائی جا چکی تھی۔ ان تمام مسلمان قیدیوں کو مجاہدین نے آزاد کروایا۔ یاد رہے کہ بادوش جیل، ابوغریب کے بعد عراق کی سب سے بڑی جیل ہے۔

ہزاروں مسلمان خواتین روافض کی قید میں:

عالمی ادارے ''ہیومین رائٹس واچ'' نے اپنی سالانہ رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ ''عراقی جیلوں میں سیکورٹی حکام نے ہزاروں خواتین کو دہشت گردی کے الزام میں مقدمات کا اندراج کیے بغیر قید کر رکھا ہے۔ جہاں انہیں تشدد، اخلاقی بدسلوکی اور زیادتی کا نشانہ بنانا معمول بن چکا ہے۔ اس حوالے سے عراقی وزارت داخلہ کے ترجمان سعد معان نے بھی تصدیق کی ہے کہ کئی جیلوں میں خواتین سے زیادتی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ عراقی سیکورٹی فورسز نے گزشتہ کئی سالوں میں فلوجہ، رمادی، موصل، بغداد اور دیگر شہروں میں چھاپوں کے بعد ہزاروں خواتین کو گرفتار کر کے نامعلوم مقامات پر قید کر رکھا ہے''۔

ادارے کے ڈپٹی ڈائریکٹر 'جو اسٹورک' نے اس رپورٹ کی تیاری کے لیے عراق کا دورہ کیا تھا۔ اس رپورٹ میں اُس نے مزید لکھا کہ ''عراقی سیکورٹی فورسز کے ہاتھوں زیادتی اور تشدد کا نشانہ بنائی جانے والی درجنوں خواتین سے اسے بتایا کہ انہیں محض اس لیے گرفتار کیا گیا کہ ان کے اہل خانہ میں سے کسی فرد پر القاعدہ سے تعلق کا الزام تھا۔ ان خواتین کا کہنا تھا کہ گرفتاری کے بعد جیل پہنچائے جانے کے دوران میں انہیں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا، جب کہ جیل منتقلی کے فوری بعد ان کی لاتوں، گھونسوں اور تھپڑوں سے ''تواضع'' کی جاتی۔ حراستی مراکز میں الٹا لٹکایا جاتا، بجلی کے جھٹکے دیے جاتے اور زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا۔ سیکورٹی فورسز نے ۲ ہزار سے زائد خواتین کو محض اس الزام کے تحت گرفتار کیا کہ ان کے شوہروں کے القاعدہ کے جنگ جوؤں سے رابطے ہیں۔ ان مظالم کا شکار کئی خواتین نے عہد کیا کہ قید سے رہائی کے بعد ان کی زندگی کا واحد مقصد یہی ہے کہ وہ القاعدہ میں بھرتی ہو کر خودکش بم بار بن جائیں''۔

پاکستانی اسلحہ عراقی رافضیوں کے ہاتھ میں!

ایک جانب عراق کی رافضی حکومت عفت مآب مسلمان خواتین کے ساتھ درندگی اور بہیمیت کا یہ سلوک روا رکھے ہوئے ہے جب کہ دوسری جانب ''اسلام کے قلعہ'' سے اس حکومت کو اسلحہ کی سپلائی کا معاہدہ کر لیا گیا ہے۔ جی ہاں! ''عالم اسلام کی واحد ایٹمی طاقت'' کا لیبل ماتھے پر سجائے نظامِ پاکستان نے عراقی حکومت سے دفاعی اور فوجی معاہدے کیے ہیں، جن کی رو سے پاکستان عراقی فضائیہ کی تنظیم نو سمیت عراقی فوج کے لیے ایئر ڈیفنس کا نیا نظام قائم کر کے دے گا۔ اس کے علاوہ عراق نے پاکستان سے جدید ترین لڑاکا طیارے جے ایف ۷ اتھنڈر لینے سمیت جدید فوجی ساز وسامان، آلات اور ہتھیاروں کا نظام حاصل کرنے کے معاہدے کیے ہیں۔ یہ تمام معاہدے فروری کے اوائل میں عراقی ایئر فورس جنرل انور حماد امین اور عراقی ایئر ڈیفنس جنرل بابر عبید کے پاکستان کی دفاعی وفوجی قیادت سے ملاقاتوں کے دوران ہوئے۔ اس موقع پر بابر عبید نے کہا کہ

29 جنوری: صوبہ کابل ....ضلع بگرامی ....ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ..................ایک امریکی ٹینک تباہ ....4 امریکی فوجی ہلاک

''عراقی فورسز کی تنظیم وتشکیل نو میں پاکستان کی مدد کی ضرورت ہے''......

پاکستان کی مرتد افواج ہر اُس موقع پر اپنی ''خدمات'' پیش کرنے کے لیے آمادہ وتیار رہتی ہیں جہاں مسلمانوں کے خون سے کھیلنے کا موقع ملنے کی امید ہو۔ایسے میں اگر ساتھ ''زرمبالہ'' بھی ملے اور ڈالروں کی صورت میں ادائیگیاں بھی ہوں تو پھر بھلا خون مسلم بہانے میں کیوں دیر کی جائے! آخر دبئی ایئرشو میں دھوئیں سے کرتب دکھانے کے فوائد سمیٹنے میں بخل سے کیوں کام لیا جائے؟ اقبال مرحوم سے معذرت کے ساتھ ان فوجی جرنیلوں کے منہ کو لگے خون مسلم کے ذائقے اور شکم میں دہکتی ہوس کی آگ کو بجھانے کے لیے درکار ڈالروں کی ریل پیل پر اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ

اسلحہ بکے، ڈالر ملیں، برباد ہو ملت
مت جانئے ایسی تجارت میں خسارہ!

مجاهدین کی قیمت:

پاکستانی افواج بھی اپنی بولی لگوانے میں کامیاب ہیں، ایمان فروشی اور خون مسلم کے بہانے میں اپنے حصّہ ڈال کر بدلے میں حاصل ہونے والے ڈالروں کو ڈکار رہی ہیں جب کہ دوسری جانب صفوی حکومت نے دولۃ اسلامیہ فی العراق والشام سے تعلّق رکھنے والے ہر ''غیر ملکی شدت پسند'' کو شہید کرنے پر ۷۱ ہزار ۲ سو ڈالر انعام دینے کا اعلان کیا ہے۔جب کہ کسی بھی ''شدت پسند'' کو زندہ پکڑنے پر ۲۵ ہزار ۸ سو ڈالر'' انعام ''رکھا گیا ہے۔اس بات کا اعلان عراق کی وزارتِ دفاع نے ۲۱ فروری کو کیا۔

مجاهدین کی عملیات:

مجاہدین کو اپنے سروں کی قیمتیں مقرر ہونے اور اپنے خلاف یہود ونصاریٰ سمیت کفار کے ''فرنٹ لائن اتحادیوں'' کے اتحاد کی کچھ پرواہ نہیں ......وہ اللہ رب العزت کے کلمہ کی سربلندی کے لیے ان تمام طاغوتی قوتوں کے گٹھ جوڑ کے باوجود اپنے میدان میں استقامت سے ڈٹے ہوئے ہیں۔اور اپنی منظّم کارروائیوں سے دین دشمنوں پر قہر بن کر ٹوٹ رہے ہیں۔

۵ فروری کو بغداد میں واقع قلعہ نما علاقہ گرین زون اور مالکی حکومت کی وزیر خارجہ کے ہیڈکوارٹر کو شہیدی حملوں سے نشانہ بنایا گیا۔۵ فروری کو ولایۃ نینوی میں واقع ربیعہ عبورگاہ جو شام وعراق کو ملاتی تھی، اسے مجاہدین نے فتح کر لیا۔۵ فروری کو فلوجہ میں صفوی فوج کی ھمر گاڑی کو بارودی سرنگ سے نشانہ بنا کر تباہ کر دیا گیا۔۷ فروری کو مجاہدین نے موصل شہر کے دو محلے المالیۃ اور الشرطہ میں موجود رافضی فورسز کے ٹھکانوں پر استشہادی حملے کر کے اُنہیں تباہ کر دیا۔۶ فروری کو الکرمہ میں مجاہدین اور قبائلی مسلمانوں نے صفوی فوج کے کیمپ کو گھیرے میں لے کر انہیں اپنا نشانہ بنایا۔اس معرکے میں ۸۰ سے زائد صفوی فوجی مردار ہوئے جب کہ درجنوں کو قیدی بنا لیا گیا۔۶ فروری کو الانبار میں مجاہدین نے ۱۰۰ کے لگ بھگ صفوی فوجیوں کو اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا۔۶ فروری کو صوبہ الانبار میں فدائی مجاہد ابوزبیر الشامی نے صفوی فوج پر فدائی کارروائی سرانجام دی۔اس کارروائی میں متعدد صفوی مردار ہوئے ۔۷ فروری کو فلوجہ میں مجاہدین اور صفوی فوج کے مابین شدید جنگ ہوئی۔جس میں ۷۰ صفوی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے جب کہ ۳ بکتر بند گاڑیاں، ۲ ٹینک اور ۴ ھمر گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔۷ فروری کو مجاہدین نے فلوجہ میں صفوی فوج کا ایک جنگی ہیلی کاپٹر مار گرایا ہے۔۷ فروری کو فلوجہ کے منطقۃ الصقلاویہ مجاہدین نے ایک اور صفوی فوج کا ہیلی کاپٹر مار گرایا۔۱۱ فروری کو الانبار میں ایک فدائی مجاہد نے بارودی گاڑی کو صفوی فوج کے مرکز سے ٹکرا دیا، اس کارروائی کے نتیجے میں فوجی مرکز کی عمارت مکمل طور پر منہدم ہو گئی، یاد رہے اس مرکز سے فلوجہ اور صقلاویہ پر گولہ باری کی جاتی تھی۔۱۳ فروری کو رمادی میں شاہراہ المستودع کی حدود میں چار ٹینک غنیمت میں حاصل کیے۔۱۶ فروری کو الانبار الکرمہ میں مجاہدین نے ایک عدد مالکی ھمر کو بارودی سرنگ سے تباہ کر دیا۔۱۶ فروری کو الانبار میں مجاہدین نے صفوی فوج کا ہیلی کاپٹر مار گرایا ہے۔۱۶ فروری کو ولایۃ بغداد کے گاؤں عناز غریب پر مجاہدین نے مکمل طور پر قبضہ کر لیا اور یہاں موجود تمام فوجی چیک پوسٹوں اور عسکری عمارتوں کو تباہ کر دیا۔۱۸ فروری کو کرکوک کے علاقے سلیمان بیک میں مجاہدین نے ایک جھڑپ میں ۲۱ صفوی فوجیوں کو ہلاک کر دیا، اس معرکے میں ۴ ھمر گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں جب کہ ۴ مشین گن اور ایک ہموی گاڑی مجاہدین نے غنیمت کی۔۱۸ فروری کو بغداد میں مجاہدین نے ایک کارروائی میں ۵۰ سے زائد صفوی فوجیوں کو مردار کیا۔۱۸ فروری کو مشرقی فلوجہ میں مجاہدین نے فوج کے ساتھ جھڑپ میں ۴۹ فوجی اہل کاروں کو ہلاک کیا۔۱۸ فروری کو الکرمہ میں مجاہدین نے ایک فوجی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔۱۸ فروری کو مجاہدین نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخانہ اشعار کہنے والی رافضی شاعر ریاض الوادی کو واصل جہنم کیا۔۲۰ فروری کو ولایۃ دیالہ کے شہر السعدیہ میں مجاہدین نے اپنے حملوں میں ۲۰ فوجیوں کو ہلاک اور ۹ کو زخمی کر دیا۔ ۲۲ فروری کو ولایۃ دیالہ کے شہر السعدیۃ میں صفوی فوج کا ہیلی کاپٹر مار گرایا۔۲۳ فروری کو الکرمہ شہر میں مجاہدین نے ایک اور مالکی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔۲۳ فروری کو موصل میں مجاہدین کے حملے میں ۲۶ پولیس اہل کار مردار جب کہ ۱۰ زخمی ہوئے۔۲۶ فروری کو جلولہ ڈسٹرکٹ کا چیف آف ایمرجنسی بریگیڈ کرنل فاروق التمیمی کو مجاہدی نے دیالہ میں قتل کر دیا۔۲۷ فروری کو مجاہدین نے الکرمہ شہر میں ایک فوجی طیارہ مار گرایا۔

سردارانِ کفار کی چیخ وپکار:

بلاد الرافدین میں مجاہدین نے صفوی نظام حکومت کو جس قدر مفلوج کر کے رکھ دیا ہے، اب اس کی گواہیاں ائمۃ الکفر بھی دے رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنی ناکامیوں اور نامرادیوں کا ماتم کرتے ہوئے عراق میں مجاہدین کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے فوجیوں کے خون کو ''ضائع ہو جانا'' قرار دے رہے ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۵۵ پر)

29 جنوری: صوبہ میدان وردک ....ضلع سید آباد..........مجاہدین کے بم حملے.........2 ٹینک تباہ ....سپیشل نیٹو فورس کے 6 کمانڈوز ہلاک

سرزمین شام میں ابتلا و آزمائش بھی، نصرت و فتح بھی!

عبیدالرحمٰن زبیر

تصویر کہانی:

شام کے مسلمان جس آزمائش و ابتلا سے دوچار ہیں اُس کو محسوس کرنا اور اُن کے درد کو جاننا آسودہ حالی میں بیٹھے مسلمانوں کے لیے ممکن ہی نہیں ہے! بھلا وہ کہ جن کے روز و شب آسائشوں سے بھرے ہوں اور جن کے کشادہ دسترخوان انواع و اقسام کی لذائذ سے پُر رہتے ہیں' کیونکر ہزاروں میل دور سرد موسم کے تھپیڑے سہتے معصوم و مجبور اہلِ ایمان کا کرب جان پائیں گے......؟ وہ مقہور و مظلوم مسلمان جنہیں بلا کسی قصور اُن کے گھروں سے نکال باہر کیا گیا، اُن کے ہنستے بستے آنگنوں کو 'بیرل بموں' سے ملیا میٹ کر دیا گیا، اُن کے شیر خوار اور گلاب جیسے بچوں کو کاٹ کر رکھ دیا گیا......شامی مسلمانوں کی بے چارگی و بے بسی کی جو تصاویر سامنے آ رہی ہیں اُن میں سے چند ایک کا ذکر ہو جائے...... شاید کہ "عشق کی بجھی آگ" میں کہیں کوئی حرارتِ ایمانی دبی ہو کہ جس کی حدت دنیائے عالم کے مظلوم مسلمانوں کو جلا بخش دے اور وہ یہ کہہ اٹھیں:

؎ ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر بھی تھی!

یہ دمشق کے شہر مشرقی غوطہ کی ایک تصویر ہے......دو شیر خوار بھائی بہن ہیں، جن کی آنکھیں پوری طرح کھلی ہیں لیکن روحیں قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی ہیں......ان کی کھلی آنکھوں کو، زرد ہوتے چہروں کو دیکھیں تو لگتا ہے کہ یہ آنکھیں دودھ کے انتظار ہی میں "کھلی کی کھلی" رہ گئیں ہیں......ان میں بھوک کی شدت بھی ہے، انتظار کی اذیت کے آثار بھی اور امت کی بے توجہی کے شکوے بھی......لیکن اطمینان رکھیے کہ اب یہ دونوں معصوم مجھ اور آپ سے کچھ نہیں مانگیں گے! خلدِ بریں کے یہ پھول باغ و بہار جنتوں میں جا کھلے ہیں! انہیں کسی شے کی مزید حاجت نہیں لیکن رب کے کٹہرے میں کھڑا کر کے اگر اِنہوں نے ہم میں سے ایک ایک پر اپنی فردِ جرم عائد کر دی تو ہماری حاجت و پریشانی کو رفع کرنے کا سامان کون کرے گا؟ **اللھم لاتقتلنا بغضبک و لاتھلکنا بعذابک و عافنا قبل ذالک**

یہ حلب کی ایک چار پانچ سالہ بچی کی تصویر ہے......چہرہ گرد و غبار سے اٹا ہوا، ریشمی مگر الجھے بالوں کو سمیٹتی، آنکھوں میں تیرتے آنسو کو نازک اور گلابی گالوں پر آنے سے روکتی بچی! کہہ کیا رہی ہے؟ کسی درد کے مارے نے اُس کے جذبات و احساسات کو الفاظ کا جامہ پہنا کر تصویر کی 'کیپشن' میں لگا دیا:

یاسیدی البائع! أنا لاأملک فی جیبی أی ذھب، ووالدی قد استشھد فی حلب، أصابع قدمی ماعدت احس بھا، وجسدی الصغیر قد أنھکه التعب، فھل من الممکن أن تعطینی حذاءً، وأعطیک بدلاً عنه کل العرب!

"دوکان والے چچا جان! میری جیب میں ایک پیسہ بھی نہیں ہے، اور میرے ابو جان حلب میں شہید ہو چکے، سردی میں منجمد ہو کر میرے پاؤں کی انگلیاں بے حس و بے جان ہو گئی ہیں کہ مجھے محسوس تک نہیں ہو رہیں، میرا ننھا منا سا وجود تھکان سے بے حال ہے! آپ مجھے جوتے دلوا سکتے ہیں؟ اس کے بدلے میں آپ کو پورا عرب دوں گی"......

یہ دو بازو ہیں! کٹے ہوئے ہیں لیکن ماں کی ممتا اور بچے کی والدہ سے انسیت کی پوری داستان سنا رہے ہیں......بیرل بم حملے کا نشانہ بننے والی ماں کا وجود ریزہ ریزہ ہوا تو اُس کے ساتھ ننھی جان بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اِدھر اُدھر بکھر گئی لیکن چیتھڑوں میں بٹنے کے باوجود ماں کی گود میں موجود اُس کے لختِ جگر کا بازو پھر بھی والدہ کے ہاتھ میں رہا اور ماں کے ہاتھ کی گرفت ننھے بازو پر ڈھیلی تو ہو گئی لیکن اپنے جگر گوشے کے بازو کو چھوڑ نہ پائی......اسی طرح اپنے لختِ جگر کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے یہ ماں جنت کو سدھار گئی!

یہ کیمپ یرموک کا ایک باسی ہے......بمشکل ستر چھپائے اور شدید سردی میں بقیہ جسم کسی قسم کے کپڑے لتے سے محروم......دیکھنے والا اگر چاہے تو نڈھال و کمزور جسم کی ایک ایک ہڈی شمار کر لے لیکن ان ہڈیوں پر گوشت پوست نام کی کسی چیز کے آثار تک دکھائی نہیں دے رہے، بس کھال ہے جس نے کسی نہ کسی طرح ہڈیوں کو 'باندھ' رکھا ہے وگرنہ اُن کے گر کر بکھر جانے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی......کسی نے پوچھا کہ کب سے بھوکے ہو؟ تو جواب ملا" بھوک کا پوچھتے ہو؟ مجھے تو یاد ہی نہیں کہ آخری بار کھانا کھایا کب تھا......ہاں! کافی دن گزرے کہ میں نے ایک رکابی میں "خبز" دیکھی تھی!"

یہ حلب کا ایک 'قبرستان'......معذرت! 'ہسپتال' ہے!......عکس بند کیے گئے منظر میں ایک نو دس سالہ بچہ جاں کنی کے عالم میں ہے......بھاری بھرکم ڈگریوں اور اعلیٰ تعلیم و مہارت کے حامل مسلمان معالجین اور اطبا تو "بہتر سے بہترین مستقبل" کی تگ و دو میں دن رات ایک کیے ہوئے......لہٰذا اس "ہسپتال" میں ابتدائی طبی امداد کے دورہ جات سے 'عمل جراحی' کی تربیت لینے والا مجاہد ہاتھ میں "نشتر" لیے اس بچے کے چھلنی سینے سے آہنی پارچے نکالنے کی سعی کر رہا ہے......بچے کو عالمِ بالا کے مناظر نظر آ رہے ہیں، سو

29 جنوری: صوبہ کابل ....ضلع سروبی ....بارودی سرنگ دھماکے............ایک ٹینک تباہ............6 صلیبی فوجی ہلاک

جنتوں کو سدھارنے سے عین پہلے اُس کی زبان کیا الفاظ ادا کررہی ہے! پڑھیے اور جاں بلب ہونٹوں سے نکلتی اقامتِ صلوٰۃ کی دعوت پرغور کیجیے!

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، لَاۤاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ اَمَّابَعْدُ! قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی: اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوتًا

''عمل جراحی'' جاری رہا لیکن ننھا داعی پکارلگاتا لگاتا رخصت ہوگیا!

مجاهدین کی عملیات:

اہلِ ایمان پرگزرنے والے یہ کٹھن حالات، سختیاں، سانحے اور افتاد وآفات اگر مسلم خطوں میں بسنے والے اہلِ ایمان کی کثیر تعداد کو بگوش ہوش کی کیفیت عطانہیں کرسکے تو کچھ غم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی سربلندی اوراُس کے علو وبرتری کے کام کی تکمیل کرکے رہنا ہے، یہ اُس کا وعدہ ہے اوراسی وعدہَ ربانی پر یقین رکھتے ہوئے اسلام اورامت کے دفاع کی خاطر نیک طینت جوانوں کے گروہ میدانِ عمل میں اپنے جوہر دکھارہے ہیں۔ ان کی ایک ایک ضرب رافضی کافروں سے اپنی مظلوم بہنوں اور بچوں کا انتقام بھی لے رہی ہے اور'بیٹھ رہنے والوں' کو بھی معرکہ آرائی کی ترغیب بھی دی رہی ہے۔

۳فروری کوشمالی حلب کے مدینۃ ماریہ میں نصیری فوج کا ایک ہیلی کاپٹر مجاہدین میزائل سے مارگرایا ہے۔ ۳فروری کوشمالی حلب کے مدینۃ الراعی میں مجاہدین نے ترکی کے بارڈر کے نزدیک واقع الراعی شہر کومغرب وعرب نواز ایجنٹوں سے چھڑا لیا۔ ۶فروری کوحلب میں جھڑپوں کے دوران مجاہدین نے میزائل حملے سے بشارکی فوجوں کے ۲ ٹینک تباہ کردیے۔ ۸فروری کومجاہدین نے حسکہ صوبے کے شہرتل حمیس میں بشارالخنزیر فوج کا جنگی ہیلی کاپٹر مارگرایا ہے۔ ۹فروری کوغوطہ میں واقع نصیری فوج کے ٹھکانے پر کے ایک فدائی مجاہد نے فدائی کارروائی کی۔ اس استشہادی عملیہ میں ۱۰۰ سے زائد نصیری فوجی ہلاک ہوئے۔ ۱۲فروری کوحمص میں تدمر شاہراہ پرمجاہدین نے نصیری فورسز کی ایک بس اور پک اپ گاڑی پرگھات لگا کرحملہ کیا، جس کے نتیجے میں بس اور گاڑی میں موجود سارے فوجی مردار ہوئے۔ ۱۲فروری کوحلب میں کویرس ایئرپورٹ پرمجاہدین کے حملے میں ۳۰ نصیری فوجی ہلاک ہوئے۔ ۱۲فروری کوبیرودشہر میں مجاہدین نے ایک میگ طیارا مارگرایا ۱۶فروری کوحلب میں مجاہدین نے کویرس ائیرپورٹ پر ایک نصیری ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ ۱۶فروری کوحلب میں مجاہدین نے نصیری فوج کے آپریشنل سنٹر کودھماکے سے اڑا دیا، اس کارروائی میں رافضی فوجیوں اور افسروں کی بڑی تعداد جہنّم واصل ہوئی۔ ۱۸ فروری کوبیرودشہر میں حرب اللہ کے ۱۶جنگ جوؤں کودولۃ الاسلامیہ کے مجاہدین نے ایک جھڑپ میں مردار کیا۔ ۱۹فروری کوریف حماہ میں صوران روڈ پرقبضہ کرنے کے ارادے سے آئے نصیری فوجی قافلے پرمجاہدین کے حملے میں ۲ فوجی ٹینک تباہ ہوئے۔ ۱۹فروری کومجاہدین نے غوطہ شرقیہ میں جنگی طیارے کونشانہ بنا کر مارگرایا۔ ۱۹فروری کوریف دمشق میں اللواء بشار کے فوجیوں کی بس کومجاہدین نے بارودی سرنگ سے نشانہ بنا کرتباہ کردیا، بس میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔ ۲۱فروری کوالنیرب ملٹری ایئرپورٹ پرمجاہدین کے حملے میں ۱۵ نصیری فوجی ہلاک ہوئے۔ ۲۴فروری کوولایۃ الحسکہ کے شہرتل بیرک میں مجاہدین نے کردملیشیا کے ۳۲ جنگ جوؤں کوگرفتار کرلیا۔ ۲۶فروی کومجاہدین نے ولایت الرقۃ کے شمال مشرقی حصّے میں کردملیشیا کے قافلے پرکمین لگا کر ۱۰۰ کردمرتدین کوگرفتار کرلیا ہے، گرفتارشدگان میں کردملیشیا کے اہم کمانڈر بھی شامل ہیں۔

مغرب دهشت زده هے!

امتِ مسلمہ کا معتد بہ حصّہ اہلِ ایمان کی حالت زار سے بے شک مجرمانہ بے اعتنائی کے رویے میں مبتلا ہولیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے چنیدہ بندوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان' **علیکم بالشام**'' پرعمل کرنے والا بنایا ہے...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے:

''جب فتنوں کا دور ہوگا توتمھیں دین شام میں نظرآئے گا''

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیحت کوفراموش کرکے راحت وسکون کی زندگی میں مگن رہنا مومنین صادقین کے گروہ کے لیے کبھی قابل قبول'' آپشن'' نہیں رہی۔ اسی لیے آج بھی شرق وغرب سے مجاہدین اپنے ایمان کوفتنوں سے بچانے اوراپنے دین کی نصرت کے لیے شام کے محاذ پرپہنچ رہے ہیں...... یہ تعداد امت کی مجموعی آبادی کی نسبت سے کسی شمار میں نہیں آتی مگراس کے باوجود ان اہلِ ایمان کے جذبہ ہجرت وجہاد فی سبیل اللہ نے کفار کوچکرا کررکھ دیا ہے...... یورپی ممالک اورامریکہ سے مسلمانوں نوجوانوں کی اچھی خاصی تعداد شامی محاذ پرنصرت دین کا فریضہ سرانجام دینے پہنچ چکی ہے......

یہی نوجوان اب ائمۃ الصلیب کے لیے ڈراؤنے خواب کی حیثیت اختیار کرچکے ہیں......وہ حیران وپریشان ہیں کہ مغرب تہذیب کی ایمان کُش چکاچوند میں دین سے ایسی لازوال وابستگی کے چراغ کیونکر روشن ہوگئے......کل تک جواپنی وضع قطع اور معاش واطوار میں مغرب ہی کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے اُن کی اچانک کایاپلٹ کیوں ہوئی کہ وہ جہاں بھرکی رونق افروزیاں چھوڑ کر دفاعِ دین کے لیے اگلے مورچوں میں جا بیٹھے...... بے شک رب تعالیٰ کی توفیق اورکرم نوازی ہے کہ وہ چاہے تویورپ اورامریکہ کے کافرانہ ماحول سے نیک وصالح فطرت نوجوانوں کو نکال لے جاکر'اکناف بیت المقدس' کے قافلے میں شامل کردے اور یہ نوجوان کفارِ عالم کودہشت زدہ کرنے اور چلتے پھرتے'' خودکُش'' بم بار بن کرہراساں کرتے دکھائی دیں۔

۲۱جنوری کوسکاٹ لینڈ یارڈ کے'' دہشت گردی'' کے خلاف لڑائی کے شعبے کا سربراہ رچرڈ والٹن ایک انٹرویو میں کہتا ہے'' ہمارے ادارے کو یہ معلومات ہیں کہ

30 جنوری: صوبہ پکتیکا .... ضلع زیرک .... بارودی سرنگ دھماکہ............ ایک افغان فوجی پک اپ تباہ............ 8 افغان فوجی ہلاک

برطانیہ کے اسلام پسند برطانیہ میں دہشت گردی کر دکتے ہیں۔سچ تو یہ ہے کہ یورپ سے شام جانے والے جنگ جوؤں کی تعداد کم نہیں ہورہی۔شام میں دس ہزار کے قریب غیر ملکی لڑرہے ہیں۔ان کی خوں آشامی کی بھوک بڑھتی چلی جارہی ہے جس کا اظہار شام سے بہت دور جاکر بھی کیا جاسکتا ہے۔امریکہ اور برطانیہ پر خودکش حملوں کا خطرہ پہلے سے کئی گنا بڑھ چکا ہے''۔اسی دن فرانسیسی وزیرداخلہ مینویل والیس نے اپنے غصّے اور جھنجھلاہٹ کے لبریز لہجے میں کہا'' شام کی خانہ جنگی میں مصروف یورپی شہری ہماری سلامتی کے حوالے سے سنجیدہ ترین خطرہ ہیں''۔٦ فروری کو امریکی انٹیلی جنس ادارے سی آئی اے کے سربراہ جان برینن نے کہا کہ'' امریکی شہری شام میں القاعدہ اوراس سے منسلک گروپوں میں شامل ہوگئے ہیں جو امریکہ پر حملے کی کوششیں کرسکتے ہیں''...... برینن نے کانگریس کی انٹیلی جنس کمیٹی کو بتایا کہ'' القاعدہ شام میں موجود اپنے کیمپوں میں غیر ملکی جنگ جوؤں کو تربیت فراہم کررہی ہے۔عراق اور شام میں القاعدہ کے جنگ جوؤں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے اور وہ تمام مغربی ممالک پر حملے کرسکتی ہے''۔٨ فروری کو امریکہ کے قومی سلامتی امور کے سربراہ جے جانسن نے کہا کہ'' شامی تنازعے سے اب امریکی داخلی سلامتی کو بھی خطرات لاحق ہوگئے ہیں''۔

تیرہ سال پہلے معرکہ گیارہ ستمبر کی صورت میں کفر؛اہل ایمان کے فی سبیل اللہ شہادت کی تڑپ، جوشِ غضب اور دلوں میں موجود امت مظلومہ کے انتقام کی شدت کو بخوبی دیکھ اور جھیل چکا ہے......اُن کو اب یہی خوف دامن گیر ہے کہ اُس وقت جہاد و قتال کی آوازیں صرف افغانستان کے پہاڑوں اور کوہ ودمن سے بلند ہوئی تھیں،جن پر لبیک کہہ کر شہ سوارانِ اسلام نے ہمارے معاشی وعسکری قلعوں کو نابود کردیا تھا...... جب کہ اب تو جہادی میدانوں کی وسعت کا اندازہ لگانا ہی ممکن نہیں......شمالی افریقہ کے ساحلوں سے لے کر مشرقی ترکستان کی وادیوں تک جہادی کی گونج سنائی دے رہی ہے......سردارانِ کفر اسی خوف میں مبتلا ہیں کہ ایک افغانستان سے اٹھنے والی ایمانی پکار نے اُن پر رسوائیوں کو مسلط کردیا تھا......اب تو الجزائر، مالی، نائیجیریا، صومالیہ، تیونس، سوڈان، یمن، عراق، شام، فلسطین، لبنان، افغانستان، پاکستان اور وسط ایشائی ریاستوں تک پھیلے ہوئے اس جہادی قافلے کے وابستگان مستقبل میں نائن الیون اور سیون سیون جیسی نامعلوم کتنی ہی کاری ضربیں کفر کو اُس کے قلب میں جالگائیں گے! ان شاءاللہ

☆☆☆☆☆

بقیہ: جہادِ عراق......مجاہدین کی پیش قدمیاں جاری!

امریکی سینیٹر اور سابق صدارتی امیدوار جان مکین نے اپنے سی این این کو انٹرویو میں گلوگیر لہجے اور رندھی آواز کے ساتھ کہا:

''ہم نے فلوجہ کی جنگ میں ٩٦ میرینز کی قربانی دی، ٦٠٠ کے قریب ہمارے جوان زخمی ہوئے، اور آج فلوجہ میں دولۃ الاسلام کا پرچم لہرارہا ہے، یہ ہمارے لیے کس قدر شرم کا مقام ہے۔فلوجہ میں جان دینے والے امریکی فوجیوں کے خاندانوں کو آپ کس طرح مطمئن کر پائیں گے؟''۔

مجاہدین کی یہ کامیابیاں جنھوں نے صلیبی سرداروں کے ہوش اڑادیے ہیں اوراُن کے جوتے چاٹنے والوں کی خاک چٹائی ہے؛محض اللہ ذوالجلال والاکرام کی عنایت ہی کی بدولت ہیں......اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جس نے عراق کے مسلمانوں کے دلوں میں مجاہدین کی قدر کا احساس پیدا کیا، اور چند سال قبل اجنبی قرار پانے والے مجاہدین کی قدر و وقعت کو مسلمانانِ عراق نے پہچان کر اپنے محسنین کی نصرت کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کی۔عراق کے سنی مسلمان آبادی والے صوبوں کے قبائل نے امریکی کاسہ لیس صفوی شیعی حکومت کے مظالم سہہ کر حق کو پہچان لیا اور مجاہدین کے ہمرکاب ہوکر صفوی حکومت سمیت عالم کفر کو واضح پیغام دیا کہ کلمے والے جس جھنڈے کو فلوجہ کی فضاؤں میں لہراتا دیکھ کر جن کفار کے حواس جواب دے گئے ہیں وہ جان لیں کہ یہی علم ایک دن قصرِ ابیض میں بھی لہرائے گا! ان شاءاللہ۔

☆☆☆☆☆

30 جنوری: صوبہ لوگر .... ضلع چرخ .... ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ................. ایساف ٹینک تباہ

افغانستان میں امریکہ کی شکست

شاہنواز فاروقی

امریکہ کے سابق وزیر خارجہ ہنری کسنجر نے نائن الیون کے بعد کہا تھا کہ ''امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور ہے اور اگر وہ نائن الیون کے تناظر میں افغانستان پر حملہ آور نہ ہوتا تو واحد سپر پاور کی توہین ہوتی''۔ لیکن اخلاقیات سے محروم طاقت کا مسئلہ عجیب ہے۔ وہ اپنا اظہار نہ کرے تو بھی اس کی توہین ہوتی ہے، اور اگر اظہار کے بعد اپنے مقاصد حاصل نہ کرسکے تو بھی اس کی توہین ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو افغانستان میں امریکہ کی جارحیت ایک توہین سے دوسری توہین تک کا سفر بن گئی ہے۔ امریکہ نائن الیون کے بعد افغانستان میں کامل فتح حاصل کرنے آیا تھا، لیکن آج امریکہ ہی نہیں اُس کے اتحادیوں کو بھی افغانستان میں مکمل شکست کا سامنا ہے۔ لیکن امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کی شکست کی تفصیل کیا ہے؟

افغانستان میں امریکہ اور مجاہدین کا مقابلہ ڈائنا سور اور چیونٹی کا مقابلہ تھا۔ امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور تھا۔ اس کی سیاسی طاقت اور مجاہدین کی سیاسی طاقت میں ایک اور ایک لاکھ کا فرق تھا۔ ان کی اقتصادی طاقت میں ایک اور کروڑ کا تعلق تھا۔ فریقین کی عسکری طاقت میں ایک اور ایک ارب کی نسبت تھی۔ لیکن اس کے باوجود چیونٹی نے ڈائنا سور کو چاروں خانے چت کردیا ہے۔ لیکن اس بات کا مفہوم کیا ہے؟

امریکہ افغانستان میں طالبان کو ختم کرنے آیا تھا لیکن بارہ سال بعد صورت حال یہ ہے کہ افغانستان کے ۶۰ فی صد پر طالبان کا کنٹرول ہے۔ امریکہ افغانستان میں آیا تھا تو طالبان افغانستان میں کہیں بھی نظر نہیں آتے تھے لیکن امریکہ کی جارحیت کے بارہ سال بعد اگر آدھے سے زیادہ افغانستان پر ان کا قبضہ ہے تو یہ مجاہدین کی شکست ہے یا امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کی؟ لیکن مسئلہ محض طالبان کی موجودگی کا نہیں۔ آدھے سے زیادہ افغانستان میں ان کی موجودگی اس بات کی علامت ہے کہ انہیں عوامی حمایت بھی حاصل ہے ورنہ امریکہ اپنے چار درجن سے زیادہ اتحادیوں کے ساتھ افغانستان میں موجود ہو اور ان کا حریف آدھے سے زیادہ افغانستان میں دندناتا پھر رہا ہو، یہ ممکن نہیں تھا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ امریکہ نہ صرف یہ کہ طالبان کو عسکری طور پر شکست نہیں دے سکا بلکہ وہ طالبان اور مقامی آبادی کے تعلّق کو بھی ایک حد سے زیادہ متاثر نہیں کرسکا۔ امریکی کہتے تھے ''ہم افغانستان میں صرف جنگ جیتنے نہیں آئے بلکہ ہم افغان عوام کے دل بھی جیتنے آئے ہیں''۔ مگر وہ بارہ سال میں نہ جنگ جیت سکے نہ دل جیت سکے۔ یعنی افغانستان میں امریکہ کی Hard Power بھی ناکام ہوگئی ہے اور Soft Power کو بھی بدترین شکست کا سامنا ہے۔

یہی امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کی مکمل شکست ہے۔ چنانچہ امریکہ کے قومی سلامتی سے متعلّق ۱۶/اداروں نے اپنی تجزیاتی رپورٹ میں خطرہ ظاہر کیا ہے کہ ۲۰۱۷ء تک افغانستان پر دوبارہ طالبان کا قبضہ ہوسکتا ہے۔ اس کے معنی اِس کے سوا کیا ہیں کہ امریکہ نہ بارہ سال میں کچھ کرسکا ہے اور نہ وہ آئندہ تین سال میں کچھ کرسکے گا۔ اس کی جڑیں نہ کل افغانستان میں تھیں اور نہ ۲۰۱۷ء میں افغانستان میں ہوں گی۔ بلاشبہ اس طرح کے تجزیے قبضے کو جواز مہیا کرنے کے لیے بھی کیے جاتے ہیں، مگر یہ تجزیہ امریکہ کی جارحیت کے دو چار سال بعد نہیں، بارہ سال بعد سامنے آیا ہے۔

امریکی کہتے ہیں کہ انہوں نے بارہ سال میں افغانستان پر ۶۰۰ ارب ڈالر خرچ کیے ہیں۔ آزاد ذرائع کا اصرار ہے کہ امریکہ نے افغانستان میں گیارہ سال میں ایک ہزار ارب ڈالر جھونک ڈالے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو امریکہ نے ایک ہزار ارب ڈالر میں شکست خریدی ہے، اور بلاشبہ یہ انسانی تاریخ کی مہنگی ترین شکست ہے۔ اس شکست کا اعتراف اب خود امریکی عوام بھی کررہے ہیں۔ امریکہ میں ہونے والے تازہ ترین سروے کے مطابق ۵۲ فی صد امریکیوں کا خیال ہے کہ امریکہ افغانستان میں جنگ ہار رہا ہے۔ امریکہ افغانستان میں آیا تھا تو ۸۷ فی صد امریکی افغانستان کے خلاف جارحیت کے حق میں تھے، اور ظاہر ہے کہ انہیں امریکہ کی مکمل فتح کا یقین تھا، لیکن آج ۵۲ فی صد امریکی اپنے ملک کو افغانستان میں پٹتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، چنانچہ امریکیوں کی عظیم اکثریت اپنی فوج کو افغانستان سے نکالنا چاہتی ہے۔ یہ امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کی مکمل شکست نہیں تو اور کیا ہے؟

امریکہ کے نزدیک طالبان کا طرزِ حکمرانی جابرانہ تھا اور اُس نے اِس طرزِ حکومت کو جمہوریت کے ذریعے ماضی کا قصہ بنایا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ امریکہ افغانستان کو بارہ سال میں نہ سیاسی قیادت فراہم کرسکا اور نہ کوئی قابلِ قدر سیاسی نظام مہیا کرسکا۔ حامد کرزئی افغانستان میں آیا تھا تو وہ امریکہ کا ایجنٹ تھا۔ افغانستان میں اس کی کوئی سیاسی جڑ اور بنیاد نہیں تھی۔ امریکہ نے افغانستان میں صدارتی انتخاب کرایا مگر اِس انتخاب کو کسی اور نے کیا خود امریکہ کے ایک اور آلہ کار عبداللہ عبداللہ نے دھوکا قرار دیا، اس لیے کہ اِس انتخاب میں بڑے پیمانے پر دھاندلی ہوئی تھی۔ افغانستان میں ایک بار پھر انتخابات ہونے والے ہیں لیکن ان انتخابات کی بھی کوئی سیاسی ساکھ نہیں ہے۔ افغانستان میں

30 جنوری: صوبہ قندہار ....قندہار شہر ....بارودی سرنگ دھماکہ..................انٹیلی جنس کی ایک گاڑی تباہ..................5 انٹیلی جنس اہل کار ہلاک

امریکہ کی سیاسی شکست کا ایک مظہر خود حامد کرزئی ہے، وہ افغانستان کا صدر بنا تو طالبان کو قصائی کہتا تھا، اب وہ طالبان کو اپنا بھائی قرار دے رہا ہے۔ حامد کرزئی کے رویّے اور زبان و بیان کی یہ تبدیلی اتفاقی نہیں۔ یہ تبدیلی افغانستان کے معروضی سیاسی حقائق کی تبدیلی کی علامت ہے، اور افغانستان کی معروضی سیاسی حقیقت یہ ہے کہ طالبان کو نظر انداز کر کے افغانستان کے مستقبل کے بارے میں بات کرنا کسی اور کو کیا خود امریکہ اور حامد کرزئی کو فضول لگ رہا ہے۔

چنانچہ جو امریکہ طالبان کو وحشی اور درندہ کہتا تھا، وہ طالبان کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھا نظر آیا۔ یہاں تک کہ اب حامد کرزئی امریکہ اور پاکستان سے مطالبہ کر رہا ہے کہ اس کے اور طالبان کے درمیان مذاکرات کرائیں۔ حامد کرزئی کے رویّے کی ایک تبدیلی یہ ہے کہ ایک سال پہلے تک وہ امریکہ کی مرضی کے بغیر ایک لقمہ بھی نہیں توڑ سکتا تھا اور آج وہ امریکہ کے باہمی سلامتی سے متعلّق سمجھوتے پر دستخط کرنے سے صاف انکار کر رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ ہمیں یہ معاملہ مستقبل کی پارلیمنٹ پر چھوڑ دینا چاہیے۔ حامد کرزئی اس طرح کی باتیں پہلے اپنی سیاسی ساکھ بہتر بنانے کے لیے کرتا تھا، مگر اب اسے اس بات کی فکر ہے کہ تاریخ اسے کہیں صرف امریکہ کے ایجنٹ کے طور پر ہی یاد نہ کرے۔ حامد کرزئی کے اس رویّے نے امریکہ کو اتنا زچ کیا ہے کہ امریکی کہہ رہے ہیں کہ حامد کرزئی نے اپنی روش نہ بدلی تو وہ ۲۰۱۴ء کے بعد افغانستان سے اپنی ساری فوجیں واپس بلالیں گے اور افغانستان میں اپنی علامتی موجودگی پر بھی نظرثانی کریں گے۔ یہ افغانستان میں امریکہ کی مکمل ناکامی کا منظر نہیں تو اور کیا ہے؟

افغانستان میں امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کا ایک ہدف ایک ایسی فوج اور ایک ایسی پولیس فورس تخلیق کرنا تھا جو امریکہ کی عدم موجودگی میں افغانستان کو سنبھال سکے اور طالبان کی باقیات کا مقابلہ کر سکے۔ لیکن امریکہ اور اُس کے اتحادی یہ ہدف حاصل کرنے میں بھی ناکام ہوگئے ہیں۔ بلاشبہ امریکہ نے اپنے وسائل صرف کر کے تین لاکھ کے لگ بھگ فوجی اور پولیس اہل کار ضرور پیدا کر لیے ہیں، مگر ان فوجیوں اور پولیس اہل کاروں کا کوئی نظریہ کوئی قومی یا عالمی تناظر نہیں۔ ان کی ملک وقوم سے کوئی وابستگی نہیں۔ ان کی نفسیات پر اس احساسِ جرم کا سایہ ہے کہ وہ ایک قابض قوت کی تخلیق ہیں۔ چنانچہ افغان فوج اور پولیس میں عزم، حوصلے اور قربانی کے جذبے کی سطح انتہائی پست ہے اور ان میں سے اکثر کی حیثیت کرائے کے فوجیوں اور کرائے کے پولیس اہل کاروں سے زیادہ نہیں۔

چنانچہ افغانستان سے امریکہ کے مکمل انخلا کا غلغلہ بلند ہوا ہے تو افغان فوجی چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ امریکی فوج کی عدم موجودگی میں ہمارا کوئی مستقبل نہیں۔ ایک افغان فوجی نے تو غیر ملکی خبر رساں ادارے سے گفتگو کرتے ہوئے یہ تک کہا ہے کہ ''امریکی نہیں ہوں گے تو ہماری حیثیت طالبان کے سامنے وہی ہوگی جو بھیڑیے کے سامنے بھیڑ کی ہوتی ہے''۔

اس تبصرے میں افغان فوجی نے مجاہدین کو بھیڑیا کہا ہے مگر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بھیڑیے سے اُس کی مراد یہ ہے کہ مجاہدین بہت طاقت ور ہیں اور افغان فوج اور پولیس ان کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس صورت حال کا مفہوم اس کے سوا کیا ہے کہ امریکہ کی تخلیق کی ہوئی فوج اور پولیس ریت کی دیوار کے سوا کچھ نہیں۔ کیا یہاں کہنے کی ضرورت ہے کہ مکمل شکست اس کو کہتے ہیں! لیکن سوال یہ ہے کہ افغانستان میں مجاہدین کی فتح کا راز کیا ہے؟

اس سوال کا جواب واضح ہے۔ مسلمانوں کے لیے اصل چیز طاقت اور سرمایہ نہیں، حق کے مطابق جدوجہد ہے اور افغانستان کی تحریکِ جہاد پہلے دن سے حق پر کھڑی تھی۔ یہی اس کی سب سے بڑی قوت ہے، یہی اس کا سب سے بڑا سرمایہ ہے، یہی اس کی سب سے بڑی ہلاکت آفرینی ہے۔ اسی قوت کے حوالے سے اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب وکار آفریں کارکشا کارساز

لیکن حق کے مطابق جدوجہد کافی نہیں۔ حق کی علم برداری اور اس کی بالادستی کے لیے قربانیاں دینا بھی ضروری ہے، اور افغان مجاہدین نے ایک بار پھر قربانیوں کی تاریخ رقم کی ہے۔ مگر صرف قربانی دینا بھی کافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ بھی دیکھتا ہے کہ قربانی دینے والے قربانیوں پر استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں یا نہیں۔ بلاشبہ افغان مجاہدین نے استقامت کی بھی ایک داستان رقم کی ہے۔ ان تین تقاضوں کے بعد نصرتِ الٰہی کا ظہور ہو کر رہتا ہے اور افغانستان میں امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کی شکست دراصل نصرتِ الٰہی کے ظہور ہی کی ایک صورت ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور ہے، اور وہ غلط نہیں کہتے۔ مگر یہ کیسی سپر پاور ہے جو ایک ہزار ارب ڈالر خرچ کر کے شکست خریدتی ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ امریکہ کا علم اور اہلیّت بے پناہ ہے، اور وہ غلط نہیں کہتے۔ مگر یہ کیسا علم ہے جو ایک ہزار ارب ڈالر میں ہزیمت خریدتا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ امریکہ کے پاس جدید ترین ٹیکنالوجی ہے، اور وہ غلط نہیں کہتے۔ مگر یہ کیسی ٹیکنالوجی ہے جو ایک ہزار ارب ڈالر صرف کر کے بھی امریکہ کی جھولی میں ذلت کے سوا کچھ نہیں ڈالتی؟ امریکی کہتے ہیں کہ افغانی غاروں میں رہنے والے لوگ ہیں، اور وہ غلط نہیں کہتے۔ مگر یہ کیسا منظر ہے کہ غاروں میں رہنے والے فتح کے شیش محل میں محوِ استراحت ہیں اور جدید ترین عمارتوں میں رہنے والے امریکی شکست کے غاروں میں پڑے تڑپ رہے ہیں؟

☆☆☆☆☆

31 جنوری: صوبہ ہلمند .... ضلع گرم سیر .... بارودی سرنگ دھماکہ .... ایساف ٹینک تباہ .... 4 صلیبی فوجی ہلاک

افغانستان میں برکاتِ جہاد

مولانا ولی اللہ کابل گرامی

اسے آپ نیلام گھر کہیں یا کباڑ خانے سے تشبیہ دیں، نام جو بھی دے لیں لیکن یہ زمینی حقیقت ہے کہ ''زمینی خداؤں'' کی طاقت اور قوت کی مہیب نشانیاں آج افغانستان میں برائے فروخت ہیں اور صرف برائے فروخت ہی نہیں بلکہ ''لوٹ سیل'' کے عنوان کے تحت 'مارکیٹ' میں لا پھینکی گئی ہیں...... جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے صلیبی ٹیکنالوجی کی مٹی مجاہدین کے ہاتھوں اس طور پلید کروائی ہے کہ اب یہ ٹیکنالوجی ''اتوار بازاروں'' میں گاہکوں کی منتظر ہے اور 'ارزاں نرخوں میں دستیابی' کی صدائیں لگا رہی ہے!

یہ امریکہ کا جدید ترین ایم ون ابراہام ٹینک ہے۔ یہ ''آہنی دیو' ویسے تو ۱۰ ملین ڈالر کی لاگت سے تیار ہوا اور اسے امریکی جنگی ٹینکوں میں سب سے ممتاز حیثیت حاصل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے ''پریشر ککر'' بموں سے اسے واقعتاً ''کھایا ہوا بھُس'' بنا دیا...... اس ٹینک کا وزن ۶۰ ٹن سے زیادہ ہے۔ اب امریکہ نے ایسے کئی ٹینک جنوبی افغانستان کے مختلف صوبوں میں ۲ سو ڈالر فی ٹن کے حساب سے فروخت کے لیے رکھے جا چکے ہیں...... یوں اس پورے ٹینک کی قیمت بمشکل ۱۲ ہزار ڈالر تک پہنچ پا رہی ہے! یہ صرف تباہ شدہ ٹینک کی داستان نہیں بلکہ ان 'بازاروں' میں کئی ایک صحیح سلامت ٹینک بھی اسی قیمت میں دستیاب ہیں۔

اس سال مارچ اور دسمبر کے درمیان تقریباً دو لاکھ ۱۸ ہزار گاڑیوں اور فوجی ساز و سامان سے بھرے کنٹینروں کو افغانستان سے نکالا جانا ہے۔ اب تک نیٹو اس جنگ زدہ ملک سے ۸۰ ہزار گاڑیاں یا کنٹینر نکال چکا ہے۔ امریکہ اب تک تقریباً تین لاکھ ٹن کے آلات افغانستان سے نکال چکا ہے۔ امریکہ کچھ سامان سے افغانستان میں ہی گلو خلاصی حاصل کرے گا...... نیٹو کے استعمال میں رہنے والی فوجی چوکیاں اور فعال فوجی اڈے بند کیے جا رہے ہیں یا انہیں افغان سکیورٹی فورسز کے حوالے کیا جا رہا ہے تاکہ وہ سیکورٹی کی ذمہ داری اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ اسی طرح اگر افغان فوجی چاہیں تو کئی قسم کا غیر فوجی سامان، مثلاً فوجیوں کی رہائش گاہیں، میز کرسیاں، جنریٹر، کمپیوٹر، ٹیلی ویژن، وغیرہ بھی ان کے استعمال کے لیے چھوڑ دیا جائے گا۔ تاہم نیٹو تاریں یا اس قسم کا کوئی دوسرا سامان جسے ''انسانی حقوق'' کی پامالی کے لیے استعمال کیا جا سکے، افغانستان میں نہیں چھوڑا جائے گا (کیونکہ ان 'حقوق' کی پامالی کا ٹھیکہ صرف اور صرف کفار اور خاص طور پر صلیبی و صیہونی لشکروں ہی کی پاس ہے)۔

اسی طرح برطانوی افواج بھی ۲۰۱۴ء کے افغانستان سے مکمل انخلا کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ برطانیہ ۳۱ دسمبر کی حتمی تاریخ تک اپنی تین ہزار سے زائد گاڑیاں، ہیلی کاپٹر اور دیگر ساز و سامان افغانستان سے واپس اپنے ملک لے جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ برطانوی وزارتِ دفاع کا کہنا ہے کہ کچھ سامان واپس نہیں کیا جائے گا بلکہ اس فروخت کر دیا جائے گا۔ برطانوی سامان کی فروخت کی ذمہ دار کمپنی نے بتایا ہے کہ وہ اب تک دو ہزار سے زائد ٹرکوں کے برابر کا سامان اور ایک سو سے زیادہ گاڑیاں فروخت کر چکی ہے۔ لیکن برطانوی فوج کے لیے ہلمند کا وسیع و عریض کیمپ بشین دردِ سر بن چکا ہے۔ ۱۵ ٹن کی میسٹف سے لے کر ۲۰ ٹن کے بفیلو مائن ٹرک، ٹریلر، جنگی گاڑیاں بڑی تعداد میں میدان میں جمع ہیں۔ ایسا اسلحہ اور گاڑیاں جنہیں اب جنگی مقاصد میں استعمال نہیں کیا جا سکتا، توڑ کر کباڑ میں بیچنے کے لیے جمع کیا جا رہا ہے۔ برطانیہ کی فوج کے انخلا کا عمل جوں جوں آگے بڑھ رہا ہے ویسے ویسے برطانوی جنگ کے اخراجات اور حماقتیں بھی سامنے آ رہی ہیں جو ان کے جنگی ماہرین نے افغانستان کے محاذ پر کیں۔ برطانیہ نے افغانستان میں اپنی افواج کو چھ ارب پاؤنڈ کا اسلحہ فراہم کیا۔ اس رقم کے علاوہ وزارت دفاع کا بجٹ ۳۴ ارب پاؤنڈ تھا۔ اب شیطان مردود نے جس طرح ان کفار کو باؤلا کر رکھا ہے، اس بنا پر افغانستان میں برطانوی فوج کو کوئی ایک بھی مطلوبہ ہدف تو حاصل نہ ہو سکا البتہ یہ افواج کباڑ جمع کرتی رہیں۔ معروف برطانوی مصنف اور دفاعی تجزیہ نگار رچرڈ نارتھ اپنی کتاب کا نام منسٹری آف ڈیفنس کی بجائے ''منسٹری آف ڈیفیٹ'' رکھتا ہے...... اس کتاب میں وہ لکھتا ہے کہ

> ''وزارت دفاع کے غلط فیصلوں کی وجہ سے برطانوی افواج، افغانستان میں اتنا کباڑ جمع کر چکی ہیں کہ یہ کباڑ اب ان کے لیے ایک مصیبت بن چکا ہے''۔

اُس نے اس کباڑ کی بے شمار مثالیں دی جن میں سے ایک یہ تھی کہ

> ''شروع شروع میں افغان محاذ پر برطانوی فوجیوں کو براؤننگ پستولیں دی گئیں لیکن اس غلط فیصلے کو صحیح کرنے کی غرض سے ۹ ملین پاؤنڈ کے مزید اخراجات کیے گئے اور فوجیوں کو گلوک پستولیں دی گئیں۔ میجر رچرڈ اسٹریٹ فیلڈ نے افغان صوبے ہلمند میں ان پستولوں کو آزمانے کے بعد انہیں برطانوی عوام کے پیسے کا مکمل ضیاع قرار دیا''۔

اسی تناظر میں برطانوی اخبار گارڈین لکھتا ہے کہ ''امریکہ، برطانیہ اور اتحادیوں نے ۱۲ سال قبل جو جنگ چھیڑی تھی، وہ اب ایک ''آفت کی تصویر'' بن چکی ہے''۔ اگرچہ ڈیوڈ کیمرون نے دعویٰ کیا ہے کہ افغانستان میں مشن مکمل ہو چکا ہے مگر یہ

بالکل ویسا ہی دعویٰ ہے جو اس سے ٹھیک ۱۰ سال قبل بش نے مئی ۲۰۰۳ء میں عراق میں صدام حکومت کے خاتمہ کو 'فتح'' سے تعبیر کرتے ہوئے کیا تھا۔ افغانستان میں صلیبی اتحادیوں کو جنگ عظیم دوم سے دوگنا عرصہ ہو چکا ہے لیکن اُن کے القاعدہ اور طالبان کو ختم کرنے جیسے دعوے اور 'وعدے' نقش برآب ہی ثابت ہوئے ہیں...... اور اب وہ جمہوریت اور خواتین کے حقوق کو اپنا مشن قرار دے رہے ہیں جب کہ صلیبی کفار کے دشمن یعنی مجاہدین (جنہیں دنیا القاعدہ کے نام سے جانتی ہے) پورے عرب اور مسلم دنیا میں پھیل چکے ہیں...... عراق اور شام تو ان کی گرفت میں ہیں...... دوسری جانب ''خواتین کے حقوق'' اور جمہوریت کے حوالے سے صلیبیوں کو کہاں تک کامیابیاں حاصل ہوئیں، اس کے لیے مغربی اداروں ہی کی رپورٹوں کا مطالعہ کافی ہے...... اِنہی رپورٹوں کے مطابق عورتوں کے حقوق کی حفاظت کا یہ عالم ہے کہ ۲۰۱۳ء کے پہلے چھ ماہ میں چار ہزار سنگین وارداتیں ریکارڈ کی گئیں، ان میں عصمت دری اور تیزاب سے جھلسا دینے کے واقعات کی بڑی تعداد بھی شامل ہے۔ جہاں تک جمہویت کی بحالی کا تعلّق ہے تو فراڈ الیکشنوں کی بدولت پہلے بارہ سال تک کرزئی کو کٹھ پتلی کی طرح اپنے اشاروں پر نچاتے رہے اب اُس کی چھٹی ہونے کا وقت قریب ہے تو یہی ویسا ہی ''مہربان رویہ'' عبداللہ عبداللہ کے ساتھ روا رکھنے کی تیاریوں میں مگن ہیں......

افغانستان کے مسلمانوں کو نہ اس طاغوتی نظام جمہور سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ ہی وہ اپنی خواتین کے حقوق کے لیے صلیبیوں کی آزادروی اور اخلاقی دیوالیہ پن کے محتاج ہیں...... افغان مسلمان نظام شریعت کے تحت زندگی گزارنے اور خواتین اسلام کے لیے دین کی عطا کردہ عزت، اکرام اور تحفظ ہی کو عزیز رکھتے ہیں...... اُن کے نزدیک خواتین کی عصمت کے تقدس کے ضامن بھی امیر المومنین نصرہ اللہ کے سپاہی ہیں اور جمہوریت جیسے ابلیسی نظام کی بجائے برکتوں والے شرعی نظام کو قائم کرکے معاشرہ کو حقیقی فوز و فلاح تک پہنچانے والے بھی یہی مجاہدین ہی ہیں...... ان کے ہاں انصاف بھی ہے، منکرات کے سدباب اور معروف کی تنفیذ کا داعیہ بھی ہے، عزت و تکریم بھی ہے، تعلیم و تعلم کا نظام بھی ہے، خدمت و خلوص کا جذبہ بھی ہے، نظام مملکت چلانے کی صلاحیت بھی ہے، رفاہِ عامہ اور بھلائی و بہبود کی بے لوث کاوشیں بھی ہیں...... یہ سب ان کے پاس صرف اس لیے ہے کیونکہ ان کے ہاں دین ہی اول و آخر حوالہ ہے...... شریعت ہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہے...... ایمان و ایقان ہی ان کی زندگیوں کا محور ہے اور توکل و انابت ہی ان کا کُل سرمایہ ہے......

اِنہی جری و وفا شعار مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص سے صلیبی ٹیکنالوجی کو 'کوڑ کباڑ' میں بدل دیا ہے اور یہی مجاہدین دجالی نظام اور تہذیب کے تار و پود بکھیر کر اُسے ''هَبَآءً مُّنۢبَثًّا'' بنا کر اللہ کی شریعت اور دین کی تنفیذ کا فریضہ سرانجام دیں گے!

☆☆☆☆☆

بقیہ: دین دشمن میڈیا مجاہدین کا ہدف ہے!

۱۔ اسلام، علما و مدارس اسلامیہ اور مجاہدین اسلام کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔

۲۔ اسلامی حدود و قوانین کی من پسند غلط تشریحات کرتے ہیں۔

۳۔ فحاشی اور بے حیائی کو (معاشرے کو مادر پدر آزاد بنانے کی حد تک) فروغ دیتے ہیں۔

۴۔ کفری جمہوری نظام کی تبلیغ اور دعوت دیتے ہیں۔

۵۔ کفار کے اتحادی حکمرانوں اور فوج کو مسلمانوں کے قائد اور لیڈر بنا کر پیش کرتے ہیں۔

۶۔ عالم کفر اور اسلام دشمن منافقین کے ساتھ ہر قسم کے غیر شرعی تعلقات کی ترغیب دیتے ہیں۔

۷۔ کفار کے تہواروں اور مذہبی شعارات کا احترام اور مسلمانوں میں ان کی تشہیر کرتے ہیں۔

۸۔ مسلم معاشرے کو نت نئے نہایت بے ہودہ اور مخرب اخلاق اشتہاروں اور فضول و لایعنی پروگراموں کے ذریعے دین و دنیا سے مکمل غافل اور آزاد کر دیتے ہیں۔

۹۔ کفری جمہوری نظام کے خاتمے اور احیائے خلافت کے لیے جاری مقدس جنگ میں سیکولر نظام کے محافظین کی مکمل پشتی بانی کرتے اور عامۃ المسلمین کے ذہنوں میں اس عظیم جدوجہد کی نہایت غلط تصویر پیش کرتے ہیں۔

۱۰۔ بلا تحقیق بے سروپا ایسی خبریں نشر کرتے ہیں جس سے مسلمانوں کے حوصلے ٹوٹ جائیں۔

اس فتویٰ میں شریعت کی نظر میں ان جرائم کی سزاؤں کا بھی تذکرہ ہے، قرآن مجید کی تعلیمات، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اقوالِ آئمہ متقدمین و متاخرین کی روشنی میں 'مرجفین' کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

اس فتویٰ کی روشنی میں مجاہدین نے میڈیا کے خلاف بھی کارروائیوں کا آغاز کر دیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے دینِ مبین کا مقابل صف آرا ہونے والے 'رویبضہ' اپنی روش بدلنے پر تو تیار نہیں لیکن یہ واویلا ضرور کر رہے ہیں کہ ''ہم صحافیوں کا کیا قصور ہم تو اپنا فرض ادا کر رہے ہیں''...... صلیب کی چاکری اور اسلام کی مخالفت جس بھی طبقہ کے نزدیک ''فرض کی ادائیگی'' قرار پاتی ہے، مجاہدین بھی ہر اُس طبقے کو (خواہ وہ فوجی جرنیل و سپاہی ہوں، جمہوری طواغیت ہوں یا بے دین و ملحد صحافی) نشانہ بنانا اپنا فرض گردانتے ہیں...... اور اُنہیں اپنا یہ فرض 'امریکی ایڈ' کو ''حلال'' کرنے یا فوجی جنتا کی خوش نودی حاصل کرنے کے لیے ادا نہیں کرنا بلکہ اپنے رب کے حضور جواب دہی کے احساس اور اُس کی جنتوں کے حصول ہی اس فرض عین (یعنی جہاد فی سبیل اللہ) کو بجا لانے کی سعی پرکار بند رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

2 فروری: صوبہ ہلمند .... ضلع لشکر گاہ .... افغان فوجی قافلے پر مجاہدین کا حملہ .... 3 گاڑیاں تباہ .... 7 فوجی ہلاک .... 4 شدید زخمی

افغان باقی کہسار باقی

صدارتی الیکشن اور سیکورٹی معاہدہ......امریکہ، کرزئی دونوں بوکھلاہٹ کا شکار

سید عمیر سلیمان

افغان فوج کا معاھدے پر دستخط کے لیے کرزئی پر دباو:

کرزئی کی طرف سے سیکورٹی معاہدے پر دستخط کرنے سے مسلسل انکار کے بعد اب افغان فوجی حکام نے بھی کرزئی پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا ہے۔امریکی ادارے واشنگٹن پوسٹ کے مطابق افغان فوجی حکام کرزئی پر شدید تنقید کر رہے ہیں اور ان کا مطالبہ ہے کہ کرزئی جلد از جلد معاہدے پر دستخط کردے۔افغان فوجی حکام کو خدشہ ہے کہ امریکہ سے معاہدہ نہ ہونے کی صورت میں امریکی فوج کی مکمل واپسی بھی عمل میں آسکتی ہے جو کہ افغان فوج کے لیے موت سے کم نہیں۔افغان فوج ابھی اپنے آپ کو طالبان سے مقابلے کے قابل نہیں سمجھتی۔افغان فوجی افسران کے مطابق ہر فوجی اس وقت پریشان ہے اور امریکہ کے مکمل انخلا کی صورت میں افغان فوج کی مثال ایسی بھیڑوں کی مانند ہوگی جنہیں صحرا میں بھیڑیوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جائے۔افغان فوج کو خدشہ ہے کہ امریکی فوج کے انخلا کی صورت میں افغانستان پر طالبان دوبارہ قابض ہو جائیں گے۔

دوسری طرف کرزئی معاہدے پر دستخط کرنے سے تاحال انکار ہی کر رہا ہے اور اس کے مطالبات میں کمی آنے کی بجائے اضافہ ہو رہا ہے۔کرزئی نے اب مطالبہ کیا ہے کہ جب تک امریکہ اور پاکستان طالبان کے ساتھ مذاکرات نہیں کریں گے وہ معاہدے پر دستخط نہیں کرے گا۔ایک اور بیان میں اس نے کہا کہ میں اس معاہدے پر دستخط نہیں کروں گا، اپریل کے صدارتی انتخابات میں منتخب ہونے والا نیا صدر ہی معاہدے پر دستخط کرے گا۔اس کے ساتھ ساتھ کرزئی نے امریکہ کی مخالفت کے باوجود طالبان قیدیوں کو رہا کر کے مزید امریکی مخالفت اپنے سر لے لی ہے۔

افغانستان کے آئین کے مطابق کرزئی تیسری بار صدر نہیں بن سکتا۔اس کے اقتدار کے دن گنے جا چکے ہیں اس لیے وہ جاتے جاتے زیادہ سے زیادہ فوائد سمیٹنا چاہتا ہے۔کرزئی جانتا ہے کہ امریکہ کے لیے سیکورٹی معاہدہ انتہائی اہم ہے اس لیے وہ صدارتی الیکشن میں اپنے بھائی کی حمایت اور اقتدار میں زیادہ سے زیادہ حصّہ حاصل کرنے کے لیے بہانے بہانے سے امریکہ کو باور کرا رہا ہے کہ اگر اسے حصّہ نہ دیا گیا تو وہ کس حد تک جا سکتا ہے۔اپریل کے صدارتی انتخابات میں منتخب ہونے والا نیا صدر بھی ستمبر سے پہلے معاہدے پر دستخط کرنے سے قاصر ہے کیونکہ کرزئی کا دور حکومت ستمبر میں ختم ہوگا۔دوسری طرف امریکہ ہر طرف سے کرزئی پر دباؤ ڈال رہا ہے۔نیٹو سربراہ راسموسن نے بھی ایک بیان میں کہا کہ ''کرزئی دستخط نہ کر کے آگ سے کھیل رہے ہیں''۔

افغان فوج کی طرف سے کرزئی پر دباؤ بلا وجہ نہیں، بعض امریکی خبر رساں اداروں کے مطابق اگر کرزئی نے اپریل تک معاہدے پر دستخط نہ کیے تو امریکہ افغان فوج کی طرف سے حکومت کے خلاف بغاوت کی آپشن پر بھی غور کر رہا ہے۔فوجی بغاوت کی صورت میں کرزئی سے صدارت چھن جانے کے ساتھ ساتھ اسے قید اور مقدمات کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔امریکی خبر رساں اداروں کی طرف سے ایسی خبریں امریکہ کی طرف سے کرزئی کو ایک وارننگ سمجھی جا سکتی ہے کہ اگر کرزئی نے فرماں برداری کی روش نہ اپنائی تو امریکہ بھی کسی حد تک بھی جا سکتا ہے۔

افغانستان میں پوست کی ریکارڈ پیداوار:

امریکہ نے افغانستان میں قابض ہونے کے بعد جن عزائم کا اظہار کیا تھا ان میں ایک پوست کی کاشت کو ختم کرنا بھی تھا۔طالبان کو ختم کرنے میں جس قدر امریکہ کو کامیابی ہوئی وہ تو ساری دنیا کے سامنے ہے ہی، حال ہی میں اقوام متحدہ نے افغانستان میں پوست کی کاشت کے حوالے سے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس نے امریکہ کی پوست ختم کرنے کے حوالے سے کارکردگی بھی واضح کردی ہے۔

رپورٹ کے مطابق سال ۲۰۱۳ء میں افغانستان میں پوست کی ریکارڈ پیداوار ہوئی اور گزشتہ سال کے مقابلے میں پوست کی پیداوار میں ۵۰ فیصد اضافہ ہوا ہے۔امریکی حکام کے مطابق افغانستان میں پوست کی کاشت پر قابو پانے کے لیے امریکہ نے ۲۰۰۱ء سے لے کر اب تک ۶ ارب ڈالر خرچ کیے ہیں لیکن اس کا حاصل یہ نکلا ہے کہ دنیا کی ۹۰ فی صد ہیروئین افغانستان میں پیدا ہو رہی ہے۔

اس کے برعکس طالبان دور حکومت میں جب امیر المومنین نصرہ اللہ نے پوست کی کاشت پر پابندی لگائی تھی تو مغربی ذرائع ابلاغ کے بقول صرف ایک سال کے اندر اندر پوست کی کاشت میں ۹۹ فی صد کمی آگئی تھی۔

طالبان کابل پر دوبارہ قابض ھو سکتے ھیں:

امریکی تجزیاتی ادارے سی این اے سٹریٹیجک سٹڈیز نے امریکی کانگرس کو دی گئی ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ ۲۰۱۴ء میں اتحادی فوج کے انخلا کے بعد افغانستان ایک بار پھر دہشت گردوں کی نرسری بن سکتا ہے۔رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ حالیہ افغان فوج طالبان سے مقابلہ کرنے کے قابل نہیں ہے اور اگر امریکہ ۲۰۱۴ء انخلا کرتا ہے تو ملک پر طالبان دوبارہ قابض ہو سکتے ہیں۔رپورٹ میں امریکہ کی طرف سے افغان فوج کی تعداد

3 فروری: صوبہ لوگر...............صدر مقام پل عالم .... ریموٹ کنٹرول بم حملہ..............امریکی ٹینک تباہ ....6 امریکی فوجی ہلاک

میں کمی کی مخالفت کرتے ہوئے کہا گیا کہ امریکہ کو افغان فوج کی تعداد میں مزید اضافہ کرنا چاہیے بجائے اس کے کہ کمی کی جائے۔

صدارتی الیکشن:

افغانستان میں صدارتی الیکشن کی تیاریاں شروع ہو ہو چکی ہیں۔اب تک ۱۱ امیدوار میدان میں آ چکے ہیں جن میں کرزئی کا بھائی عبدالقیوم کرزئی بھی شامل ہے۔ کرزئی کی کوشش ہے کہ امریکہ پر دباؤ ڈال کر اپنے بھائی کو کامیابی دلائی جائے لیکن امریکہ کی ہمدردیاں عبداللہ عبداللہ کے ساتھ ہیں جب کہ کچھ تجزیہ نگاروں کے مطابق امریکہ حقیقت میں اشرف غنی کے ساتھ ہے اور اشرف غنی کو صدر بنانا چاہتا ہے۔ دونوں صورتوں میں کرزئی کے بھائی کی پوزیشن بہت کمزور ہے اس لیے کرزئی کی طرف سے طالبان قیدیوں کی رہائی ایک تیر سے دو شکار کرنے کی کوشش ہے۔ قیدیوں کو رہا کر کے کرزئی نے امریکہ پر دباؤ ڈالنے کے ساتھ ساتھ طالبان کی حمایت حاصل کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔لیکن امریکہ دباؤ میں آنے کی بجائے الٹا برہم ہوا ہے جب کہ طالبان شریعت کے علاوہ کسی نظام کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں اس لیے کرزئی ابھی تک اپنے بھائی کے لیے کچھ خاص کامیابی حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔

دوسری طرف طالبان کی طرف سے الیکشن کی مخالفت کی وجہ سے الیکشن مہم صوبائی دارالحکومتوں سے باہر نہیں نکل سکی۔ اس بار ۲۰۰۹ء کے الیکشن سے بھی زیادہ برے حالات ہیں۔صوبائی دارالحکومتوں میں بھی الیکشن مہم صرف پوسٹروں کی حد تک ہی جا سکی ہے۔ ریلیاں اور جلوس تو دور کی بات، امیدواران کارنر میٹنگز منعقد کرنے سے بھی کترا رہے ہیں۔

۲۰۱۴ء کے بعد امریکی فوج کی افغانستان موجودگی:

۲۰۱۴ء میں امریکی انخلا کے بعد امریکی فوج افغانستان میں موجود رہے گی یا نہیں، اور اگر قیام کرے گی تو کتنی تعداد میں؟ اس بارے میں صلیبی حکام متضاد بیانات دے رہے ہیں۔کبھی معاہدے کی ناکامی کی صورت میں مکمل انخلا کا اعلان کیا جاتا ہے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ معاہدہ نہ ہوا تو انخلا ملتوی کر دیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اس وقت شدید کشمکش میں مبتلا ہے کہ ۲۰۱۴ء میں اگر انخلا کیا گیا تو اس کے بعد کیا ہوگا۔ امریکی خفیہ ایجنسیاں متعدد بار دہائی دے چکی ہیں کہ انخلا کا مطلب ۳ سال کے اندر اندر پورے ملک پر طالبان کا قبضہ ہے۔ دوسری طرف دن بدن بڑھتے ہوئے نقصانات اور امریکی عوام کا مسلسل دباؤ انخلا پر مجبور کر رہا ہے۔

یہ امر تو یقینی ہے کہ امریکی ۲۰۱۴ء کے بعد بھی اپنی فوج کا کچھ نہ کچھ حصّہ افغانستان میں موجود رکھے گا۔مکمل انخلا کی صورت میں وہ افغانستان میں آپریشنز اور پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ڈرون آپریشنز سے محروم ہوسکتا ہے۔ دوسرا وہ یہ بھی جانتا ہے کہ افغان فوج طالبان سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔مکمل انخلا کی صورت میں افغان فوج کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے جائے گی اور طالبان کے لیے کام مزید آسان ہو جائے گا۔ امریکہ چاہتا ہے کہ افغانستان میں اتنی فوج ضرور رکھی جائے جس سے افغانستان اور پاکستان میں ٹارگٹڈ آپریشنز بھی جاری رہ سکیں اور تربیت کے نام پہ افغان فوج کو اپنی موجودگی کی تسلی بھی دی جا سکے۔جیسا کہ پینٹا گون کے ایک بیان کے مطابق امریکی فوجی حکام کا مطالبہ ہے کہ ۲۰۱۴ء کے بعد کم از کم ۱۰ ہزار فوجی افغانستان میں قیام کریں جن کا مقصد افغان فوج کی ٹریننگ اور ٹارگٹڈ آپریشنز ہوگا۔اسی طرح افغانستان میں نیٹو کے سربراہ نک ولیمز نے بھی بیان دیا کہ ''اگر افغان حکومت رضامند ہوئی تو ۱۲ ہزار نیٹو فوجی افغانستان میں رہیں گے''۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈیڑھ لاکھ صلیبی فوجی اپنے تمام تر فوجی سامان اور ٹیکنالوجی کا باوجود اگر طالبان کو ملک کے ۷۰ فی صد سے زائد حصّے پر کنٹرول حاصل کرنے اور اپنی شرعی عدالتیں قائم کرنے سے نہیں روک سکے تو ۱۰ ہزار صلیبی فوجی اپنی بیرکوں میں بیٹھ کر کس قدر کامیابی حاصل کر پائیں گے؟

طالبان کا دبئی مذاکرات سے مکمل لاتعلقی کا اعلان:

طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے افغان امن کونسل اور سابق طالبان وزیر خزانہ معتصم آغا جان کے درمیان ہونے والے مذاکرات کو مسترد کر دیا ہے اور ان سے مکمل لاتعلقی کا اعلان کیا ہے۔طالبان ترجمان نے کہا کہ آغا معتصم طالبان کی نمائندگی نہیں کرتا اور نہ ہی اُسے ایسی کوئی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ یہ مذاکرات جہاد کے منافی ہیں اور امریکہ کے مفاد میں ہیں۔طالبان کا موقف واضح ہے اور وہ امریکہ سے مذاکرات کرنے کو تیار نہیں۔

واضح رہے کہ سابق طالبان وزیر خزانہ معتصم آغا نے افغان امن کونسل کے ساتھ دبئی میں مذاکرات کے آغاز کا اعلان کیا تھا۔اس اعلان کے بعد حامد کرزئی نے بھی ان مذاکرات کا خیر مقدم کیا تھا۔لیکن طالبان نے واضح کر دیا ہے کہ ایسے مذاکرات کا طالبان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

روس کی طرح امریکہ کو بھی افغانستان سے نکال دیں گے، طالبان کا عزم:

۱۵ فروری کو افغانستان سے روسی انخلا کے ۲۵ برس مکمل ہو گئے۔اس موقع پر طالبان ترجمان قاری یوسف احمد نے کہا کہ جس طرح افغان عوام نے روسی فوج کو ملک سے نکال باہر کیا تھا اسی طرح امریکہ کو بھی افغانستان سے نکال دیں گے۔انہوں نے مزید کہا کہ کل کے جہاد اور آج کے جہاد میں کوئی فرق نہیں۔اور اس بار بھی کامیابی ان شاءاللہ مسلمانوں کی ہوگی۔

☆☆☆☆☆

5 فروری: صوبہ پروان .... ضلع سیاہ گرد .... مجاہدین کا ایک فوجی چوکی پر حملہ .... 5 افغان اہل کار ہلاک .... متعدد زخمی

ایک جنگ جو آج بھی جاری ہے

طارق حسن

ہم آپ کو ۱۱۶۹ء کی کہانی سنا رہے ہیں، یہ وہ وقت تھا جب عیسائی بادشاہ آگسٹس سلطان نورالدین زنگی کے ہاتھوں ذلت ناک شکست کھا کر تمام مفتوحہ علاقے واپس کر چکا تھا، اُس نے نورالدین زنگی کو تاوان بھی دیا اور جنگ نہ کرنے کے معاہدے پر دستخط کر کے جزیہ بھی ادا کیا لیکن اِس شکست کے بعد اُس نے کرک کے قلعے میں اسلام کی بیخ کنی کے منصوبے بنانے شروع کر دیئے، اُس کے اسلام دشمن خبطی رویئے اور خفیہ چالوں کی وجہ سے اُس کے بعض حواری صلیبی حکمران اور جرنیل اُسے شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے، یہی وجہ تھی کہ اُس کے اپنے ساتھیوں نے اُس پر یہ الزام بھی عائد کیا کہ وہ اندر سے مسلمانوں کا دوست ہے اور اُن کے ساتھ سودے بازی کر رہا ہے۔

یورپی مورخ اندرے آزون لکھتا ہے کہ ایسے ہی ایک موقع پر آگسٹس نے الزام کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا ایک مسلمان حکمران کو پھانسنے کے لیے میں اپنی کنواری بیٹیوں کو بھی اُس کے حوالے کرنے سے گریز نہیں کروں گا، تم مسلمانوں کے ساتھ صلح نامے اور دوستی کے معاہدے کرنے سے گھبراتے ہو کیونکہ اُس میں تم اپنی توہین کا پہلو دیکھتے ہو، لیکن تم یہ نہیں سوچتے کہ مسلمان کو میدان جنگ کی نسبت صلح کے میدان میں مارنا زیادہ آسان ہے، میرا نظریہ یہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر اُن کے آگے ہتھیار ڈال کر صلح نامہ کرو، معاہدہ کرو اور گھر آ کر معاہدے اور صلح نامے کے الٹ عمل کرو، کیا میں ایسا نہیں کر رہا؟ کیا تم نہیں جانتے کہ میرے خون کے رشتے کی دولڑکیاں دمشق کے شیخ کے حرم میں ہیں، کیا اُس شیخ سے تم لڑے بغیر بہت سارا علاقہ نہیں لے چکے؟ وہ مجھے اپنا دوست سمجھتا ہے اور میں اُس کا جانی دشمن ہوں، میں ہر ایک غیر مسلم سے کہوں گا کہ مسلمانوں کے ساتھ معاہدے کرو اور انہیں دھوکہ دے کر مارو۔

مورخین نے یہاں تک لکھا کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ بعض صلیبی حکمرانوں نے میدان جنگ کو اہمیّت دینا چھوڑ دی اور وہ اِس نظریئے کی قائل ہوگئے کہ جنگ اِس طریقے سے لڑو کہ مسلمانوں کی جنگی طاقت زائل ہوتی رہے، اُن کے نزدیک عقلمندی کا تقاضہ یہ تھا کہ مسلمانوں کے مذہبی عقائد پر زوردار حملہ کرو، اُن کے دلوں میں ایسے وہم پیدا کر دو جو مسلمان قوم اور فوج کے درمیان بداعتمادی، نفرت اور حقارت کو جنم دیں۔ فلپس آگسٹس اِس مکتبۂ فکر کے مفکروں میں سرفہرست تھا، جو اسلام دشمنی کو اپنے مذہب کا بنیادی اصول سمجھتا تھا اور کہا کرتا تھا ہماری جنگ صلاح الدین ایوبی اور نورالدین زنگی سے نہیں، یہ صلیب اور اسلام کی جنگ ہے جو ہماری زندگی میں نہیں تو کسی نہ کسی وقت ضرور کامیاب ہوگی، بس اِس کے لیے ضروری ہے مسلمانوں کی اٹھتی ہوئی نسل کے ذہن میں مذہب کے بجائے جنسیت بھر دو اور انہیں ذہنی عیاشی میں مبتلا کر دو۔

ہمیں تاریخ کا وہ منظر بھی یاد آ رہا ہے، جب جولائی ۱۱۸۷ء کو حطین کے میدان میں سات صلیبی حکمرانوں کی متحدہ فوج کو جو مکہ اور مدینے پر قبضہ کرنے آئی تھی، ایوبی سپاہ نے عبرتناک شکست دے کر مکہ اور مدینہ کی جانب بری نظر سے دیکھنے کا انتقام لے لیا تھا اور اب وہ حطین سے پچیس میل دور عکرہ پر حملہ آور تھا، سلطان نے یہ فیصلہ اِس لیے کیا تھا کہ عکرہ صلیبیوں کا مکہ تھا، سلطان اُسے تہہ تیغ کر کے مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کا انتقام لینا چاہتا تھا، دوسرے بیت المقدس سے پہلے سلطان عکرہ پر اِس لیے بھی قبضہ چاہتا تھا کہ صلیبیوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور وہ جلد ہتھیار ڈال دیں، چنانچہ اُس نے مضبوط دفاع کے باوجود عکرہ پر حملہ کر دیا اور ۸ جولائی ۱۱۸۷ء کو عکرہ ایوبی افواج کے قبضے میں تھا، اِس معرکے میں صلیبی انٹیلی جنس کا سربراہ ہرمن بھی گرفتار ہوا، جسے فرار ہوتے ہوئے ایک کماندار نے گرفتار کیا تھا۔

گرفتاری کے وقت ہرمن نے کماندار کو خوب صورت لڑکیوں اور بہت سا سونا دے کر فرار کرانے پیش کش کی تھی، مگر کماندار نے اُسے رد کر دیا، ہرمن کو جب سلطان صلاح الدین ایوبی کے سامنے پیش کیا گیا تو اُس نے گرفتار کرنے والے کماندار کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے سلطان سے کہا سلطان معظم! اگر آپ کے تمام کماندار اِس کردار کے ہیں جو مجھے پکڑ کر لایا ہے تو میں آپ کو یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ کو بڑی سے بڑی فوج بھی یہاں سے نہیں نکال سکتی، اُس نے کہا، میری نظر انسانی فطرت کی کمزوریوں پر رہتی ہے، میں نے آپ کے خلاف یہی ہتھیار استعمال کیا، میرا ماننا ہے کہ جب یہ کمزوریاں کسی جرنیل میں پیدا ہو جاتی ہیں یا پیدا کر دی جاتی ہیں تو شکست اُس کے ماتھے پر لکھ دی جاتی ہے، میں نے آپ کے یہاں جتنے بھی غدار پیدا کیے، اُن میں سب سے پہلے یہی کمزوریاں پیدا کیں، حکومت کرنے کا نشہ انسانوں کو لے ڈوبتا ہے، سلطان معظم! آپ کے جاسوسی کا نظام نہایت ہی کارگر ہے، آپ صحیح وقت اور صحیح مقام پر ضرب لگاتے ہیں، مگر میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ صرف آپ کی زندگی تک ہے۔

ہم نے آپ کے یہاں جو بیج بو دیا ہے، وہ ضائع نہیں ہوگا، آپ چونکہ ایمان والے ہیں اِس لیے آپ نے بے دین عناصر کو دبا لیا، لیکن ہم نے آپ کے امرا کے دلوں میں حکومت، دولت، لذت اور عورت کا نشہ بھر دیا ہے، آپ کے جانشین اِس نشے کو اتار نہیں سکیں گے اور میرے جانشین اِس نشے کو تیز کرتے رہیں گے۔ (بقیہ صفحہ ۶۸ پر)

یرموک کیمپ کے پناہ گزین گھاس اور پتے کھانے پر مجبور

علی ہلال

شامی مسلمانوں پر بشار الاسد کے ۲۰۱۱ء سے شروع ہونے والے مجرمانہ حملوں اور مظالم کے نتیجے میں ملک کے مختلف علاقوں میں محسور افراد بدترین بھوک، غربت اور افلاس کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ برف باری کے بعد سردی کی شدت نے بشار کے مظالم سہتے اہل ایمان کی مشکلات میں مزید اضافہ کردیا ہے۔ سردیاں شروع ہوتے ہیں بشار کی سرکاری فوج نے مختلف علاقوں کی ظالمانہ ناکہ بندی میں مزید سختیاں شروع کردیں، جس کے باعث کئی علاقوں کو بیرونی امداد کی ترسیل بند ہوچکی ہے اور بنیادی ضروریات زندگی سے محرومی کی وجہ سے یومیہ درجنوں افراد زندگی کی بازی ہار جاتے ہیں۔

اس سلسلے میں سب سے زیادہ نازک حالت ان فلسطینی مہاجرین کی ہے جو اسرائیلی مظالم کے سبب اپنی زمینوں اور گھربار سے محروم ہوکر پناہ ڈھونڈنے کے لیے کئی برس قبل شام آکر بسے تھے۔ الجزیرہ کے مطابق شامی دارالحکومت دمشق سے آٹھ کلومیٹر کی مسافت پر واقع فلسطینی مہاجر کیمپ 'یرموک' شامی فوج کی انتقامی کارروائیوں کے نشانے پر ہے۔ بشار کی فوج نے فرب باری کے بعد کیمپ کے گرد گھیرا مزید تنگ کردیا ہے جس کے باعث محصورین خودرو گھاس کھانے پر مجبور ہیں۔ یرموک کیمپ میں اڑھائی ہزار سے زائد پناہ گزین موجود ہیں۔ برف باری کے باعث خواتین اور بچوں کو بخار، زکام، نمونیہ اور دیگر امراض لاحق ہوگئے ہیں، کیمپ میں اشیائے خورد و نوش اور طبی سہولیات کا فقدان ہے۔ جس کے باعث کیمپ کے رہائشیوں میں اموات کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔

مذکورہ ٹی وی چینل کا شام کے متاثرین کو طبی امداد دینے والی تنظیموں اور اقوام متحدہ کے اداروں کے حوالے سے کہنا ہے کہ یرموک کیمپ میں بھوک اور بیماری کے باعث ہر دس گھنٹے میں دو سے چار افراد کی موت واقع ہوجاتی ہے۔ کیمپ کے کم سن بچے خاص طور پر بیماریوں کا شکار ہیں اور مرنے والوں میں بچوں کی تعداد نمایاں رہتی ہے۔ ان تنظیموں کا کہنا ہے کہ یرموک مہاجر کیمپ کے باسیوں کی زندگیوں کو بیماری اور غذائی کمی کے باعث شدید خطرات لاحق ہیں اور اگر ہنگامی بنیادوں پر طبی امداد نہ ملی تو یہاں ایک بڑا انسانی المیہ رونما ہوسکتا ہے۔

رپورٹ کے مطابق کیمپ کے پناہ گزینوں کو بھوک نے اس قدر نڈھال کردیا ہے کہ وہ گھاس پھوس اور سبز پتے کھانے پر مجبور ہوچکے ہیں۔ اس سلسلے میں العربیہ نے اپنی عربی سائٹ پر ایک ویڈیو جاری کی ہے جس میں ایک خاتون اپنے چھوٹے بچوں کے ساتھ کیمپ کے آس پاس کھیتوں میں اُگی ہوئی گھاس اور زمین پر اُگی جڑی بوٹیوں کے پتے توڑ کر تھیلی میں جمع کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ خاتون کا کہنا ہے کہا کہ ''کھانے کی اشیا کے فقدان کے باعث وہ بھوک سے نڈھال ہیں، کئی دنوں سے کیمپ کی خواتین گھاس اور پتے توڑتی ہیں، اس میں نمک اور پانی ڈال کر ابالا جاتا ہے اور اس پانی کو پی کر بھوک مٹانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ خاتون کے مطابق سردی کے باعث بیماریوں سے بے حال بچوں کے علاج اور بھوک مٹانے کا ان کے پاس یہی واحد سہارا رہ گیا ہے''۔

یرموک کیمپ شام میں پناہ لینے والے فلسطینی مہاجرین کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ تاہم بشار کے خلاف تحریک جہاد منظم ہونے کے بعد مہاجرین کی بڑی تعداد یہاں سے لبنان، ترکی اور اردن چلی گئی، اس وقت کیمپ میں اڑھائی ہزار افراد زندگی گزارنے پر مجبور ہیں جن کے باہر نکلنے کے راستے حکومتی حصار کے سبب بند ہیں۔

فجر پریس نے اسی کیمپ کی ایک دوسری تصویر شائع کی ہے جس میں کیمپ کے قریب روٹیوں سے بھری ایک تھیلی لٹکی ہوئی دکھائی دیتی ہے، تھیلی کے برابر ایک دیوار ہے جو گولیوں سے چھلنی ہے۔ فجر پریس کے مطابق بشار کے درندہ صفت فوجیوں نے ایسی کئی تھیلیاں یرموک کیمپ کے باسیوں کو نشانہ بنانے کے لیے بطور ''چارہ'' لٹکا رکھی ہیں۔ بشار کے وحشی شارپ شوٹر' کیمپ کے باشندوں کی بے بسی اور مجبوری سے محظوظ ہونے کے لیے ہر روز کیمپ کے قریب روٹیوں، گوشت یا کھانے پینے کی کسی دوسری چیز کو تھیلی میں ڈال کر لٹکا دیتے ہیں تاکہ اسے لینے کے لیے آنے والے افراد کو نشانہ بنالیں۔ اسدی فوج کی اس درندگی اور سنگ دلی کا نشانہ بن کر اب تک کیمپ کے درجنوں بچے، خواتین اور مرد لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔

عرب میڈیا کے مطابق یرموک کیمپ میں فلسطینی مہاجرین گزشتہ ۵۷ سال سے پناہ گزین ہیں...... بشار کے خلاف جہاد کے ابتدائی ایام میں یرموک کیمپ کے بہت سے باشندے شام سے نکلنے میں کامیاب ہوئے تھے لیکن جو خاندان نکل نہ سکے وہ گزشتہ تین سال سے اپنی زندگی کے سخت اور آزمائش سے بھرے ایام گزارنے پر مجبور ہیں۔ اسدی فوج نے بدستور کیمپ کے داخلی اور خارجی راستے بند کر رکھے ہیں، کیمپ کو جانے والی گیس پائپ لائن سے گیس کی ترسیل بند ہے، اندر جانے والی سبزیوں اور کھانے پینے کی دیگر اشیائے ضرورت لے جانے والی گاڑیوں کو بھی کیمپ سے باہر روک دیا جاتا ہے، جس کے باعث کیمپ میں قحط کی صورت حال ہے۔

(بقیہ صفحہ ۶۵ پر)

8فروری: صوبہ فراہ .... ضلع بکوا .... بارودی سرنگ دھماکہ .... ایک امریکی ٹینک تباہ .... 4امریکی فوجی ہلاک اور زخمی

عشق پابندِ وفا

وفا مجاہد

ایک دفعہ کا ذکر ہے، ان بستیوں سے دور ایک بستی تھی۔

اہلِ عشق اس خطہ زمین کو ایمان والی، ہجرت والی اور رباط والی بستی کہتے تھے۔

آج وہاں کا منظر نرالا تھا...... پرعزم چہروں پر نشاط وانبساط کی تحریر ثبت تھی۔ دو گاڑیوں پر مشتمل قافلہ منزل مقصود تک پہنچ گیا تھا۔ اس شخص کے زمین پر قدم رکھتے ہیں اہل دو دوست اس کے استقبال کے لیے آگے بڑھے تھے۔

فضا اس کے لیے استقبالیہ تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی تھی۔ کیوں نا ہو کہ وہ ان کا دوست بھی تھا، استاد بھی، رہبر و رہنما بھی، معلم و مربی بھی۔ آج اس کی خوشی سب کی خوشی تھی۔

چلتے چلتے فضا میں موجود گونج کے باعث اس نے غیر محسوس انداز میں اپنی ہم سفر کے ہاتھ پہ تھپک کے تسلی دی۔ وہ چونکی...... کفر کے مقابل جو ہر دکھانے والے ان فولادی ہاتھوں میں بلا کی نرمی تھی، وہ اس کا انداز سمجھ گئی تھی۔

ان راہوں پر چلتے چلتے اس کے اشکوں سے محبت کے نشان رقم ہو رہے تھے۔ چہرے پر پڑا حجاب آنسوؤں سے نم ہوا جا رہا تھا۔ وہ اس وقت شدید جذباتی کیفیت میں گھری تھی۔ اسے سب اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کے رب نے اسے تنگیوں سے نکال کر وسعتوں والی زندگی عطا کر دی ہے۔ اس کے ذہن میں اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس الفاظ گونج رہے تھے:

الهجرة قدم ما كان قبلها

یا اللہ! کیا میرے بھی گناہ بخش دیے گئے؟

اگر ایسا ہے تو اور کیا چاہیے انسان کو اپنی زندگی میں۔ اگر ارد گرد موجود لوگ نہ ہوتے، شرم و حیا کا پاس نہ ہوتا تو چشم فلک اسے زمین پر سجدہ ریز ہوتے، خاک کو بوسے دیتے دیکھتی...... آتش عشق کی بھٹی سی اٹھنے والی ابلتی ہانڈی کی مانند آوازیں سنائی دیتیں......

کب راستہ طے ہوا، کب ایک کچے محل میں اس کے قدم پہنچے وہ بے خبر تھی، پھر وہی بستی اس کا مسکن بن گئی......

کچے سے اس گھر میں زمین و آسمان سے زیادہ وسعت، پانی سے زیادہ تراوٹ اور چاندنی رات سے زیادہ سکون تھا۔ گندم کے خوشوں سی سنہری فسوں بھری آنکھوں والا اس کا ہم سفر قافلہ راہِ وفا کا راہی تھا۔ اور اب وہ اس کے ہم قدم تھی۔ یہ اس کی دعاؤں کا ثمر تھا، اک عمر کا حاصل تھا......

سیدھے پاک فطرت لوگ...... نورِ الٰہی اور شریعتِ مطہرہ کی خوشبو سے مہکتا ماحول......

ایمان وایقان کی بستی...... وہ طمانیت سے مسکراتی اور اپنے رب کی شکرگزاری سے دل کی دنیا کو آباد کرتی......

تنہائی میں اس کا ہم سفر اس سے ہم کلام ہوا تو پہلی بات ہی اس کے دل کی آواز تھی......

''سنو! ہم دونوں اجنبی تھے، مگر یہ محض اللہ پاک کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایمان کا ساتھی بنایا، یہ رشتہ کسی دنیاوی غرض پر نہیں بلکہ یہ رشتہ اور ہماری پوری زندگی کا محور و مرکز اور مقصد وہی ہے جو ہمارے اللہ نے ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر بھیجا تھا کہ

هُوَ الَّذِیٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

ہاں اسی دین حق کو غالب کرنے کے محور کے گرد ہماری زندگی بھی گھومے گی۔ میں اگر ایک مجاہد ہوں تو تم بھی ایک مجاہدہ ہو، جدوجہد کرنے والی، مشقت اٹھانے والی...... سو اپنا ذہن ہمیشہ تیار رکھنا قربانی کے لیے، فداکاری کے لیے، اللہ کے دین پر آزمائش سہنے کے لیے...... یہی اس راستے کا خاصہ ہے، اعزاز ہے اور مہر محبت ہے...... ان شاء اللہ جان جائے تو جائے، اب پیچھے نہیں ہٹیں گے''...... اس نے اپنی مضبوط چوڑی ہتھیلی اس کے سامنے پھیلا دی۔

اس نے دل میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے ''ان شاء اللہ!'' کہہ کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر عہد وفا کر لیا۔ اس کے ہم سفر کی لَو دیتی آنکھیں چمکنے لگیں......

شاید عمارت کی بنیاد کی پہلی اینٹ سیدھی رکھی گئی تھی اس لیے ان کی محبت و وفا کی عمارت بہت خوب صورت و مضبوط تھی...... اسے تو یوں جیسے اپنے خوابوں کا جہاں مل گیا۔

ہاں! اس وقت کے جدید کوتاہ نگاہوں کی نظروں سے دیکھا جاتا تو وہ بہت بے کیف، پرمشقت زندگی گزاتی تھی کہ روکھی سوکھی کھانا پڑتی تھی...... اپنے ہم سفر کی تھکن کا احساس کر کے اس کے آنے سے پہلے گھر میں موجود کنویں سے پانی نکال نکال کر ڈرم بھرتی تھی...... بجلی نہیں تھی، گیس نہیں تھی، سہولیات وآسائشات کا فقدان تھا...... سردی تھی تو شدید تر، گرمی تھی تو بے رحم......

لیکن یہ اس کے لیے جنت سے کم نہ تھا، مسرور و مشکور دل اللہ تعالیٰ کی عطا پر سجدہ کناں رہتا تھا، اس کا ہم سفر شاہینوں کو پرواز کے گُر سکھانے کے علاوہ کتب احادیث سے منتخب حصے بھی پڑھاتا تھا۔ وہ کتابوں سے دیکھ کر اسے لکھ دیتی اور وہ فوٹو کاپی کروا کے طلبہ میں دے دیتا......

باہر کی ذمہ داریوں سے فراغت پا کر وہ اُسے بھی جہادی تربیت دیتا اور تدریجی مراحل سے

گزارتا......اسلحہ کے اسرار ورموز،تھوڑی سی مشکل مشکل جسمانی تربیت ، بھاری بھاری سامان اٹھا کر کمرے سے صحن کے آخری کونے اور صحن سے کمرے تک لاتعداد چکر......وہ اپنی بساط سے بڑھ کر سیکھنے کی کوشش کرتی......

کبھی اس سے تفسیر پڑھتی،کبھی دورہ شرعیہ،کبھی دورہ جہاد،کبھی تھوڑی بہت فرسٹ ایڈ کی تربیت۔وہ اس کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتی......دوران درس چھپانے کی تمام تر کوششوں کے باوجود وہ اس کے مژگاں پہ مچلتے اشکوں سے آشنا ہوجانا،دل چاہتا ان اشکوں کو اپنے ہاتھوں سے چُن لے......

لیکن وہ اس حساس دل کے اپنے ہاتھوں میں بکھرنے سے ڈرتا تھا۔امید وخوش دلی کی باتیں کرکے اس کے دل کو سہارا دینے کی کوشش کرنا......کبھی نماز کے انداز میں ردا اوڑھے اپنے سامنے سنجیدگی سے بیٹھی اپنی شاگردہ کو دیکھ کر دل شرارت پر آمادہ ہوجاتا......کچھ سنتے ہوئے اس کے نیم وا ہونٹ اور کھویا ہوا چہرہ......وہ ایک انگلی کی ضرب سر پر مارتا اور متبسم لہجے میں کہتا ''منہ بند کرو، کچھ چلا جائے گا''......اُس کی آنکھیں پھیل جاتیں،'' آپ صحیح سے پڑھاتے بھی نہیں ہیں''......خفا سے نرم لہجہ شکوہ کرتا۔اور کبھی کبھی اپنی انتظامی ذمہ داریوں کے باعث وہ اسے ہفتوں ہفتوں وقت نہ دے پاتا۔اس کی سنہری کانچ سے آنکھوں میں معذرت کی تحریر ہوتی لیکن وہ اپنی مسکراہٹ سے اسے مٹا دیتی۔

اتنی تھکن کے باوجود رات کے پچھلے پہر وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کے لیے دست بستہ حاضر ہوجاتا......وہ اس کی آہ سحر گاہی سے آشنا تھی،لیکن جب خود دعا سے فارغ ہوتا تو اُسے جگاتا......قرآن پاک سینے سے لگائے اس کے آنکھیں کھولنے پر مسکراتے ہوئے کہتا ''نہ نہ غصہ نہیں!مسکراتے ہوئے اٹھو،ہمیں مسکراتا دیکھ کر ہمارے اللہ پاک مسکرائیں گے!''......وہ دھیما سے مسکرا کر اٹھ جاتی۔

اس کی خوابوں کی بستی میں جا بجا موت کے مقتل سجتے تھے،وہ لا الہ الا اللہ کے لیے قربان ہونے والے ہر رنگ،نول اور قوم کے شہدا کا مرکز تھی۔مقامی لوگ آسمان پر منڈلاتے ان موت کے ہرکاروں کو مچھئی اور بنگنا کہتے تھے،ان کے پڑوس میں اس دور کا 'احزاب' لڑا جا رہا تھا......ابوجہل کے بیٹوں اور عبداللہ بن اُبی کی نسل نے ان کو بھی نہ بخشا تھا کہ ان کا جرم بہت سنگین تھا!

ہاں!عشق ووفا سے بڑھ کر کیا جرم ہوسکتا ہے......؟ تمام ابن الوقت عناصر کی مخالفت مول لے کر اہل جنون کو پناہ دینا کوئی معمولی خطا تو نہ تھی!اسلام کی ہر نشانی مٹنے کے دور میں لا الہ الا اللہ کے مقدس پرچم کو سربلند اور حاکم کرنا،کیا معمولی جرم تھا؟

سو ان اہل جنوں کو نمرودِ وقت نے آگ میں جلانے کا فیصلہ تو کیا لیکن عقل اُسی طرح انگشت بدندان عشق کو آگ کے مقابل سرمست دیکھ رہی تھی۔ہاں!ازل سے فسانۂ عشق ووفا کا رخ نہ بدلا تھا......بس فرق اتنا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کی جگہ آج ان کے بیٹے تھے!

اس کے معصوم سے حساس دل کو افسوس تھا تو ان پر جو اہل ایمان کہلاتے جاتے تھے......جو سجدے تو رب کے حضور ہی کرتے لیکن ساتھ ہی 'رب کے انصار' پر زہر بجھے تیر بھی چلاتے تھیہ ء کرتے روز رب کے حضور سجدہ ریز بھی ہوتے تھے......عشق کو عقل کا درس دیتے تھے اور جنوں کو خرد کے سبق پڑھاتے تھے......کم ہمتی اور اندرونی خوف کو 'مصلحت وحکمت' کی خوش نما عبا پہناتے تھے......

لیکن رب کی سنت ''ولا یخافون لومۃ لائم'' بھی جاری تھی۔اگر کفر کے مقابلہ سے قافلۂ عشق ووفا اک قدم پیچھے نہ ہٹا تو اپنوں کی بے اعتنائی وبے رخی بھی پاؤں کی زنجیر اور زبان کا قفل نہ بن سکی۔ان کا مطالبہ بہت سیدھا سادھا اور فطری تھا کہ تمام نظام ہائے باطلہ پر لا الہ الا اللہ کی حاکمیت چاہیے!وہ اپنے رب کے حکم'' وقاتلوھم حتیٰ لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ'' کی تعمیل میں زندگی بھر سرگرداں رہے تو'' خوارج ٹھہرے!ہاں انہوں نے گندگیوں اور رب کی نافرمانی والی زندگی ونظام سے خروج ہی تو کیا تھا!نہیں بن پائے وہ ان اہل حرص وہوس جیسے!

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: یرموک کیمپ کے پناہ گزین گھاس اور پتے کھانے پر مجبُور

العربیہ نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ یرموک مہاجر کیمپ میں باہر سے اشیائے خوردونوش کی ترسیل بند ہونے پر قیمتوں میں ہوش ربا اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔کیمپ میں فی کلو چاول ۴۲ امریکی ڈالر کے عوض فروخت ہوا۔اس سے قبل یرموک کیمپ کے متاثرین مردار جانوروں کا گوشت بھی استعمال کرنے پر مجبُور ہوئے ہیں اور اب معاملے کی سنگینی نے انہیں گھاس اور پتے کھانے پر مجبُور کر دیا ہے۔

الجزیرہ کے مطابق مشکلات، پریشانیوں اور مصائب کا یہ سلسلہ صرف یرموک کیمپ تک ہی محدود نہیں بلکہ شام کے تمام علاقوں کے باشندے سخت مشکلات سے دوچار ہیں۔رواں سال سردی گزشتہ برسوں کی بنسبت زیادہ ہے،جس کے سبب ملک شام یخ بستہ اور سرد طوفانی ہواؤں کی لپیٹ میں ہے جس کے باعث اکثر علاقوں میں گیس اور بجلی کی بندش اور غذائی بحران سنگین صورت اختیار کر چکا ہے۔

یرموک کیمپ کے مہاجرین کی مشکلات کے پیش نظر فلسطینی مہاجرین کے حقوق کے لیے سرگرم 'ایکشن گروپ برائے فلسطین'' نے متعدد مرتبہ عالمی اداروں کو اس جانب متوجہ کرنے کی کوشش کی ہے لیکن کیمپ کا محاصرہ تا حال جاری ہے جس کے باعث متاثرین کی مصیبتوں میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔

☆☆☆☆☆

9 فروری: صوبہ پکتیکا......ضلع زیرک......بارودی سرنگ دھماکہ......ایک بکتر بند گاڑی تباہ......4 فوجی ہلاک

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے!!!

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتی ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۲۲ جنوری: چارسدہ کے علاقے سرڈھیری بازار میں پولیس موبائل وین پر ریموٹ کنٹرول بم دھماکے میں ۶ پولیس اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۴ جنوری: خیبر ایجنسی کی تحصیل لنڈی کوتل میں سڑک کنارے نصب بم پھٹنے کے نتیجے میں سرکاری ذرائع نے ایف سی کے ۲ اہل کاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۲۴ جنوری: صوابی میں خفیہ ادارے کے اہل کار کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔

۲۷ جنوری: ٹانک میں گشت کے دوران میں پولیس موبائل پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ میں اے ایس آئی کے ہلاک اور پانچ پولیس اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۷ جنوری: ہری پور میں حساس ادارے کے ملازم کو قتل کر دیا گیا۔

۲۸ جنوری: ہنگو کے علاقے طوراوڑی میں سیکورٹی فورسز کے قافلے پر فائرنگ سے ایک اہل کار کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی گئی۔

یکم فروری: پشاور کے نواحی علاقے بڈھ بیر میں فائرنگ سے پولیس کے ۳ اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۳ فروری: جنوبی وزیرستان کے علاقے لدھا میں بارودی سرنگ دھماکے میں پاکستانی فوج کے تین اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۶ فروری: ٹانک کے علاقے گڑھی حیدر میں امن کمیٹی کے اہل کاروں اور مجاہدین کے مابین جھڑپ ہوئی۔ امن کمیٹی کے سربراہ حیدر جان سمیت ۲ اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی گئی۔

۹ فروری: لکی مروت کے رحمانی خیل پہاڑی سلسلے میں مجاہدین سے جھڑپ میں ایلیٹ فورس کے اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۹ فروری: صوابی میں پولیس ہیڈ کانسٹیبل کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔

۱۰ فروری: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہوگئی۔ سیکورٹی ذرائع نے ۶ فوجیوں کے زخمی ہونے کی خبر جاری کی۔

۱۱ فروری: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں چیک پوسٹ پر حملے میں ایک اہل کار کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۴ فروری: صوابی میں پولیس پر فائرنگ سے ایس ایچ او سمیت ۲ اہل کاروں کے زخمی جب کہ محرر تھانہ کے ہلاک ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۶ فروری: پشاور میں چارسدہ روڈ پر بڈھنی پل کے قریب بم دھماکے کے نتیجے میں ایک پولیس اہل کار کے ہلاک اور ایک کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۸ فروری: پشاور میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی پر حملے کے نتیجے میں پاکستانی فوج کے میجر سمیت ۳ فوجی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۸ فروری: جنوبی وزیرستان کے علاقے لدھا میں مجاہدین کی فائرنگ سے فوجی اہل کار محراب کے ہلاک ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۱ فروری: کوہاٹ کے مواز خان چوک میں امام بارگاہ کے متولی شیر طوری کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔

۲۲ فروری: بونیر میں قومی وطن پارٹی کے ضلعی آرگنائزر اور امن لشکر کے سربراہ عدالت خان کو دو ساتھیوں سمیت بم حملے میں ہلاک کر دیا گیا۔

۲۲ فروری: لوئر کرم ایجنسی کے علاقہ خاؤ کنڈاؤ میں سیکورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر حملے میں ۷ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۴ فروری: پشاور کے علاقے یونی ورسٹی ٹاؤن میں ایرانی قونصل خانے کے قریب فدائی حملے میں ۳ ایف سی اہل کاروں کے ہلاک اور ۱۰ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۴ فروری: خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود میں گشت میں مصروف فورسز کے قافلے میں شامل ایک گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی۔ ایف سی کے ایک میجر (حبیب) کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

☆☆☆☆☆

10 فروری: صوبہ لوگر..................ضلع چرخ..................ریموٹ کنٹرول بم حملہ..................ایک افغان فوجی گاڑی تباہ..................3 فوجی ہلاک

اک نظر ادھر بھی

صبغۃ الحق

۶ سال میں ۱۰ ہزار امریکیوں کو پاکستان کے ویزے جاری کیے گئے

قومی اسمبلی کے اجلاس کے دوران میں وزارت خارجہ نے انکشاف کیا ہے کہ گزشتہ ۶ سال میں ۱۰ ہزار سے زائد امریکیوں کو پاکستان کے ویزے جاری کیے گئے۔ اس رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۸ء میں پاکستانی سفارت خانے نے سفارتی اور سرکاری پاسپورٹس پر ۳۵۲۵، ۲۰۰۹ء میں ۳۲۴۲، ۲۰۱۰ء میں ۱۳۲۶، ۲۰۱۱ء میں ۱۴۷، ۲۰۱۲ء میں ۱۹۷ اور ۲۰۱۳ء میں ۱۵۰۴ امریکیوں کو ویزے جاری کیے۔

ڈرون کے خلاف مہم چلانے والا صحافی آئی ایس آئی کا ''مہمان'' بنا

شمالی وزیرستان سے تعلّق رکھنے والے صحافی کریم خان کو ۵ فروری کو راولپنڈی سے آئی ایس آئی کے اہل کاروں نے اغوا کیا۔ کریم خان کا بیٹا اور بھائی ڈرون حملے میں شہید ہو چکے ہیں۔ جس بنا پر وہ ڈرون حملوں کے خلاف مہم چلا رہے ہیں اسی مقصد کے سبب وہ سیکورٹی وجوہات کی بنا پر شمالی وزیرستان سے پنڈی منتقل ہو گئے تھے۔ کریم خان کے ڈھوک مستقیم مصریال روڈ سے اغوا کے بعد ان کے اہل خانہ نے لاہور ہائی کورٹ راول پنڈی بنچ میں رٹ دائر کی کہ پولیس کی وردی اور سادہ کپڑوں میں ملبوس ۱۰،۱۱ افراد نے کریم خان کو گھر سے اغوا کیا۔ بعد از اں اُنہیں زخمی حالت میں ۱۰ روز بعد کالے شیشوں والی گاڑی میں سوار ''نامعلوم افراد'' راول پنڈی کے علاقے ترنول کے قریب پھینک کر فرار ہو گئے۔

پاکستانیوں کو جمہوری اقدار سکھانے پر ڈنمارک ۵۳ لاکھ ڈالر خرچ کرے گا

ڈنمارک نے پاکستان میں جمہوری ترقی اور گڈ گورننس کے لیے ۵.۳ ملین ڈالر کے ۳ سالہ پروگرام کا اعلان کیا ہے۔ ڈنمارک کے سفیر سورنسن نے کہا کہ ''پروگرام کے تحت ملک بھر سے نوجوانوں کو جمہوری اقدار کے متعلّق تربیت دی جائے گی''۔

برطانوی ماہرین کی پنجاب پولیس کو تربیت

''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' میں موثر کردار ادا کرنے کے لیے برطانوی پولیس نے پنجاب پولیس کی تربیت کا عمل شروع کر دیا۔ معاہدہ کے تحت سکاٹ لینڈ یارڈ پولیس کے ماہرین نے پنجاب پولیس کے منتخب افسروں کی تربیت کا عمل شروع کر دیا ہے۔ تربیتی کورس کا نام 'کیپری' ہے جس میں پولیس کو ''دہشت گردی'' کے واقعات کے بعد کرائم سین کے مکمل مشاہدے، شواہد جمع کرنے اور تحقیقات کے بارے میں جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے بارے میں تربیت فراہم کی جا رہی ہے۔

اے این پی کے غنڈوں نے قرآن مجید کے نسخے نذر آتش کر دیے

باچا خان کا ''فلسفۂ عدم تشدد'' اس وقت جوبن پر آیا جب ۷ افروری کو پشاور یونی ورسٹی میں پختون سٹوڈنٹ فیڈریشن اور اے این پی کے غنڈوں نے ویلنٹائن ڈے کے موقع پر ''رنگ میں بھنگ'' ڈالنے کا بدلہ لیتے ہوئے یونی ورسٹی ہاسٹل میں مقیم طلبہ کے کمروں پر دھاوا بول دیا اور قرآن مجید کے نسخوں اور تفاسیر کی جلدوں کو نذر آتش کر دیا۔

میرے نام سے 'محمد' خذف کردیا جائے: سمیرہ ملک کے بیٹے کا مطالبہ

خوشاب سے نومنتخب رکن اسمبلی محمد عزیر خان نے قومی اسمبلی سیکرٹریٹ سے اپنا نام تبدیل کرنے اور 'محمد' کا لفظ نام سے ہٹانے کا مطالبہ کر دیا۔ عزیر خان این اے ۶۹ سے ضمنی انتخاب میں قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہوا۔

جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے امیر مطیع الرحمن نظامی سمیت ۱۴ افراد کو سزائے موت سنا دی گئی

بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے امیر مطیع الرحمٰن نظامی سمیت ۱۴ افراد کو سزائے موت سنا دی گئی۔ مطیع الرحمٰن نظامی صاحب ماضی میں وزیر صنعت اور وزیر زراعت بھی رہے ہیں۔

اسلام قبول کرنے پر سوڈان میں امریکی سفارت کار عھدے سے برطرف

اسلام قبول کرنے پر سوڈان میں امریکی سفارت کار جوزف ڈی اسٹیفورڈ کو امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے عہدے سے برطرف کر دیا ہے۔ جب کہ امریکی حکام نے دنیا کو دکھانے کے لیے دعویٰ کیا ہے کہ سفارت کار نے ''ذاتی وجوہات'' کی بنا پر عہدے اور ذمہ داریوں سے استعفیٰ دیا۔ جوزف ڈی اسٹیفورڈ کو جون ۲۰۱۲ء میں تعینات کیا گیا تھا۔ جوزف اس سے قبل لاگوس، نائیجیریا، بغداد، تیونس، الجزائر، تہران، قاہرہ اور کویت کے بیش تر ممالک کے حوالے سے کام کر چکے ہیں۔

12 فروری: صوبہ قندھار.................ضلع خاکریز.................مجاہدین کی کارروائی.................9 پولیس اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی

دنیا کی پانچویں بڑی معیشت بھی بیٹھنے لگی:

دنیا کی پانچویں بڑی معیشت کی حالت بھی دگرگوں ہوچکی ہے۔فرانس میں بے روزگاری کی شرح ریکارڈ سطح تک پہنچ گئی ہے۔فرانسیسی وزارت روزگار کے مطابق گزشتہ سال کے اواخر میں رجسٹرڈ بے روزگاروں کی تعداد ۳.۳ ملین تھی جو اب تک بلند ترین سطح ہے۔اپریل ۲۰۱۲ء میں ہونے والے انتخابات کے نتیجے میں کرسی صدارت پر بیٹھنے والے فرانسوا اولاند نے وعدہ کیا تھا کہ ۲۰۱۳ء کے اختتام تک روزگار کے نئے مواقع پیدا کیے جائیں گے تاہم گزشتہ ایک سال میں مزید دو لاکھ افراد بے روزگار ہوئے۔اپنے اقتدار کے ۲۰ ماہ گزر جانے کے باوجود موجودہ صدر اقتصادی بحران پر قابو پانے میں ناکام رہا ہے۔یورپی اعداد و شمار کے ادارے یورو اسٹیٹ کے مطابق فرانس میں بے روزگاری کی شرح ۱۰.۸ فی صد ہے۔

برطانوی شاہی خاندان بھی اقتصادی بحران کی زد میں:

برطانیہ میں اقتصادی بحران کے اثرات شاہی خاندان پر بھی پڑ رہے ہیں جن کے عالی شان محلوں کی دیکھ بھال کے لیے بھی رقم ختم ہوگئی ہے۔اب بعض اراکین پارلیمنٹ نے تجویز دی ہے کہ ''بکھنگم پیلس سمیت ان محلوں کو کرایہ پر چڑھا دیا جائے''۔ بحران کے دوران میں جس ملک میں لوگوں کو نوکریوں سے نکالا گیا ہو وہاں سات برس میں شاہی محلات کے اہل کاروں کی تعداد جوں کی توں ہے۔بکھنگم پیلس اور ونزر کاسل سمیت تین سو ساٹھ میں سے انتالیس فی صد محلات کی حالت قابل قبول نہیں اور کئی خطرناک صورت حال سے دوچار ہیں۔

برفانی طوفان بھی امریکہ کو اربوں ڈالر میں پڑ رہا ہے:

شدید سرد موسم امریکی معیشت کو ۵۰ ارب ڈالر کا نقصان پہنچانے کا سبب بننے والا ہے۔یہ بات امریکی معاشی ماہرین نے اپنی ایک رپورٹ میں کہی ہے۔امریکی اخبار وال سٹریٹ کے ماہرین معاشیات کے مطابق شدید سردی اور برفانی طوفان نے اقتصادی شرح نمو کو اعشاریہ ۳ فی صد کم کر دیا ہے جو کہ مجموعی طور پر ۷۴ ارب ڈالرز کا نقصان بنتا ہے۔معاشی بدحالی کے باعث ۴ ماہ کے دوران میں ۷۶ ہزار افراد ملازمتوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں جن کے نقصانات کا فی الحال اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: ایک جنگ جو آج بھی جاری ہے

سلطان معظم! یہ جنگ جو ہم لڑ رہے ہیں، یہ میری اور آپ کی، یا ہمارے بادشاہوں کی اور آپ کی جنگ نہیں، یہ کلیسا اور کعبہ کی جنگ ہے، جو ہمارے مرنے کے بعد بھی جاری رہے گی، اب ہم میدان جنگ میں نہیں لڑیں گے، ہم کوئی ملک فتح نہیں کریں گے، ہم مسلمانوں کے دل و دماغ کو فتح کریں گے، ہم مسلمانوں کے مذہبی عقائد کا محاصرہ کریں گے، ہماری لڑکیاں، ہماری دولت، ہماری تہذیب کی کشش جسے آپ بے حیائی کہتے ہیں، اسلام کی دیواروں میں شگاف ڈالے گی، پھر مسلمان اپنی تہذیب سے نفرت اور یورپ کے طور طریقوں سے محبت کریں گے، سلطان معظم! وہ وقت آپ نہیں دیکھیں گے، میں نہیں دیکھوں گا، ہماری روحیں دیکھیں گی۔

سلطان صلاح الدین ایوبی، جرمن نژاد ہرمن کی باتیں بڑے غور سے سن رہا تھا، ہرمن کہہ رہا تھا، سلطان معظم! آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے عرب کو کیوں میدان جنگ بنایا؟ صرف اِس لیے کہ ساری دنیا کے مسلمان اِس خطے کی طرف منہ کر کے عبادت کرتے ہیں اور یہاں مسلمانوں کا کعبہ ہے، ہم مسلمانوں کے اِس مرکز کو ختم کر رہے ہیں، آپ آج بیت المقدس کو ہمارے قبضے سے چھڑا لیں گے، لیکن جب آپ دنیا سے اٹھ جائیں گے، مسجد اقصیٰ پھر ہماری عبادت گاہ بن جائے گی، میں جو پیشین گوئی کر رہا ہوں، یہ اپنی اور آپ کی قوم کی فطرت کو بڑی غور سے دیکھ کر کر رہا ہوں، ہم آپ کی قوم کو ریاستوں اور ملکوں میں تقسیم کر کے انہیں ایک دوسرے کا دشمن بنا دیں گے اور فلسطین کا نام و نشان نہیں رہے گا، یہودیوں نے آپ کی قوم کے لڑکوں اور لڑکیوں میں لذت پرستی کا بیج بونا شروع کر دیا ہے، اِن میں سے اب کوئی نورالدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی پیدا نہیں ہوگا۔

قارئین محترم! یہ تھی وہ صلیبی ذہنیت جو کل بھی ملت اسلامیہ کی جڑوں کو چاٹ رہی تھی اور آج بھی یہ دیمک ہماری اساس و بنیاد کو کھوکھلا کر رہی ہے، یہ دونوں تاریخی واقعات ہمارے ماضی، حال اور آنے والے مستقبل کے بہترین عکاس اور کسی تبصرے کے محتاج نہیں، کیونکہ اِس میں ہماری موجودہ شکست و ریخت اور ذلت و رسوائی کے تمام اسباب و عوامل کی واضح نشاندہی موجود ہے، تقریباً ساڑھے آٹھ سو سال قبل فلپس آگسٹس اور عیسائی جاسوس ہرمن نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے جن مذموم عزائم کا اظہار کیا تھا، آج ملت اسلامیہ اُس میں بری طرح گھری نظر آتی ہے، کلیسا اور کعبہ کی جنگ آج بھی جاری ہے، فرق صرف یہ ہے کہ جنگ کا لیبل اور ہتھیار بدل گئے ہیں، جس طرح کل پورا عالم کفر صلاح الدین ایوبی کے خلاف صف آراء تھا، بالکل اُسی طرح یہ آج بظاہر مجاہدینِ طالبان و القاعدہ جب کہ درحقیقت عالم اسلام کے خلاف متحد و منظّم ہیں، یہ صلیبی جنگوں کی وہ کہانی ہے جو کہ مرحلہ در مرحلہ اب بھی جاری ہے۔

صلیبی حکمران، عسکری سالار، سپاہی اور کلیسا کسی مرحلے پر اِس جنگ کو نہیں بھولے، مگر افسوس ہم بھول گئے اور آج اسی بھول نے ہمیں تباہی و بربادی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے، سچ کہا ہے کسی نے کہ بدبختی کا مقابلہ تو کیا جاسکتا ہے لیکن اپنی کوتاہیوں اور غلط کاریوں کا نہیں۔

☆☆☆☆☆

13 فروری: صوبہ قندہار.................ضلع پنجوائی.................مجاہدین کا حملہ.................ایک افغان فوجی افسر ہلاک

مجاہد لوگ

دین اپنے پہ جان اپنی فدا کرتے ہیں
ہم زیست کا حق یوں بھی ادا کرتے ہیں

جس دن سے ڈرایا ہمیں دشمن نے قضا سے
ہم موت سے اب روز ملا کرتے ہیں

وہ سجدہ جو امت پہ بہر طور تھا واجب
اُس حکم کی سَردے کے قضا کرتے ہیں

جس خون کے گرنے سے گریں ساری خطائیں
اُس خون کے گرنے کی دعا کرتے ہیں

کہیں تیغ ، کہیں قلم ، کہیں بات ، کہیں چُپ
جو بھی کرتے ہیں قسم ہم کو بجا کرتے ہیں

جو کہہ دیں بڑے کہہ دیں اُنہیں کہنے کا حق ہے
سَرخم کیے چُپ چاپ سنا کرتے ہیں

ڈگمگاتے نہیں پاؤں لہو دیکھ کے اپنا
میداں میں یہ حالات ہُوا کرتے ہیں

جس زور سے آئے تندی بادِ مخالف
ہم اور بھی تب اونچا اڑا کرتے ہیں

اپنے وجدان سے پا لیتے ہیں جو رازِ شہادت
سو جان کو اک جان گنا کرتے ہیں

وسیم حجازیؔ

کافر، ملحد اور زندیق کی پہچان کروانا علمائے دین کا منصب اور فریضہ ہے!

’’دین‘‘ اور اسلام کے خلاف ملحد و بے دین لوگ اور اہل حق کے خلاف باطل پرست افراد اور فرقے ہمیشہ برسرِ پیکار رہے ہیں اور گرم و سرد جنگ یعنی تیغ و تفنگ یا قلم و قرطاس کے معرکے ہمیشہ جاری رہے ہیں، اور جب بھی اہل حق اور اہل ایمان کے آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ روشن دلائل اور تیغ تیز سے بھی زیادہ قاطع اور دوٹوک فیصلہ کر دینے والے براہین نے باطل پرستوں کے شکوک و شبہات، تاویلات و تحریفات، تلبیسات و تشویہات کا قلع قمع کیا ہے اور ان پر کفر و ارتداد کا حکم لگایا ہے تو ان باطل پرستوں نے علمائے حق کی تکفیر سے بچنے کے لیے مختلف و متنوع حربے بطور سپر استعمال کیے ہیں۔

ہمارے زمانہ میں چونکہ بدقسمتی سے ان ملحدوں اور زندیقوں کو تحریر و تقریر کی مکمل آزادی حاصل ہے، اس لیے وہ زیادہ بے باکی اور دریدہ دہنی کے ساتھ اہل حق کے ان تکفیری فتووں کو ’’دشنام طرازی‘‘ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور برملا کہتے ہیں کہ ’’علما کو گالیاں دینے کے سوا اور آتا ہی کیا ہے؟‘‘۔ حقیقت یہ کہ جس طرح نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج اسلام کے اساسی احکام و عبادات ہیں اور دین اسلام میں ان کے مخصوص و متعین معنیٰ اور مصداق ہیں...... ٹھیک اسی طرح کفر، نفاق، الحاد، ارتداد اور فسق بھی اسلام کے بنیادی احکام ہیں، دین اسلام میں ان کے بھی مخصوص و معین معنیٰ اور مصداق ہیں، قرآن کریم نے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعی طور پر ان کی تعیین و تحدید فرمادی ہے۔

اسی لیے علمائے امت پر، کچھ بھی ہو اور کیسے ہی طعنے کیوں نہ دیے جائیں، رہتی دنیا تک یہ فریضہ عائد ہے اور رہے گا کہ وہ خوف و خطر اور ’’لومۃ لائم‘‘ (ملامت کرنے والوں کی ملامت) کی پرواہ کیے بغیر جو شرعاً ’کافر‘ ہے اس پر ’کفر‘ کا حکم اور فتویٰ لگائیں اور اس میں پوری پوری دیانت داری اور علم و تحقیق سے کام لیں ...... اور شرعاً جو ’ملحد‘ و ’فاسق‘ ہے اس پر ’الحاد‘ و ’فسق‘ کا حکم اور فتویٰ لگائیں ...... اور جو بھی فرد یا فرقہ قرآن و حدیث کی نصوص کی رو سے ’اسلام‘ سے خارج ہو اس پر اسلام سے خارج اور دین سے بے تعلّق ہونے کا حکم اور فتویٰ لگائیں ...... اور کسی بھی قیمت پر اس کو مسلمان تسلیم نہ کریں، جب تک سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع نہ ہو، یعنی قیامت تک۔

بہرحال ’کافر، فاسق، ملحد، مرتد‘ وغیرہ شرعی احکام و اوصاف ہیں، اور فرد یا جماعت کے عقائد یا اقوال و اعمال پر مبنی ہوتے ہیں، نہ کہ ان کی شخصیتوں اور ذاتوں پر، اس کے برعکس ’’گالیاں‘‘، جن کو دی جاتی ہیں ان کی شخصیتوں اور ذاتوں کو دی جاتی ہیں، لہٰذا اگر یہ الفاظ صحیح محل میں استعمال ہوتے ہیں تو یہ شرعی احکام ہیں، ان کو ’سب و شتم‘ اور ان احکام کے لگانے کو ’’دشنام طرازی‘‘ کہنا جہالت ہے یا بے دینی! نیز علمائے حق جب کسی فرد یا جماعت کی تکفیر کرتے ہیں تو وہ اس کو ’کافر‘ نہیں بناتے، ’کافر‘ تو وہ خود اپنے اختیار سے کفریہ عقائد یا اقوال و افعال اختیار کرنے سے بنتا ہے، وہ تو صرف اس کے کفر کو ظاہر کرتے ہیں، کسوٹی سونے کو کھوٹا نہیں بناتی، وہ تو اس کے کھوٹا ہونے کو ظاہر کر دیتی ہے، کھوٹا تو وہ خود ہوتا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود یہ کہنا کہ ’’مولویوں کو کافر بنانے کے سوا کیا آتا ہے؟‘‘ شرم ناک جہالت ہے!

محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ